واقدی نے کئی طریقوں کی روایت کی ہے کہ عبداللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف نہیں اٹھے یہاں تک کہ ہم کو خوف ہو گیا کہ کہیں ہم پر" (سکوت کی وجہ سے) آسمان سے پتھر نہ برسا دیئے جائیں وہ ایسا شخص ہے جو اپنے باپ کی تصرف میں آئی ہوئی لونڈیوں (اپنی سوتیلی ماؤں) بیٹیوں بہنوں تک سے زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے نماز چھوڑتا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ کیا اور اسی کیساتھ وہ شراب بھی پیتا تھا اور بدفعلیوں کا مرتکب بھی ہوتا تھا تو لوگوں نے اس کے خلاف شدت اختیار کی اور اس کے خلاف بہت لوگوں نے خروج کیا۔ اور خدا نے اس کی عمر میں برکت نہیں دی .... اس کے بعد ابن حجر نے واقعہ حرہ کا اجمالی تذکرہ کیا ہے پھر وہ لکھتے ہیں (صواعق ص۱۳۲)

سب علماء اس کے فاسق ہونے پر متفق ہو کر اس بات میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا اس پر اس کا خاص نام لیکر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں ایک جماعت نے اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے اُن میں ابن جوزی بھی ہیں جنھوں نے یہی جواز کا قول احمد بن حنبل وغیرہ کی کتاب سے بھی نقل کیا ہے چنانچہ ابن جوزی اپنی کتاب "الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید" میں فرماتے ہیں کہ "مجھ سے ایک شخص نے یزید بن معویہ کے متعلق سوال کیا تو میں نے کہا اس کے لیے وہی سب کافی ہے جو اس میں موجود ہے! تو سائل نے کہا کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ اس پر لعنت کو صاحبان ورع علماء نے جائز لکھا ہے اُن میں احمد بن حنبل بھی ہیں کیونکہ انھیں نے یزید کے حق میں علیہ اللعنۃ۔ کا لفظ ذکر کیا ہے

ابن جوزی قاضی ابو یعلی فرا سے ناقل ہیں کہ انھوں نے اپنی کتاب " المعتمد فی الاصول " میں اپنی سند سے احمد بن حنبل کے صاحبزادہ صالح سے نقل کیا ہے اُن کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے باپ سے کہا ایک جماعت ہماری طرف یزید کی دوستی کی نسبت دیتی ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ " بیٹا کیا یزید کو اب کوئی شخص بھی دوست رکھے گا جو خدا پر ایمان رکھتا ہو۔ اور اس پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو، میں نے کہا کہ خدا نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت کی ہے تو انھوں نے کہا اس آیت میں

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم و اعمی ابصارھم اس آیت کی تلاوت کے بعد انھوں نے کہا کیا کوئی فساد قتل حسینؑ سے زیادہ عظیم ہو سکتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا بیٹا میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس میں اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جو مستحق لعنت ہیں اور اُن میں یزید کا بھی نام لکھا ہے پھر انھوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے " من اخاف اھل المدینۃ ظلماً اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین " یعنی جو اہل مدینہ کو ظلماً خوف دلائے خدا اسکو خوف دلائے اور اس پر اللہ ملائکہ اور انسانوں سب کی لعنت ہو۔

اور پھر فرماتے ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یزید نے مدینہ پر چڑھائی کروائی ایک لشکر کے ذریعہ سے اور اہل مدینہ کو خائف کیا ____________

ابن حجر کہتے ہیں جس حدیث کا تذکرہ ابن جوزی نے کیا ہے اس کی مسلم نے روایت کی ہے اور یزید کے اس قتل و فساد عظیم اور اسیری و اباحت حرم مدینہ کے وہ واقعات رونما ہوئے جو مشہور ہیں یہاں تک کہ تین سو باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔ اور اتنے ہی صحابہ قتل کیے گئے اور قاریاں قرآن میں سے تقریباً سات سو قتل ہوئے۔ اور کئی دن تک مدینہ مباح کر دیا گیا اور مسجد نبوی کی نماز جماعت معطل رہی اور کئی دن تک اہل مدینہ چھپتے رہے اور کسی کو مسجد تک میں داخل ہونے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہاں تک کی مسجد نبوی میں کتے اور بھیڑیئے تک گھس گئے اور انھوں نے منبر رسولؐ پر پیشاب کیا اور یوں اس خبر کی تصدیق ہوگئی جو نبی کریم نے پہلے ہی بیان کر دی تھی اور اس لشکر کا رئیس اس کے سوا اور کسی بات پر راضی نہ ہوا کہ سب اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت اس طرح کریں کہ "سب یزید کے غلام ہیں چاہے ان کو بیچ ڈالے چاہے ان کو آزاد کر ڈالے، ان میں بعض لوگوں نے کتاب خدا اور سنت رسول پر بیعت کرنیکو کہا تو ان کی گردن اُڑا دی یہ سب واقعہ حرّہ میں ہوا ——— پھر اس کا لشکر ابن زبیر سے لڑنے گیا اور وہاں خانہ کعبہ پر منجنیق نصب کر کے پتھر مارے اس میں آگ لگائی ان قبائح سے زیادہ اور کیا چیز عظیم ہوگی۔ جو یزید کے زمانہ میں واقع ہوئے اس کی جانب سے لہذا وہ اس حدیث سابق کا مصداق ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ میری امت کا امر برابر عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہانتک اس میں بنی امیہ کا ایک شخص رخنہ ڈالے گا جس کا نام یزید ہوگا ——— اس کے بعد ابن حجر تصویر کا دوسرا رُخ اس طرح پیش کرتے ہیں اور اپنی رائے بھی ظاہر کرتے ہیں۔

دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہماری نظر میں

کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہے جو لعنت کی مقتضی ہو یہی غزالی کا بھی فتویٰ ہے اور انھوں نے اس کی طرفداری میں بڑی لمبی گفتگو کی ہے اور یہی فتویٰ ہمارے آئمہ کے قواعد کے مطابق ہے اور ان تصریحات کے موافق ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ کسی شخص پر بالخصوص لعنت کی جائے ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی موت کفر ہی پر واقع ہوئی تو لعنت بالخصوص ہو سکتی ہے جیسے ابو جہل ابو لہب ہیں۔ لیکن جس کے متعلق یہ نہ معلوم ہو تو اس پر لعنت جائز نہیں ہے یہاں تک کہ کسی زندہ معین کافر پر لعنت جائز نہیں اس لیے کہ لعنت کے معنی رحمت الٰہی سے دور کرنے کے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے رحمت سے مایوسی ہے اور یہ بات اسی شخص کیلئے ٹھیک ہے جس کے متعلق بحالت کفر مرنے کا علم ہو لیکن جس کے لیے اس کا علم نہ ہو اس پر لعنت جائز نہیں ہے چاہے بظاہر وہ کافر ہی ہو کیونکہ احتمال ہو سکتا ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور وہ بحالت اسلام مرے اور علماء نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ مسلمان فاسق کو معین کر کے اس پر لعنت نہیں کر سکتے اور جب تم کو ان تصریحات کا علم ہو گیا تو تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اس کی بھی تصریح کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ فاسق اور خبیث تھا اور اگرچہ ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا اور اس قتل سے خوش بھی ہوا کیونکہ یہ ایسی خباثت ہے جو اس کو جائز جانتے ہوئے نہیں واقع ہوئی یا جائز جانتے ہوئے بھی یہ امر واقع ہوا لیکن کسی تاویل کے ماتحت ہوا خواہ وہ تاویل باطل ہی ہو۔ یہ بات فسق ہو گی کفر نہ ہو گی اس کے علاوہ اس کا قتل حسینؑ کا حکم دینا اور ان کے قتل پر مسرور ہونا بطریق صحیح ثابت نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح اس کی جانب سے ان امور کی حکایت کی گئی ہے اسی طرح اس کے برخلاف طرز عمل کی بھی اس کی جانب سے

حکایت کی گئی ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں پھر انھوں نے احمد ابن حنبل کے اس استدلال کا جواب دینا چاہا ہے جو انھوں نے آیت کلام مجید اور حدیث نبوی سے اس پر لعنت کے جواز کے لیے ذکر کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت و حدیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بالخصوص نام لیکر لعنت کرنا جائز ہے پھر کہتے ہیں کہ اسی لیے نقل کیا گیا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ قاتلان حسینؑ اور اُن کے قتل کے حکم دینے والے اُن کے قتل کو جائز سمجھنے والے اس پر راضی رہنے والے سب پر لعنت کرنا جائز ہے مگر یزید کا نام لیکر نہیں۔ جیسے کہ شرابی وغیرہ پر لعنت جائز ہے لیکن کسی شرابی کو معین کر کے اس پر لعنت نہیں جائز ہے ۔ اس کے بعد ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ ابن صلاح جو ہمارے اکابر ائمہ فقہاء و محدثین میں ہیں اپنے فتاوے میں کہتے ہیں جب کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا تھا جو یزید پر اس لیے لعنت کرتا ہے کہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا تھا کہ ہمارے یہاں یہ ثابت نہیں ہے کہ اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا تھا بلکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ اُن سے جنگ کا حکم دینے والا جس کے نتیجہ میں اُن کا قتل ہوا اصل میں عبید اللہ ابن زیاد تھا جو آخری وقت والی عراق تھا اور یزید پر لعنت کرنا مومنین کی شان سے نہیں ہے خواہ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ اس نے حسینؑ کو قتل کیا یا ان کے قتل کا حکم دیا اور حدیث محفوظ میں وارد ہوا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے ہم معنی ہے حسینؑ کا قاتل ان کو قتل کرنے کی وجہ سے کافر نہیں ہو گیا۔ ہاں اس نے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔ قتل کرنے کی وجہ سے کافر وہ ہوگا جو کسی نبی کو قتل کرے اس کے بعد ابن صلاح کہتے ہیں کہ لوگ یزید کے متعلق تین گروہ میں تقسیم ہو گئے ہیں ایک گروہ تو اس کا دوست ہے، اور اس سے محبت رکھتا ہے ایک گروہ اس کو بُرا کہتا ہے اس پر لعنت کرتا ہے اور ایک

گروہ متوسط ہے جو نہ اس سے دوستی رکھتا ہے اور نہ اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کے ساتھ وہی رویّہ رکھتا ہے جو تمام بادشاہان اسلام اور خلفاء غیر راشدین کے ساتھ رکھتا ہے یہی فرقہ حق پر ہے اور اسی کا مذہب ان لوگوں کے لائق ہے جو اسلاف کی سیرت کو پہچانتے ہیں اور قواعد شریعت مطہرہ سے آگاہ ہیں۔

ابن حجر کہتے ہیں الانوار جو ہمارے ائمہ متاخرین کی کتابوں سے ہے اس میں لکھا ہے کہ باغی نہ فاسق ہیں نہ کافر ہیں بس وہ اپنے افعال میں خطا کار ہیں لہذا نہ تو معاویہ پر طعن کرنا جائز ہے کیونکہ وہ کبار صحابہ میں سے ہیں اور نہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور نہ اس کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ وہ منجملہ مومنین ہے اور اس کا معاملہ مشیّت الٰہی کے حوالہ ہے اگر خدا چاہے گا تو اسے معاف کر دیگا یہ باتیں غزالی اور متولی وغیرہ نے کہی ہیں اور غزالی نے یہ بھی کہا ہے کہ واعظ وغیرہ کے لیے حسنؑ و حسینؑ کے قتل کی روایت اور حکایات کا بیان جائز نہیں ہے اور نہ ان اختلافات کا ذکر جائز ہے جن کے جھگڑے صحابہ میں ہوئے کیونکہ ایسا کرنے سے صحابہ کی عداوت ابھرے گی اور ان پر طعن کا جذبہ پیدا ہو گا حالانکہ صحابہ اعلام الدین میں تمام ائمہ نے دین انھیں سے روایۃً حاصل کیا اور ہم نے ائمہ سے درایۃً دین حاصل کیا لہذا جو ان پر طعن کرے وہ خود ہی مطعون ہے اپنے نفس اور دین دونوں میں ابن صلاح اور نووی کہتے ہیں "الصحابۃ کلھم عدول" تمام کے تمام صحابی عادل ہیں ———

رسالتمآبؐ کے انتقال کے وقت آپ کے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابی تھے اور قرآن و حدیث دونوں میں ان کی عدالت و جلالت کی تصریح ہے ابن حجر مکی کی عبادت کا ترجمہ ختم ہوا جس سے آپ کو یزید کے متعلق علماء عامہ کا اختلاف معلوم ہو گیا اور یہ کہ مسلمانوں میں اسکے متعلق کیا کیا خیالات ہیں۔

ابن حجر مکی اور دیگر وہ علماء جن کے ہم اقوال نقل کر رہے ہیں جہاں بہکے ہیں اس پر نقد و تبصرہ بھی آپ کو اسی کتاب میں جا بجا ملے گا اور آپ پورے طور سے مطمئن ہو جائیں

یزید اور ایک فقیہ شافعی

وفیات الاعیان (ج ۱ ص ۳۳۷ مطبع میمنیہ مصر) میں حالات عماد الدین معروف بہ کیا الہراسی فقیہہ شافعی ملاحظہ فرمائیں اس میں لکھا ہے کہ ان سے یزید بن معاویہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ صحابہ میں تو تھا نہیں کیونکہ عمر بن خطاب کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے اس کے اوپر لعنت کے متعلق علماء سلف کے اقوال کی تفصیل یہ ہے کہ احمد بن حنبل کے اس میں دو قول ہیں ایک اشاروں میں اور ایک صاف صاف اور ابو حنیفہ کے بھی اسی طرح دو قول ہیں اور ہمارا ایک ہی قول ہے اشاروں میں نہیں بلکہ صاف صاف اور کیوں نہ اس کیلئے ایسا فتویٰ دیا جائے کیونکہ وہ گوٹوں سے جوا کھیلتا تھا چیتے سے شکار کرتا تھا ہمیشہ شراب پیتا تھا اس کے شعر شراب کے لیے سب کو معلوم ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے

اقول لصحب ضمت الکاس شملھم   وداعی صبابات الھوی یترنم

خذوا بنصیب من نعیم ولذۃ   فکلٌّ وان طال المدی یتصرم

ولا تترکوا یوم السرور الی غدٍ   فربّ غدٍ یاتی بما لیس یُعلَم

ان اشعار میں یزید نے شراب نوشی اور عیش اور عشرت کی ترغیب دی ہے اسکے بعد کیا ہرا سی نے مفصل تحریر لکھی اور پھر کاغذ کو پلٹ کر دوسری طرف لکھا کہ اگر گنجائش ہوتی تو میں اس شخص کی رسوائیوں کو تفصیل سے لکھتا پھر اپنے دستخط کر دیے۔

اہلسنت کے مشہور حجۃ الاسلام غزالی کا فتویٰ

غزالی اپنے مذہب کی نزاکتوں پر گہری نظر رکھتے تھے انھوں نے اسی کی روشنی میں یزید کے متعلق جو فتویٰ دیا ہے اسے بھی ہم کتاب وفیات الاعیان جلد اول ص۳۲۷ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں صاحب وفیات کیا ہراسی کا مذکورہ بالا فتویٰ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام ابو حامد غزالی نے اس مسئلہ میں اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے ان سے سوال کیا گیا کہ جو شخص تصریح یزید پر لعنت کرے اس کو فاسق کہا جائے گا یا اس کو اجازت ہو گی؟ کیا یزید نے قتل حسین کا ارادہ کیا تھا؟ یا اس کا مقصد محض مدافعت تھا؟

کیا یزید کے لئے دعائے رحمت کرنا جائز ہے؟ یا ہر معاملہ میں ساکت رہنا افضل ہے؟ برائے مہربانی شبہات کو دور فرمائیں غزالی نے جواب میں تحریر کیا کسی مسلمان پر لعنت کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے[عہ۱] جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے مرد مسلم لعنت باز نہ ہوگا کسی مسلمان پر لعنت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے حالانکہ بہائم تک پر لعنت جائز نہیں ہے اور اس سے بھی ممانعت کی روایت ہے۔

مسلمان[عہ۲] کی حرمت کعبہ کی حرمت سے زیادہ عظیم ہے جیسا کہ اس کے متعلق نبی کی نص موجود ہے یزید کے اسلام کے اخبار صحیح ہیں اور یہ صحیح طور سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے حسینؑ کو قتل کیا نہ اس نے ایسا حکم دیا نہ اس پر راضی ہوا اور جب تک یہ باتیں

عہ۱ کتنی جلد موصوف خود ہی لعنت فرما کر ایک فعل حرام کے مرتکب ہوگئے اور اپنے پہلے کلمہ کو دوسرے کلمہ سے خود ہی توڑ دیا بلکہ خود اپنی زبانی مستحق لعنت بھی بنے۔

عہ۲ کاش فرزند رسول کی حرمت بھی آپ کی نظر میں ہوتی۔

صحیح طور پر نہ ثابت ہو جائیں یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے متعلق ایسا گمان قائم کیا جائے کیونکہ ایک مسلمان عہ سے بدگمانی بھی حرام ہے اور خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور "بچو بہت سے گمانوں سے بیشک بعض گمان گناہ ہیں" اور نبیؐ کا ارشاد ہے "بیشک خدا نے مسلمان کے خون اس کے مال اس کی آبرو کو حرام قرار دیا ہے اور یہ کہ اس سے بدگمانی کیجئے" اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ یزید نے قتل حسینؑ کا حکم دیا تو اس کے متعلق یہ جان لینا چاہئے کہ وہ بڑا احمق ہے کیونکہ اگر کسی کے زمانہ میں کوئی بڑوں میں وزراء یا سلاطین میں سے قتل ہو جائے اور وہ شخص چاہے کہ اسے حقیقت معلوم ہو جائے کہ کس نے اس کے قتل کا حکم دیا کون اس پر راضی رہا کس نے اس کو نا پسند کیا تو وہ اس پر قادر نہ ہوگا چاہے وہ مقتول اسی کے جوار میں قتل ہوا ہو اسی کے زمانہ میں اور اس کے مشاہدہ میں قتل ہوا ہو تو پھر کیسے اس کا علم ہو سکتا ہے جبکہ مقتول دور کے شہر میں دور کے گزرے ہوئے زمانہ میں قتل ہوا ہو۔

قریب چار صدیوں کے عرصہ گزر چکا ہو اور دور دراز جگہ کا واقعہ ہو اس واقعہ میں تعصب کا بہت دخل ہو گیا ہے اور اس میں ہر طرف سے بہت سی باتیں ہوئیں لہٰذا اس امر کی حقیقت بالکل نہیں معلوم ہو سکتی اور جب علم نہیں ہو سکتا تو واجب ہے کہ ہم ہر اس مسلمان سے حسن ظن رکھیں جس سے حسن ظن رکھنے کا امکان ہو ان سب باتوں کے باوجود اگر کسی مسلمان کے متعلق ثابت بھی ہو جائے کہ اس نے کسی مسلمان کو قتل کر ڈالا تو مذہب اہل حق یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوگا قتل کرنا کفر عہ نہیں ہے بلکہ وہ معصیت ہے اگر قاتل مر جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کر کے مرا ہو اگر کافر اپنے کفر سے تائب ہو جائے

عہ کیا کہنا اس احتیاط کا مگر یہ ساری احتیاط دشمنان اہلبیت ہی کے بارے میں ہے۔

عہ اس حدیث کو اپنی کتابوں سے چھیل ڈالیں جس میں فرمایا ہے سباب المسلم فسوق و قتاله کفر مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

تو اس پر لعنت ناجائز ہے چہ جائیکہ جو قتل سے تائب ہو جائے یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ حسینؑ کا قاتل توبہ کے پہلے مرگیا - پروردگار اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے لہذا کسی مرے ہوئے مسلمان پر لعنت جائز نہیں ہے اور جو لعنت کریگا وہ فاسق ہو جائے گا خدا کا نافرمان ہوگا اگر لعنت کرنا جائز بھی ہو اور کوئی سکوت کرے تو اجماعاً گنہگار نہ ہوگا اگر کوئی عمر بھر شیطان پر لعنت نہ کرے تو اس سے قیامت کے دن یہ نہ کہا جائے گا کہ تو نے ابلیس پر لعنت کیوں نہ کی بلکہ لعنت کرنے والے سے سوال ہوگا کہ کیوں لعنت کی کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ مطرود اور ملعون تھا ملعون وہ ہے جو خدا سے دور ہو اور یہ بات غیب کی ہے جس کا علم صرف اسی کے لیے ہو سکتا ہے جو بحالت کفر مرے یہ علم شرعی ہوگا یزید کے لیے رحمت کی دعا کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے بلکہ وہ ہر نماز میں ہمارے اس قول میں داخل ہے "اللهم اغفر للمومنین والمومنات" کیونکہ وہ مومن تھا واللہ اعلم

اس کے بعد غزالی صاحب نے اس گرانقدر فتویٰ پر اپنے دستخط فرمائے -

کیا ہراسی اور غزالی دونوں کے مذکورہ بالا فتوے کتاب حیات حیوۃ ریجوال جلد دوم ص ۳۴۴ میں بھی موجود ہیں -

علامہ تفتازانی کا فتویٰ

غزالی صاحب کا فتویٰ آپ پڑھ چکے اب ذرا دوسرے علامہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو جس سے غزالی صاحب کے فتوی کی بعض دلیلوں کا حال معلوم ہو جائیگا -

شرح عقائد نسفی ص ۱۷۶ از علامہ تفتازانی طبع کلکتہ میں جو عبارت ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو" حق یہ ہے کہ قتل حسینؑ پر یزید کی رضامندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور

اس کا اہلبیت نبیؐ کی اعانت کرنا ایسی چیزیں ہیں جن پر تواتر معنوی قائم ہے اگرچہ اس کی تفاصیل کے اخبار آحاد ہیں لہذا ہم اس کے متعلق کوئی توقف نہیں کرتے بلکہ ہمیں اس کے ایمان میں تامّل ہے خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے اعوان و انصار سب پر لعنت کرے۔"

ارشاد الباری شرح صحیح بخاری از علامہ قسطلانی جلد دہم صـ۱۶۴ کی عبارت کا ترجمہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔ اس میں بھی علامہ تفتازانی کی مذکورہ بالا عبارت کا حوالہ موجود ہے فرماتے ہیں ـــــ "بعض لوگوں نے جیسا کہ مولیٰ سعد الدین تفتازانی نے نقل کیا ہے یزید پر مطلقاً لعنت جائز ہے کیونکہ وہ حسینؑ کے قتل کا حکم دے کر کافر ہو گیا۔ اور علماء نے بالاتفاق کہا ہے کہ جس نے حسینؑ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یا ان کے قتل کو جائز جانا یا اس پر راضی رہا اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یزید کا قتل حسینؑ پر راضی رہنا اور اس کا اس پر خوش ہونا اور اس کا اہلبیت نبی کی اہانت کرنا ایسی باتیں ہیں جن پر تواتر معنوی قائم ہے۔ اگرچہ الگ الگ اس کی تفصیلیں اخبار احاد سے مروی ہیں۔ ہم کو اس کے بارے میں کوئی تامّل نہیں بلکہ اس کے ایمان میں تامل ہے خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے انصار و اعوان سب پر لعنت کرے۔

ابو شکور سلمی کا ارشاد

المہتدی باللہ ابو شکور سلمی مشہور علماء اہلسنت میں ہیں ان کی کتاب التمہید ہمارے پیش نظر ہے یہ ایک خطی نسخہ ہے جس میں ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ روز سہ شنبہ اختتام کتابت کی تاریخ درج ہے کاتب کا نام جمیل الغنی لکھا ہے اور جو کتاب خانہ جناب جنّت

مکان لکھنؤ میں محفوظ ہے اس کے باب الخلافہ والامارہ میں سات اقوال درج ہیں پانچواں قول معاویہ کے متعلق اور چھٹا قول قتل حسینؑ کے متعلق ہے اسی قول سادس کی بعض عبارات کا ترجمہ درج ذیل ہے وہ فرماتے ہیں " اہل سنت وجماعت لکھتے ہیں کہ حسینؑ حق پر تھے وہ ظلم سے مرے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ حسینؑ باغی تھے کیونکہ انھوں نے امام پر خروج کیا اور ہمارا اجماع ہے کہ علی کے بعد خلافت معاویہ کی تھی جبکہ ان سے حسنؑ نے صلح کرلی اور ان کی بیعت کرلی اور ان کے ساتھ تمام اور مسلمانوں نے اس کی بیعت کرلی لیکن یزید بن معاویہ تو اس کے لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی خلافت معاویہ کے استخلاف اور صحابہ وغیر صحابہ مسلمانوں کی بیعت کے ذریعہ سے تھی لہذا بطریق قیاس یہ حکم کیا جائے گا کہ اسکی امامت حسینؑ اور تمام مسلمانوں پر واجب تھی - پھر موصوف اس جماعت کا جواب حسب ذیل عبارت میں دیتے ہیں پہلے انھوں نے معاویہ کی صفائی پیش کی ہے اور کہا کہ وہ امام برحق اور عادل تھا پھر لکھتے ہیں کہ یزید اس کے برخلاف تھا اس لیے کہ مروی ہے کہ وہ شراب پیتا لہو ولعب اور گانے کا حکم دیتا تھا اس نے حق کو اس کے اہل سے روکا دین خدا میں فسق کیا اور بعض فقہا رکا قول ہے کہ امام جب فاسق ہو جائے تو وہ خود بخود بغیر کسی کے معزول کئے ہوئے معزول ہو جاتا ہے اور اسی لیے شافعی نے کہا ہے کہ فاسق ولایت (حکومت) کا اہل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ شرعاً شہادت (گواہی) دینے کا اہل نہیں ہے تو اہل ولایت وحکومت کیسے ہوگا ؟ اور اس لیے کہ امام کے لیے جائز ہے کہ سوائے حدود کے اور امور میں اپنے ذاتی علم کے مطابق فیصلہ کردے پھر جب اس کا علم اس کے غیر پر اس کی گواہی سے نہ ثابت ہو سکے گا تو اسی طرح حکومت کی وجہ سے دوسرے پر نافذ نہ ہو سکے گا کیونکہ ولایت وحکومت بہ نسبت گواہی کے زیادہ قوی ہے -

معاویہ کا استخلاف بھی یزید کے متعلق صحیح نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے
ر دعاص سے بعیت طلب کی اگر استخلاف صحیح ہوتا تو پھر اب بعیت کی کیا احتیاج ہوتی پھر
ہ صحابہؓ اور دیگر مسلمانوں کی یزید سے بعیت بھی بالاتفاق نہیں ثابت ہے مثال کے طور پر
ن زبیر محمد ابن حنفیہ اور حسینؑ بن علیؑ اور بہت سے اہلبیت نے اس کی بعیت نہیں کی
ذا وہ امام عادل نہ تھا۔ لہذا اب یہ کہنا صحیح نہ ہوا کہ حسینؑ باغی تھے۔ اور انھوں نے
م برحق پر خروج کیا اس کی دلیل نبی کی وہ روایت ہے جس میں یہ ہے کہ حسینؑ کی ولادت
ے موقع پر آپ رو رہے تھے تو آپ سے سوال ہوا یا رسول اللہ آپ اس وقت کیوں رو رہے
یں تو آپ نے فرمایا کہ اس کو باغی جماعت قتل کرے گی لہذا معلوم ہوا کہ نبیؐ نے ان
سینؑ سے مقابلہ کرنے والے) لوگوں کو باغی کہا اس سے دلیل قائم ہوئی کہ حسینؑ حق
تھے۔!

پھر لوگوں میں یزید پر لعنت کے سلسلہ میں بھی اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں اس پر
ت جائز نہیں ہے کیونکہ وہ ۶۰ھ میں امام مسلمین ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائز ہے
نکہ وہ قتل حسینؑ کو جائز قرار دے کر اور اس پہ راضی رہ کر کافر باللہ ہو گیا۔ بعض
ں کہتے ہیں کہ یزید نے قتل حسینؑ کا حکم نہیں دیا اس نے تو صرف بعیت طلب کرنے کا
م دیا تھا ان لوگوں نے بغیر اس کے حکم کے خود ہی اس کو قتل کر دیا وہ اس پر راضی نہ
۔ اور قول صحیح تر یہ ہے کہ اگر یزید نے قتل حسینؑ کا حکم دیا یا اس پر راضی رہا یا اس کو جائز
ر دیا اور اہل بیت پر اس نے لعنت جائز قرار دی تو یزید پر لعن جائز ہے ورنہ نہیں۔
ی طرح قاتلِ حسینؑ کافر نہ ہوگا جب تک وہ اس قتل کو حلال نہ جانے۔

علامہ اہلسنت جلال الدین سیوطی کی تصریحات

تاریخ الخلفاء سے سابق میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یزید ان کی نظر میں مسلمانوں کا اجماعی خلیفہ تھا اب یزید کے متعلق خود مولف تاریخ الخلفاء کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

"یزید نے عراق میں اپنے والی عبید اللہ بن زیاد کو حسینؑ سے جنگ کرنے کو لکھا اور اس نے لشکر بھیجا" (تاریخ الخلفاء ص۲۰۷)

"جب حسین اور ان کے اعزا قتل ہو گئے تو ابن زیاد نے اُن کے سر یزید کے پاس بھیجے پہلے تو وہ ان کے قتل سے مسرور ہوا لیکن جب اس کے اس فعل پر مسلمان ناراض ہوئے تو وہ نادم ہوا لوگوں کو اس سے عداوت ہو گئی اور حق بھی یہی تھا کہ لوگ اس سے عداوت رکھیں"

ابو یعلی نے اپنی مسند میں بسند ضعیف روایت کی ہے ابو عبیدہ سے کہ انھوں نے کہا کہ رسالتمآب نے فرمایا کہ میری امت کا امر عدالت کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔

اور رویانی نے اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کی ہے کہ میں نے نبیؐ کو فرماتے سنا کہ پہلا شخص جو میری سنّت کو بدلے گا بنی امیہ کا ایک آدمی ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔

نوفل بن ابی الفرات کا بیان ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے یہاں موجود تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا اور اس کے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ استعمال کیا تو عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ تو اسے امیر المومنین کہتا ہے اور حکم دیا اسے بیس کوڑے مارے گئے یزید کو ۶۳ھ میں خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کے خلاف خروج کیا اور اس کو

معزول کر دیا ہے تو اس نے ان سے لڑنے کے لیے ایک بڑا سا لشکر بھیجا اور اسے حکم دیا
اہل مدینہ سے جنگ کرنے کا پھر مکہ جانے کا جہاں ابن زبیر سے جنگ کرے وہ لشکر پہنچا اور
طیبہ کے دروازہ پر واقعہ حرّہ رونما ہوا۔ تم کو کیا خبر کہ واقعۂ حرّہ کیا ہے؟ ایک مرتبہ اس
واقعہ کا حسن (البصری) نے تذکرہ کیا تو کہا کہ خدا کی قسم قریب تھا کہ اس واقعہ سے کوئی
ایک بھی زندہ نہ بچے۔ اس واقعہ میں ایک بڑی جماعت صحابہ اور غیر صحابہ کی مقتول ہوئی
اور مدینہ لوٹا گیا اور اس میں ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون رسول خدا کا ارشاد ہے جو اہل مدینہ کو خوف دلائے خدا اسے
خوف دلائے اور اس پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ اس حدیث کی مسلم
نے روایت کی ہے اہل مدینہ کا یزید کو خلع کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ معاصی میں حد سے
گزر گیا تھا۔ واقدی نے کئی سندوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن خنظلہ بن
غسیل کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم نے اسوقت تک یزید کے خلاف خروج نہیں کیا
جب تک ہم کو یہ ڈر نہیں پیدا ہو لیا کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھر نہ ماریں جائیں (سکوت کی
وجہ سے) وہ ایسا شخص تھا کہ جو اپنے باپ کے تصرف میں آئی ہوئی لونڈیوں اپنی بیٹیوں
بہنوں کے ساتھ بدفعلی کرتا تھا، شراب پیتا تھا۔ نماز ترک کرتا تھا، ذہبی کہتے ہیں کہ یزید
نے جب اہل مدینہ کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کیا اور اس کے ساتھ وہ شرابی بھی تھا
اور بدکار بھی تھا تو لوگوں نے اس کے خلاف شدت اختیار کی اور بہت سے لوگوں نے
اس کے خلاف خروج کیا اور خدا نے اس کی عمر میں برکت نہیں دی۔ حرّہ کا لشکر مکہ گیا
ابن زبیر سے لڑنے۔ لشکر کا سردار راستہ میں مر گیا اُن پر یزید نے دوسرا امیر بنایا وہ مکہ آئے
ابن زبیر کا محاصرہ کیا اس سے جنگ کی اور اس کو منجنیق سے پتھر مارے یہ واقعہ صفر ۶۴ھ

یزید کے حق میں وہ کہا ہے جو لعنت سے بھی زیادہ ہے۔

اس کے بعد موصوف نے مھنا ابن یحییٰ سے سند اگر نقل کیا ہے کہ انھوں نے احمد بن حنبل سے یزید بن معاویہ کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا وہ تو ایسا ہے جس نے وہ سب کچھ کیا جو کچھ کہ اس نے کیا میں نے کہا اس نے کیا کیا؟ کہا مدینہ کو لوٹا میں نے کہا کیا ہم اس سے حدیث لیں؟ تو کہا نہیں! کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس سے حدیث کی روایت لکھے پھر فرماتے ہیں۔ میرے جد ابو الفرج نے قاضی ابو یعلی ابن الفرا، سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں اپنی سند سے احمد بن حنبل کے بیٹے صالح سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ایک جماعت ہماری طرف منسوب کرتی ہے کہ ہم یزید کے دوست ہیں تو انھوں نے کہا بیٹا کیا کوئی اللہ پر ایمان رکھنے والا یزید سے دوستی کر سکتا ہے تو میں نے کہا کہ آپ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا کہ تم نے مجھے کس پر لعنت کرتے دیکھا ہے۔ بیٹا ہم اس پر کیوں نہ لعنت کریں جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے کہا یزید پر خدا نے اپنی کتاب میں کہاں پر لعنت کی ہے تو انھوں نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا اس میں لعنت کی ہے۔ "فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم" پھر فرمایا کہ کیا قتل حسینؑ سے زیادہ عظیم کوئی فساد ہو سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ان سے صالح نے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ بیٹا میں ایسے شخص کے متعلق کیا کہوں جس پر قدرت نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے پھر انھوں نے آیہ مذکورہ کی تلاوت کی۔

میرے جد ابو الفرج فرماتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب لکھی ہے اسمیں

ان لوگوں کا بیان ہے جو مستحق لعنت ہیں انھیں میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے اور انھوں نے کتاب مذکور میں کہا ہے کہ یزید پر جواز لعنت سے باز رہنے والا یا تو ان سب باتوں کو جانتا نہ ہوگا یا منافق ہوگا جو اس طرح کے وہم پیدا کرنا چاہتا ہوگا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ جاہلوں کو رسول خدا کے اس قول کے ذریعہ سے بھڑکائے کہ مومن لعنت کرنے والا نہ ہوگا "قاضی کہتے ہیں کہ یہ صدیث ان لوگوں پر محمول کی گئی ہے جو مستحق لعنت نہ ہوں۔

اگر کہا جائے کہ آیہ "فھل عسیتم" منافقین یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تو میرے جد نے الرد علی المتصب میں اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس تفسیر کی روایت کرنے والا مقاتل ابن سلیمان ہے جس نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور عام طور سے محدثین کا اجماع ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ جیسے بخاری، وکیع، ساجی، سعدی، رازی، نسائی وغیرہ۔ (سب یہی کہتے ہیں) اور انھوں نے کہا کہ احمد نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے لہٰذا مقاتل کا یہ قول کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے کہ آیت منافقین یہود کے لیے اتری ہے۔

اگر کہا جائے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ "پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گا اس کی مغفرت ہو چکی ہے" اور یزید نے اس پر سب سے پہلے چڑھائی کی ہے تو ہم جواب میں کہیں گے رسول خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا اس پر لعنت کرے جو میرے مدینہ کو ڈرائے" اور دوسری حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے پھر موصوف نے احمد بن حنبل سے حسب ذیل حدیث کی روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جو ظلماً اہل مدینہ کو خوف دلائے خدا اسے خوف دلائے اور اس پر خدا، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو قیامت کے دن خدا اس سے کوئی بدلا یا انصاف قبول نہ کریگا۔

اور بخاری کہتے ہیں کہ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے سعد کو سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی شخص اہل مدینہ سے کید نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے اور اسی سے ملتی جلتی حدیث مسلم نے لکھی ہے اس میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ نہ کرے گا مگر یہ کہ خدا اس کو آگ میں یوں پگھلائے گا جیسے سیسہ پگھلایا جاتا ہے۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یزید نے اہل مدینہ کو خوف دلایا ان کو اسیر کیا مدینہ کو لوٹا اور اس کو مباح کر دیا اس واقعہ کا نام واقعہ حرّہ ہے اس کا سبب جیسا کہ واقدی اور ابن اسحاق و ہشام بن محمد راوی ہیں یہ تھا کہ ایک جماعت اہل مدینہ کی یزید کے پاس سنہ ۶۲ھ میں گئی جبکہ حسینؑ قتل کیے جا چکے تھے تو انھوں نے اس کو دیکھا وہ شراب پیتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے جب یہ وفد مدینہ واپس آیا تو ان لوگوں نے اس پر لعنت کرنا شروع کی اور اس کو خلع کر دیا اور اس کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو بھگا دیا اور کہنے لگے کہ ہم ایسے شخص کے پاس سے ہو کر آرہے ہیں جو بے دین ہے نشہ باز ہے نماز ترک کرتا ہے اور انھوں نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کی بیعت کر لی اور ابن حنظلہ کہتے تھے اے قوم خدا کی قسم ہم نے اس وقت تک یزید کے خلاف خروج نہیں کیا جب تک ہمیں اس کا خوف نہیں ہوا کہ کہیں آسمان سے ہم پر پتھر نہ ماریں جائیں وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں، بیٹیوں، بہنوں سے زنا کرتا ہے۔ نماز ترک کرتا ہے اور اولاد انبیاء کو قتل کرتا ہے خدا کی قسم اگر میرے پاس لوگوں سے کوئی ہوتا تو میں اس کے بارے میں بارگاہ خدا میں اچھا نمونہ عمل پیش کرتا۔ اس کے بعد صاحب تذکرۂ خواص الامہ نے واقعہ حرہ کے بعض تفصیلات کا ذکر کیا ہے ——— وہ ملاحظہ ہوں۔

یزید کو (خروج اہل مدینہ کی) خبر ملی اس نے مسلم بن عقبہ مری کو اہل شام کا ایک بہت بڑا لشکر دے کر بھیجا اس نے تین دن تک مدینہ کو بالکل مباح کر دیا ابن غسیل اور دیگر اشراف کو قتل کیا تین دن تک لوٹ مار اور آبرو ریزی کرتا رہا ابن سعد کہتے ہیں کہ مروان بن حکم مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے خلاف خوب اُبھار رہا تھا اس کی خبر یزید کو ملی تو اس نے مروان کا شکریہ ادا کیا اس کو اپنا مقرب بنایا انعامات دئے مدآئنی نے کتاب الحرہ میں زہری سے نقل کیا ہے کہ بروز حرہ قریش، مہاجرین وانصار کے سربرآوردہ اور موالی میں سے سات سو مقتول ہوئے اور جو آزاد، غلام، عورت اور مرد غیر معروف تھے وہ دس ہزار قتل ہوئے لوگ خون میں غوطے کھاتے تھے یہاں تک کہ خون قبر رسول خدا تک پہنچ گیا اور روضہ ومسجد خون سے پر ہوگئے۔

مجاہد کا بیان ہے کہ لوگوں نے حجرہ ومنبر رسول خدا میں پناہ لی اور تلوار ان میں اپنا کام کر رہی تھی۔

واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں واقع ہوا اس واقعہ میں اور یزید کی موت میں تین ماہ کا فاصلہ تھا خدا نے اسے مہلت نہیں دی بلکہ اسے گرفتار کر لیا۔ (اخذ القری وہی ظالمہ) یزید کے بارے میں آثار نبویہ اور اشارات محمدیہ ظاہر ہو کر رہے۔

ابو الحسن مدائنی نے ام الہیثم بنت یزید سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے قریش کی ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اس کے سامنے ایک کالا آدمی آیا اور اس عورت نے اس سے معانقہ کیا اور اسے پیار کیا تو میں نے کہا کہ یہ تیرا کون ہوتا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا بیٹا ہے یوم حرّہ کی پیداوار اس کے باپ نے میرے ساتھ فعل بد کیا تو یہ میرے یہاں پیدا ہوا۔

مدائنی نے ابو قرہ سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن حسان کا بیان ہے کہ ایک ہزار عورتوں
واقعہ حرّہ کے بعد بغیر شوہر کے بچے جنے۔ مدائنی کے علاوہ دوسرے مورخین کہتے ہیں کہ دس
ہزار عورتوں کے یہاں ایسا ہوا شعبی کہتے ہیں کیا یزید ان تمام باتوں پر راضی نہ تھا؟ کیا
اس نے حکم نہیں دیا تھا؟ کیا اس نے مروان کا اس کی کارگزاری پر شکریہ نہیں ادا کیا
پھر مسلم بن عقبہ مدینہ سے مکہ گیا اور راستہ ہی میں مرگیا اور اس نے وصیت کر کے حصین
بن نمیر کو امیر لشکر بنایا اس نے خانہ کعبہ پر منجنیق نصب کی اس کو ڈھایا اس میں آگ
لگائی ــــــ اور ربیع میں یزید کے مرنے کی خبر آگئی میرے
جد فرماتے ہیں حسینؑ سے ابن زیادہ کی جنگ پر تعجب نہیں ہے نہ اس پر کہ اس نے ابن
سعد و شمر کو ان کے قتل پر تعنیات کیا اور شہداء کے سر اس کے پاس لائے گئے بلکہ
تعجب اس پر ہے کہ یزید نے کے حسینؑ کے دندان مبارک کے ساتھ تازیانہ سے کیسی
بے ادبی کی؟ اور آل رسول کو قیدی بنا کر پالان شتر پر سوار کیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ
فاطمہ بنت حسینؑ کو اس شخص کے حوالہ کردے جس نے ان کو مانگا تھا؟ اس نے ابن الزبعری
کے یہ شعر پڑھے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

اور سر حسینؑ کو مدینہ بھیجا............. اس کا مقصد سوائے رسوا کرنے کے
اور کیا تھا؟......... کیا ایسا برتاؤ خوارج کے ساتھ جائز ہے کیا مسلمانوں کا اس پر
اجماع نہیں ہے کہ خارجی اور باغیوں کو کفن دیا جائے گا ان پر نماز پڑھی جائے گی انھیں
دفن کیا جائے گا؟ اور یہی حال یزید کے اس قول کا ہے کہ "مجھے حق ہے کہ تم کو اسیر
کروں" یہ اس نے اسوقت کہا تھا جب مرد شامی نے فاطمہ بنت حسینؑ کو مانگا تھا۔

یہ بات اس نے ایسی کہی کہ جس کے کہنے والے اور کرنے والے کے لیے صرف لعنت ہی پر قناعت نہیں کی جائے گی اگر یزید کے دل میں یہ جاہلیت کی عداوتیں اور جنگ بدر کے کینے نہ ہوتے تو جب اس کے پاس سر حسینؑ آیا تھا اس کا احترام کرتا اس پر تازیانہ مارتا اسے کفن دیکر دفن کرتا اور آل رسولؐ کے ساتھ حسن سلوک کرتا۔ اسکی دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے ابن زیاد کو اپنے پاس بلایا اس کو بہت سا مال دیا بڑے بڑے تحفے دے اس کی نشست اپنے سے نزدیک کی اس کی منزلت بلند کی اسے اپنی عورتوں کے پاس تک اندر لے گیا اسے اپنا ندیم محفل شراب قرار دیا۔ ایک رات اس نے نشہ میں گوّیے سے کہا گانا سنا اور پھر اس نے اسی وقت یہ شعر خود نظم کیے۔

اسقنی شربۃ تروی فوادی ثم مل فاسق مثلھا ابن زیاد

صاحب السرّ والامانۃ عندی ولتسدید مغنمی و جھادی

قاتل الخارجی اعنی حسینًا و مبید الاعداء والحُسّاد

"ساقی مجھے ایسی شراب پلا دے جو مرے دل کو سیراب کر دے پھر تو دوسری طرف رخ کر اور وہی شراب ابن زیاد کو بھی پلا۔ ابن زیاد جو میرا رازدار ہے میری نظر میں میرا امین ہے اور جو میرے جہاد اور غنائم کے امور کو درست کرنے والا ہے۔ جو خارجی یعنی (معاذ اللہ) حسینؑ کا قاتل ہے جو دشمنوں اور حاسدوں کو ہلاک و برباد کرنے والا ہے"۔

ابن عقیل لکھتے ہیں اس کو برا کہنے اور اس پر لعنت کرنے کا کیا ذکر اس کے کافر و زندیق ہونے کی دلیلوں میں سے اس کے وہ اشعار ہیں جس میں اس نے کھل کر الحاد کا ذکر کیا ہے اور اپنی بدطینتی اور بداعتقادی کو واضح کر دیا ہے۔

اپنے ایک قصیدہ میں کہتا ہے۔

علیّۃ ہاتی واعلنی وتو نمی　　بذلک انی لاحب التناجیا

" اے علیہ لا اور علی الاعلان اپنے نغمے سنا مجھے چپکے نہیں پسند "

حدیث ابی سفیان قد ما سما بھا　　الی اُحدٍ حتی اقام البواکیا

" ابو سفیان کا واقعہ سنا قدیم زمانہ کا جبکہ انھوں نے احد پر چڑھائی کی

تھی اور رونے والیوں کا ماتم برپا کر دیا تھا ۔

الاھات فاسقینی علی ذات قہوۃ　　تخیرھا العنسی کرما شآمیا

" ہاں ذرا اسی واقعہ کے نام پر مجھے شراب پلانا ایسی شراب جسے عنسی نے

منتخب کیا ہے شام کے انگوروں والی ۔

اذا ما نظرنا فی امورٍ قدیمۃٍ　　وجدنا حلالا شربھا متوالیا

" جب ہم پرانے امور پر نظر کرتے ہیں تو اس کے پینے کو برابر حلال پاتے ہیں "

واِن مُتُّ یا امّ الاحیم فانکحی　　ولا تاملی بعد الفراق تلاقیا

اور جب میں مر جاؤں تو دوسرا نکاح کر لینا اور جدائی کے بعد پھر ملاقات

کا آسرا نہ لگانا ۔

فان الذی حدثت عن یوم بعثنا　　احادیث طسم تجعل القلب ساھیا

ہمارے پھر سے زندہ ہونے کی جو باتیں تجھ سے بیان کی گئیں یہ سب پرانی

باتیں ہیں جو دل کو غافل کر دیتی ہیں (عیش سے)

ولا بدّ لی من ان ازود محمداً　　بمشمولۃ صفراء تروی عظامیا

ضروری ہے کہ میں محمدؐ سے اس حالت میں ملوں کہ میرے ساتھ خنک شراب ہو جو

میری ہڈیوں تک کو سیراب کرے ۔

سبط ابن جوزی کہتے ہیں منجملہ اس کے یزید کا یہ شعر بھی (قابل غور) ہے۔

لو لم یمس الارض فاضل بردھا   لما کان عندی مسحتہ فی التیمم

اگر محبوبہ کی ردا کا لٹکا ہوا سرا زمین سے مس نہ ہو گیا ہوتا تو زمین میری نظر میں تیمم کے قابل نہ ہوتی۔

اسی طرح اس کے یہ اشعار ہیں۔

معشر الندمان قوموا   واسمعوا صوت الاغانی

واشربوا کاس مدام   واترکوا ذکر المعانی

شغلتنی نغمۃ العیدان   عن صوت الاذان

وتعوضت عن الحور   عجوزا فی الدنان

"ندیمان بزم شراب اٹھو! گیتوں کی آواز سنو! جام شراب پیو اور معانی (قرآن وحدیث) کا تذکرہ چھوڑو۔ مجھے تو باجوں کا نغمہ اذان کی آواز سننے کا موقع ہی نہیں دیتا۔ میں نے حوروں کے بدلے میں شراب لیلی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کے دیوان میں اس طرح کے بہت سے اشعار ہیں۔ اسی لیے اس کی حکومت سے اسلام تک عار وننگ نے راستہ پالیا۔ ابو العلاء معرّی اسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے:"

اری الایّام تفعل کل فکر   فما انا فی العجائب مستزید

میں دیکھتا ہوں کہ گردش لیل ونہار ہر برائی کر گزرتی ہے مجھے اب عجائب زمانہ میں کسی زیادتی کی ضرورت نہیں ہے۔

الیس قریشکم قتلت حسینا   وکان علی خلافتکم یزید

"کیا تمھارے قریش نے حسینؑ کو نہیں قتل کیا؟ کیا تمھاری خلافت پر یزید کا قبضہ نہیں تھا؟

سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ جب میرے جد ابو لفرج نے بغداد کے منبر پر یزید پر لعنت کی اور اس بزم میں امام ناصر بھی موجود تھے اور اکابر علما بھی تھے تو جفا کاروں کی ایک جماعت ان کی مجلس سے اٹھ کر چلی گئی تو میرے جد نے کہا " الابعدًا لما بعدت ثمود" مجھ سے میرے بعض بزرگوں نے اسی دن کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جماعت نے میرے جد سے یزید کیلئے سوال کیا تو انھوں نے کہا ہم اس شخص کے لیے کیا کہیں جس نے تین سال کی اپنی حکومت میں پہلے سال حسینؑ کو قتل کیا دوسرے سال اہل مدینہ کو دہشت میں ڈالا اور مدینہ کو تاراج کیا اور تیسرے سال خانہ کعبہ پر منجلیق نصب کر کے پتھر مارے اور اس کی عمارت کو ڈھایا۔ سوال کرنیوالوں نے کہا تو ہم اس پر لعنت کریں؟ انھوں نے کہا ہاں اس پر لعنت کرو اور موصوف نے اپنی کتاب " الود علی المتعصب میں فرمایا ہے کہ حدیث میں تو ایسے لوگوں تک کے لیے لعنت کا لفظ استعمال ہوا ہے کہ جن سے ایسے افعال ہوئے ہوں جو یزید کے فعل کے دسویں حصّے کے دسویں حصّے کے دسویں حصّے کے دسویں حصّے کے برابر بھی نہیں ہیں۔ پھر انھوں نے اس قسم کی احادیث کا ذکر کیا ہے جس کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں لکھا ہے مثلاً ابن مسعود کی یہ حدیث رسول خدا نے گدنا گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر لعنت کی ہے۔ اور ابن عمر کی حدیث بھی اسی قسم کی ہے جس میں ایک لفظ کا اضافہ اور ہے کہ خدا تصویر بنانے والوں پر لعنت کرے اور جابر کی حدیث کہ رسول خدا نے سود خوار پر لعنت فرمائی ہے اور مسند احمد کی ابن عمر کی حدیث جس میں شراب کے متعلق دس عنوان سے لعنت ہے اور اسی طرح کی بہت سی

احادیث ذکر کی ہیں اور یہ چیزیں جن پر لعنت کی گئی ہے یزید کے اُن معاصی سے کمتر ہیں جن کا وہ حسینؑ اور ان کے بھائیوں اور اعزہ کو قتل کر کے اور مدینہ کو لوٹ کر کعبہ کو ڈھا کر اس پر پتھر مار کر اور وہ اشعار نظم کر کے جو اس کے عقیدہ کے فساد کو بتاتے ہیں مرتکب ہوا" جناب سبط ابن جوزی نے اس بحث کو اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں ان الفاظ پر ختم فرمایا ہے کہ جو اس سے زیادہ کا مطالعہ کرنا چاہے وہ ہمارے جد کی کتاب " الرد علی المتعصب العنید " کو پڑھے (ص ۳۰۲) علامہ ابن جوزی کے اس رسالہ کا ترجمہ باقساط العلم میں شائع کیا جا چکا ہے۔

شیخ عبداللہ شبراوی شافعی اور یزید

موصوف کی کتاب الاتحاف بحب الاشراف مطبوعہ مطبعہ ادبیہ مصر اس وقت ہمارے سامنے ہے جا بجا اس میں یزید کا تذکرہ بھی ہے جس میں سے کچھ نقل کیا جاتا ہے ص ۶۲ میں فرماتے ہیں۔ یزید کے معاملہ کی انتہا یہ ہے کہ وہ ظالم، فاسق، زبردستی غلبہ حاصل کیے ہوئے تھا حاکم جائر کے خلاف خروج کے حرام ہونے پر جو اجماع ہے تو وہ اس وقت قائم ہوا جب امور کو استقرار حاصل ہو گیا اور وہ اگلے زمانے گذر چکے لیکن اُن اگلے زمانوں میں تو اُس زمانہ والے مجتہد تھے لہذا وہ دوسروں کی رائے کے پابند نہیں۔ اسی لیے یزید پر ابن زبیر نے بھی خروج کیا اور اس کی بیعت کی پروا نہ کی اس کو شمار میں لائے جیسا کہ یہی ایک دوسری جماعت نے بھی کہا جو بیعت کر لینے سے باز رہی اور اپنے کو بچا کر بھاگ نکلی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید اور اس کے پیرووں نے اہلبیت شریف کے

رشتہ محبت کو قطع کر ڈالا اور ان کے بارے میں جو قول خدا "قل لا اسئلکم علیہ اج
الا المودۃ فی القربیٰ" تھا جو ان کی انتہائی بلندی پر دلالت کرتا تھا اس کی کوئی پروا نہیں
کی صہ۵۶ پر فرماتے ہیں۔ یزید کی دایہ کا بیان ہے کہ میں امام حسینؑ کے سر سے اس وقت
نزدیک ہوئی جب اس سے یزید نے (بزعم خود) ایسی بو سونگھی جو اس کو پسند نہ آئی تو میں نے
دیکھا کہ اس سے جنت کی خوشبو آرہی ہے مشک اذفر کی طرح کی بلکہ اس سے بھی زیادہ
عمدہ خوشبو۔ خدا کی قسم میں نے یزید کو دیکھا کہ وہ ان کے دندان مبارک سے بے ادبی کر رہا
تھا اس تازیانہ کے ذریعہ جو اس کے ہاتھ میں تھا اور یہ شعر پڑھتا جارہا تھا اس کے بعد دایہ
نے اشعار نقل کئے ہیں جن کا آخری حسب ذیل شعر اس کے کفر صریح کو بتاتا ہے

"لعبت ھاشم بالملک فما خبر جاء ولا وحی نزل"

"بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا ورنہ تو آسمان سے) کوئی خبر آئی نہ کوئی
وحی اتری"

صاحب الاتحاف ان اشعار کے بعد لکھتے ہیں خدا اس کو ان اشعار کی وجہ سے رسوا کرے اگر
یہ واقعہ صحیح ہے تو وہ انکار رسالت کر کے کافر ہوگیا۔ پھر فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں
کہ یزید کی شقاوت پر قضائے الٰہی نے مہر تصدیق ثبت کر دی تھی وہ اہل بیت شریف کو
اذیت دینے کا درپے ہوا اپنا لشکر قتل حسینؑ کے لیے بھیجا انھیں قتل کیا ان کے اہل حرم اور
بچوں کو اسیر کیا حالانکہ وہ لوگ اس وقت تمام روئے زمین پر بسنے والوں سے زیادہ باعزت
تھے اس کے پہلے وہ امام حسنؑ کو زہر دینے کی سازش کر چکا تھا۔

(صہ۶۲ تا صہ۶۷) فرماتے ہیں دوسرا باب یزید پر لعنت کے معاملہ میں اور اسی طرح کے
اشخاص کے لیے جو روایات وارد ہیں ——————— علامہ اجہوری کہتے ہیں

کہ ہمارے شیخ مشائخ نے جامع صغیر کے حاشیہ میں ان دو[۲] حدیثوں کے متعلق کہ (۱) پہلا لشکر جو میری امت کا سمندر میں سوار ہوگا وہ سزاوار (مغفرت) ہے (۲) پہلا لشکر میری امت کا جو شہر قیصر پر چڑھائی کرے گا اس کی بخشش ہوگی کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یزید بن معاویہ منجملہ ان لوگوں کے ہے جن کی مغفرت ہوگی۔ پھر وہی فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یزید کا ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہونا اس کا سبب نہیں ہوسکتا کہ وہ خاص دلیل کے ذریعہ سے اس زمرہ سے خارج نہ ہوجائے۔ یا یہ کہ حضرت کا یہ فرمانا کہ ان کی مغفرت ہوگی" اس میں یہ شرط ہو کہ اس لشکر میں جو لائق مغفرت ہوں گے ان کی مغفرت ہوگی اور یزید ایسا نہ تھا۔ (یعنی لائق مغفرت نہ تھا) یہاں تک کہ بعض علماء نے اس کو معین کرکے اس پر مطلقاً لعنت جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا تھا۔ پھر موصوف نے علامہ تفتازانی کی تصریح لکھی ہے جو اسی کتاب میں کہیں پہلے گزر چکی ہے پھر انھوں نے علماء کا اختلاف لعنت یزید کے متعلق لکھا ہے اسکے بعد ابن جوزی کا فتویٰ درج کیا ہے جسے ہم تذکرہ خواص الامہ سے نقل کرچکے ہیں۔ اس میں اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ آیہ "فھل عسیتم" کے بعد ایک دوسری آیت سے بھی ابن جوزی نے استدلال کیا ہے۔ ترجمۂ آیت یہ ہے "بیشک جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں خدا اُن پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت کرتا ہے" اور فرمایا ہے کہ کونسی اذیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قتل حسینؑ سے زیادہ شدید ہوگی جبکہ حسینؑ ان کی اور انکی بیٹی کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے اور خبر صحیح میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا "خدایا میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے" پھر فرماتے ہیں کہ صالح بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ بابا کیا آپ یزید پر لعنت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا بیٹا ہم
اس پر کیسے لعنت نہ کریں جس پر خدا نے اپنی کتاب عزیز کی تین آیتوں میں لعنت کی ہے
سورہ رعد، قتال، اور احزاب میں ۔۔ ایک آیت میں ارشاد ہے وجو لوگ ان روابط
کو قطع کرتے ہیں جن کو جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور روئے زمین پر فساد برپا کرتے ہیں
ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے" اور کونسا قطع روابط اس سے بدتر ہے
جس میں رسول سے رشتہ قطع کیا جائے ان کی بیٹی زہرا کے فرزند کے سلسلہ میں؟ دوسری
آیت میں ارشاد ہے "بے شک جو لوگ خدا کو اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا
و آخرت میں خدا لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے" اور تیسری
آیت میں ارشاد ہوتا ہے "کیا نزدیک ہے کہ تم ایسا کرو کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین پر
فساد برپا کرو اور اپنی قرابت کے رشتوں کو قطع کر دو ایسے لوگ وہ ہیں جن پر خدا نے لعنت
کی ہے ان کو بہرا کر دیا ہے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے" پھر موصوف نے ابو یعلیٰ کی کتاب
مستحقین لعنت کا ذکر کیا ہے جس کا تذکرہ گزر چکا۔ اس کے بعد سید سمہودی کا قول نقل
کیا ہے واقعہ حرّہ کے متعلق کہ اس لشکر سے قتل و اسیری و فساد اور اہل مدینہ کو خائف
بنانے کے سلسلہ میں وہ ہوا جو مشہور ہے سب کو معلوم ہے۔ اور کسی مسلمان سے اس کے سوا اور
کچھ مطالبہ نہ تھا کہ وہ یزید سے اس شرط پر بیعت کرے کہ سب یزید کے غلام ہیں چاہے ان کو
بیچ ڈالے چاہے ان کو آزاد کر دے کسی نے کہا کہ بیعت کتاب خدا اور سنت رسول پر ہو تو
اس کی گردن اُڑا دی اور بقیہ صحابہ کو قتل کیا ان کی اولاد کو مارا پھر اس کا لشکر مکہ شریف
گیا ابن زبیر سے لڑنے کے لیے وہاں انھوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر مارے اور اس میں
آگ لگائی۔ اِن عظیم باتوں سے زیادہ کوئی بات عظیم نہیں ہے جو اس لشکر سے واقع ہوئیں

اور یہ سب اس حدیث کے مصداق ہیں جس کی روایت ابو یعلی نے کی ہے کہ ابو عبیدہ ناقل ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔ میری امت کے اُمراء برابر عدل کے ساتھ قائم رہیں گے یہاں تک کہ اس میں ایک شخص بنی امیہ کا رخنہ ڈالے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ ابو یعلی کے علاوہ دوسروں نے بھی اس کی روایت کی ہے مگر اس میں یزید کا نام نہیں لیا ہے کیونکہ ان کو خوف تھا پھر ابو ہریرہ کی دعا نقل کی ہے کہ خدایا مجھے سنہ ۶۰ھ دیکھنا نہ نصیب ہو اور نہ بچوں کی حکومت دیکھوں اور یہ کہ اسی سنہ ۶۰ھ میں یزید کی حکومت شروع ہوئی۔ پھر واقعہ حرّہ کی تفصیل لکھی ہے۔ صاحب اتحاف فرماتے ہیں کہ اس کے بعد انھوں نے کہا ہے کہ کوئی عاقل اس میں شک نہیں کر سکتا کہ یزید ابن معٰویہ ہی حسینؑ کا قاتل ہے۔ اس لیے کہ اس نے عبید اللہ ابن زیاد کو قتل حسینؑ کے لیے نامزد کیا تھا۔

صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں عجائب میں ایک یہ بات ہے جس کی مجھے ایک ثقہ نے خبر دی ہے کہ در بل جہاں سے در بلی منقے آتے ہیں وہاں کا منقی اس لیے اچھا ہوتا ہے کہ وہاں شبنم نہیں گرتی۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہاں نمرود اور یزید بن معٰویہ کی قبریں ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل میں ہیں (یعنی قدرت کو یہ گوارہ نہیں کہ اُس تک کی نمی ان کی قبروں کو نصیب ہو)

صفحہ ۶۹ میں ابن حجر مکی کی شرح قصیدہ ہمزیہ سے یزید کے قبائح امام احمد ابن حنبل کا فتویٰ اس کے کافر ہونے کا اور ابن حجر کی جانب سے اس کی تائید نقل کرتے ہیں اور یہ کہ باوجودیکہ یزید کی بیعت ہو چکی تھی امام حسینؑ کے لیے اس کو توڑنا حرام نہ تھا کیونکہ صدر اول میں امور اجتہاد سے متعلق تھے اور حسینؑ کا اجتہاد اس کے جواز کا مقتضی ہوا۔ اور یہ کہ اس کے خلاف خروج واجب ہے کیونکہ وہ ظالم اور بدکار ہے اس میں ایسی برائیاں ہیں جن کو سُن کر کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا حسینؑ اپنے اجتہاد کی وجہ سے حق پر تھے۔

ص۶۹ پر فرماتے ہیں۔ زمانہ کے بدترین عجائب اور اس کے بہت برے حوادث میں سے یہ ہے کہ آل نبیؐ کو پالان شتر پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ کر جبکہ عورتوں کے چہرے اور بال کھلے تھے عراق سے شام لے جایا گیا یہاں تک کہ دمشق میں داخل کیا گیا اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ٹھہرایا گیا جہاں اسیر و قیدی ٹھہرائے جاتے ہیں — بہرحال معاملات خدا کے حوالے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ص۷۰ میں لکھتے ہیں سر مبارک دمشق پہنچا ایک طشت میں یزید کے سامنے رکھا گیا اس نے تازیانہ سے دندان مبارک سے بے ادبی کرنا شروع کی۔ تین دن دمشق میں سر لٹکایا گیا۔ یزید نے ابن زیاد کے کارنامہ کا شکریہ ادا کیا اس کی تعظیم اور الفت میں بڑا مبالغہ کیا یہاں تک کہ ابن زیاد کی آمد و رفت یزید کی عورتوں تک ہونے لگی۔

ص۱۳۱ ۲ میں فرماتے ہیں اور یہ یزید معویہ کے بعد حاکم بنا اس کے لیے اس کے دن صاف ستھرے نہ ہوئے نہ اس کے احکام حق کے ساتھ نافذ ہوئے اس کا مقصد پورا نہ ہوا اس نے اہلبیتؑ کے ساتھ ایسا بدتر سلوک کیا جو اس کے لیے دینی خسارہ کا سبب بنا، اور جمہور علماء کے نزدیک ابلیس لعین سے ملحق ہوا نہ اس کی مدت حکومت طولانی ہوئی نہ اس کا انجام بخیر ہوا۔

علامہ جاحظ کی رائے

ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ نے بنی امیہ پر ایک رسالہ لکھا ہے جو ان کے مجموعہ رسائل کے ہمراہ چھپا ہے اس رسالہ کو ڈاکٹر احمد فرید رفاعی مفتش وزارت داخلیہ مصر نے اپنی معروف کتاب عصر المامون میں نقل کیا ہے ہم اس کا ایک حصہ ذیل میں

عصر المامون جلد سوم (مطبوعہ مصر ۱۳۴۶ھ ص ۶۲) سے نقل کرتے ہیں۔

پہلے تو موصوف معٰویہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں پھر کہتے ہیں۔

"پھر وہ جو معٰویہ کے بیٹے کی جانب سے ظاہر ہوا اور اس کے عُمّال اور مددگاروں کی جانب سے کہ انھوں نے مکہ پر چڑھائی کی خانہ کعبہ پر پتھر مارے، حرم مدینہ کو تاراج کیا حسینؑ کو ان کے اکثر اہلبیت کے ساتھ قتل کیا جو تاریکیوں کے چراغ اور اوتاد اسلام تھے حالانکہ حسینؑ نے اپنی جانب سے مواقع دیے تھے کہ وہ اپنے ساتھ والوں کو متفرق کر دیں گے اور اپنے گھر اور اپنے حرم میں واپس جائیں گے یا کسی ایسی سر زمین پر چلے جائیں گے جہاں سے اُن کی کوئی خبر نہ معلوم ہو سکے یا ایسی جگہ قیام کریں گے جہاں اُن کو حکم دیا جائے گا۔ لیکن ان لوگوں نے ان میں سے کسی بات کو ماننے سے انکار کر دیا بس یہی کہا کیے کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالیں گے یا وہ ان کے تمام احکام مان لیں۔ ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ خود ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا جائے یا ان کو ان کے دشمن کے حوالہ کر دیا جائے اور ان کے معاملہ میں ایسے شخص کو با اختیار کر دیا جائے جس کی پیاس بغیر اُن کا خون پیے ہوئے نہ بجھے (تھوڑی دیر کے لیے) یہ خیال کر لو کہ حسینؑ کو قتل کرنا کفر نہیں تھا یا مدینہ کو تاراج کر دینا اس کی حرمت کو ضائع کرنا دلیل نہیں بن سکتا لیکن خانہ کعبہ پر پتھر مارنے بیت الحرام اور قبلہ المسلمین کو منہدم کرنے کو کیا کہو گے؟ اگر تم کہو کہ لشکر کا مقصد براہ راست یہ نہ تھا بلکہ اس کا مقصد تو وہ شخص تھا جو خانہ کعبہ میں چھپا ہوا اور اس کی دیواروں کے حصار میں قلعہ بند تھا تو کیا خدا کے گھر کا اور اس کی حریم کا یہ حق نہ تھا کہ وہ پناہ لینے والے کو اسی میں محصور رکھتے یہاں تک کہ وہ اپنے کو

خود حوالہ کر دیتا؟ ایسے شخص میں کیا سکت باقی رہ گئی تھی جس پر ساری زمین تنگ کر دی
گئی تھی اور اس کے پاس سوائے اس کے پیروں کے نیچے کی زمین کے اور کچھ نہ تھا؟

اچھا تم یہی خیال کر لو کہ اس کی طرف جن ایسے اشعار کی نسبت دی گئی ہے جن کا
کہنے والا مشرک اور جن کو بطور مثل پڑھنے والا کافر ہے یہ سب غلط اور بنائی ہوئی بات
ہے لیکن تم اس واقعہ کے ساتھ کیا کرو گے کہ اس نے حسین کے دندان (مبارک)
پر چھڑی ماری اور دختران رسول کو سر برہنہ شتران سرکش دبے کجاوہ پر سوار کروایا
.... بتاؤ جبکہ ان کو قتل کر کے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر چکے تھے اور ان کے
متعلق اپنی دلی مرادیں پا چکے تھے تو پھر یہ سختی اور سنگدلی کا ہے کے دلیل ہے کیا یہ سب
نصب (کھلی ہوئی عداوت) بدرائی، دشمنی، بغض اور نفاق اور گھٹے یقین اور ناقص ایمان
کی دلیل نہیں ہے کیا یہ سب باتیں اخلاص، محبت نبیؐ، ان کی حریم کی حفاظت،
پاکدامانی، صحیح نیت کو بتاتی ہیں؟ جب اس طرح کی باتیں ہیں تو یہ فسق اور گمراہی سے
تو کم نہ ہوں گی بلکہ یہ تو ایسے شخص کے لیے کم سے کم منزل ہے۔ لہذا فاسق ملعون ہے اور
جو کوئی ملعون پر لعنت کرنے سے روکے وہ خود ملعون ہے۔

ہمارے عصر کے پیدا ہونے والے اور ہمارے زمانے کے بدعقیوں کا خیال ہے
کہ والیان بد کو برا کہنے میں فتنہ ہے اور ظالموں پر لعنت کرنا بدعت ہے چاہے وہ ظالم
ایک شخص کے بدلے اس کے کسی ہم نام کو گرفتار کریں ایک دوست کے بدلے دوست
کو پکڑ لیں ایک عزیز قریب کے بدلے دوسرے عزیز قریب کو گرفتار کریں اولیا کو
خائف کریں دشمنوں کو اماں دیں اور سفارشوں اور ذاتی خواہشوں کے مطابق فیصلے
کریں اور امت کے ساتھ غداری اور اس کی نگہداشت میں سستی کریں رعیت کا قلع قمع

ڈالیں .... ہمارے زمانے میں پیدا ہونے والے یہ لوگ یزید اور اسکے باپ ابن زیاد اور اس کے باپ سے بھی زیادہ کافر ہیں ...... ایک طرف تو یہ لوگ اس پر اجماع کئے ہوئے ہیں کہ جو کوئی کسی مومن کو عمداً یا کسی تاویل کے ماتحت قتل کر ڈالے وہ ملعون ہے لیکن اگر اس طرح کے قتل کا ارتکاب کوئی سلطان ظالم یا امیر نافرمان کرے تو اس پر لعنت کو حلال نہیں سمجھتے نہ اس کو خلع کرنے اس کو برطرف کرتے اس پر عیب لگانیکو جائز جانتے ہیں خواہ وہ صلحاء کو خائف کرے علماء کو قتل کرے فقیروں کو بھوکا رکھے کمزوروں پر ظلم کرے حدود الٰہی کو معطل کرے اسلامی سرحدوں کو معطل چھوڑ دے، شرابیں اڑائے، فجور ظاہر کرے"

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی

اور

صبان مصری کا فیصلہ

رئیس محکمہ حقوق بیروت شیخ نبہانی اپنی کتاب الشرف المؤبد لال محمدؐ (مطبع یمینیہ مصر کے صفحہ ۸۸) میں سنیوں کے ائمہ اربعہ کی اہلبیت طاہرین سے اظہار محبت کے سلسلہ میں گفتگو فرماتے ہوئے امام احمد بن حنبل کے متعلق لکھتے ہیں کہ "امام جلیل احمد بن حنبل کا اس سلسلہ میں مجھے کوئی خاص واقعہ نہیں یاد ہے مگر یہ کہ وہ باوجود کمال ورع اور دقت نظر کے یزید بن معویہ کے کفر کے قائل تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ ان کو آل مصطفیٰؐ سے محبت تھی اور مزید برآں وہ واقعات تھے (جو یزید کے متعلق) ان کی

نظریں دلیل سے ثابت تھے"

موصوف اس کتاب کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں" اسعاف الراغبین میں کہا ہے کہ اُن کے (یعنی حسینؑ کے) قتل میں رسول خدا کے اس قول کی تصدیق ہے کہ بے شک میرے اہل بیت میرے بعد میری امت کے ہاتھوں قتل اور پراگندگی میں مبتلا ہوں گے اور ہماری قوم میں سب سے زیادہ ہم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ اور بنی مخزوم ہیں اس کی روایت حاکم نے کی ہے"۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ" علامہ صبّان کہتے ہیں کہ امام احمد یزید کو کافر کہتے ہیں اور علم اور ورع کے لحاظ سے ان کی شخصیت کھا دے لیے کافی ہے اُن کے علم وورع کا تقاضا ہے کہ انھوں نے یزید کو کافر اس وقت تک نہیں کہا ہے جب تک یہ بات ان پر ایسے امور صریحہ کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوگئی ہے جو یزید سے صادر ہوئے تھے۔ اور جو اس کے کفر کے موجب ہیں امام احمد کے اس فتوی میں ایک جماعت نے ان سے موافقت کی ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ ——— رہ گیا یزید کا فسق تو اس پر سب کا اجماع ہے علماء کی ایک جماعت نے بالخصوص نام لیکر اس پر لعنت کو جائز کہا ہے"۔ نبھانی، صبّان مصری کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن جوزی سے سوال کیا گیا کہ یزید کے لیے کیسے کہا جاتا ہے کہ وہ حسینؑ کا قاتل ہے حالانکہ وہ اس وقت شام میں تھا جب کہ قتل کربلا میں واقع ہوا؟ تو انھوں نے جواب میں ایک شعر پڑھا۔

سھم اصاب وراميه بذى سلم   من بالعراق لقد ابعدت مرماك

تیرانداز مقام ذی سلم میں تھا لیکن تیر اس پر جا کر لگا جو عراق میں تھا۔ اے تیرانداز کتنے دور پر نشانہ لگایا!!

امام اہلسنت ابن تیمیہؒ کی تحقیق

منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۴۵ میں پہلے تو ابن تیمیہؒ ایک تمہید لکھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ "یہ جان لینا چاہیئے کہ صحابہ وتابعین یا ان کے بعد قیامت تک خواہ اہل بیت میں سے خواہ غیر اہلبیت میں سے کسی ایسے شخص سے جو علم و دین میں با عظمت ہوتا ہے کبھی اجتہاد کی وجہ سے ایسی بات ہو جاتی ہے جس میں کچھ تو گمان (اجتہادی) ہوتا ہے اور کچھ چھپی ذاتی خواہش کی بھی اس کے ساتھ آمیزش ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں اس شخص سے ایسے افعال رونما ہو جاتے ہیں کہ ان میں اُس کا اتباع کرنا مناسب نہیں ہوتا خواہ وہ شخص اولیائے الٰہی ہی میں سے کیوں نہ ہو جب اس طرح کی بات ایسے شخص سے سرزد ہوتی ہے تو وہ دو جماعتوں کے لیے فتنہ کا سبب بن جاتی ہے ایک جماعت اس شخص کی عظمت کو پیش نظر رکھ کر اُس فعل کو حق بجانب ٹھہراتی ہے اور اُس میں اس کا اتباع کرتی ہے اور دوسری جماعت اس شخص کی ایسے فعل پر مذمت کرتی ہے اور اس فعل کو اس کی ولایت اور اس کے تقوی میں قادح قرار دیتی ہے بلکہ اس کی نیکوکار ہونے اس کے جنتی ہونے اس کے مومن ہونے میں بھی قادح سمجھتی ہے اور اس کو ایمان کے دائرہ سے خارج قرار دیدیتی ہے حالانکہ یہ دونوں متضاد راستے غلط ہیں خارجی، رافضی اور ان کے علاوہ دوسرے وہ فرقے جو ذاتی خواہشوں کے پیرو ہیں ان کے ذہنوں میں اسی طرح کے خیالات داخل ہو گئے ہیں لیکن جو اعتدال کا راستہ چلتا ہے وہ مستحق تعظیم کی تعظیم کرتا ہے اس سے محبت و موالاۃ رکھتا ہے وہ حق کو اس کا حق دیتا ہے وہ حق کی تعظیم کرتا ہے اور مخلوق پر رحم کرتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک شخص کے لیے اچھائیاں اور

برائیاں دونوں ہو سکتی ہیں وہ قابل مدح اور لائق مذمت دونوں ہو سکتا ہے اسے ثواب
بھی مل سکتا ہے اور اس پر عذاب بھی ہو سکتا ہے ایک لحاظ سے اس سے محبت کی جا سکتی
ہے اور دوسری لحاظ سے عداوت ہو سکتی ہے یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے
اس میں خارجی معتزلی اور ان کے ہم خیال لوگ مخالف ہیں یہ بات ہم نے جہاں اس کا
موقع تھا بہت تفصیل سے لکھی ہے۔"

اس تمہید کے بات وہ لکھتے ہیں "جب یہ واضح ہو گیا تو پھر یزید کے متعلق گفتگو
اسی طرح کی ہو گی جیسی گفتگو اس کے ایسے دوسرے لوگوں کے لیے کی جائیگی جو بادشاہ
اور خلیفہ تھے جو لوگ اُن کا ساتھ طاعات الٰہی میں دیں گے جیسے نماز، حج، جہاد
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اقامہ حدود وتعزیرات شریعت اُن سب کو اجر ملیگا
اپنے اُن افعال پر جن کا تعلق طاعت خدا ورسول سے تھا یہی حال صالحین مومنین
کا تھا جیسے عبداللہ بن عمر وغیرہ۔

لیکن جو لوگ ان خلفاء ملوک کے جھوٹ میں بھی ان کی تصدیق کریں اور اُن کے
ظلم پر ان کے معین ہوں تو وہ لوگ اثم وعدوان کے معین ہوں گے مستحق مذمت وعقاب
ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ یزید وغیرہ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے اس نے
اپنے باپ کی زندگی میں قسطنطنیہ پر غزوہ کیا تھا اس کے ساتھ لشکر میں ابو ایوب انصاری
بھی تھے اور یہ پہلا لشکر تھا جس نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اور صحیح بخاری میں ابن عباس
نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا وہ پہلا لشکر جو غزوہ قسطنطنیہ
کے لیے جائے گا اس کی مغفرت ہو چکی ہے"

عام طور سے خلفا، ملوک کے زمانوں میں بہت سے فتنے واقع ہوئے جیسے کہ یزید بن معویہ کے زمانہ میں قتل حسین، واقعہ حرّہ مکہ میں ابن الزبیر کے حصار کے فتنے برپا ہوئے۔

کتاب مذکور کے صفحہ ۲۴۶ میں لکھتے ہیں "جب یہ سب واضح ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ لوگ یزید کے متعلق چند طرح کے خیالات رکھتے ہیں ایک اِس طرف ایک اُس طرف ایک بالکل وسط میں۔

ایک قوم کا اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ میں تھا یا خلفاء راشدین مہدیین میں تھا یا انبیا میں تھا اور یہ سب غلط ہے۔

دوسری قوم کا اعتقاد ہے کہ وہ کافر منافق باطنی تھا اس کا مقصد اپنے کافر اعزہ و اقارب کا اہل مدینہ بنی ہاشم سے بدلہ لینا تھا اور اس نے اس مقصد کو ظاہر کرنے والے یہ اشعار بھی پڑھے تھے ——— (جب اسیران حرم کا قافلہ شام پہنچا تھا اور ایک کوّا بولنے لگا تھا۔

لما بدت تلك الحمول واشرفت	تلك الرؤس علی ربی جیرون
نعق الغراب فقلت نح اولا تنح	فلقد قضیت من الغریم دیونی

جب وہ (اسیران اہلبیت) سواریاں ظاہر ہوئیں اور وہ (شہداء کے) سر مقام جیرون کی بلندی پر پہنچے اس وقت ایک کوّا بولنے لگا تو میں نے کہا اے کوّے چاہے تو چیخ کرے یا نہ کرے میں نے اپنے تمام قرضے قرضداروں سے چکا لیے۔ اور کہتے ہیں کہ یزید نے بعنوان تمثل ابن الزبعری کے یہ شعر پڑھے تھے۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا	جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القرن من ساداتهم	وعدلنا میل بدر فاعتدل

کاش بدر والے میرے بزرگ آج دیکھتے کہ بنی خزرج والے نیزوں کے سا
کیسے بے صبر ہو رہے ہیں۔

ہم نے ان کے سادات میں سے ایک رئیس کو قتل کر دیا اور ہم نے بدر کا پو
بدلہ لے لیا ——"

یزید کے متعلق اِن دو مختلف عقیدوں کا تذکرہ کرکے ابن تیمیہ اپنا فیصلہ لکھتے
وہ کہتے ہیں "لیکن یہ دونوں قول باطل اور غلط ہیں جس کے باطل ہونے کو ہر عقلمن
جانتا ہے کیونکہ یہ مرد (یزید) مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور "خلفا
ملوک" میں ایک خلیفہ تھا —— نہ یہ تھا نہ وہ تھا اب رہ گیا قتل حسین رضی
کا معاملہ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مظلوم اور شہید قتل ہوئے اس طرح جس
اور دیگر مظلوم شہدا قتل ہوئے حسین کو قتل کرنا اس کی جانب سے خدا اور رسول کی
معصیت تھی جس نے انھیں قتل کیا یا اُن کے قتل میں اعانت کی یا اس پر راضی
رہا یہ ایک مصیبت تھی جس میں تمام مسلمان حسین کے اپنے عزیز اور غیر عزیز سب مبتلا کیے
گئے۔ یہ حسین کے حق میں شہادت تھی اُن کے درجہ کی رفعت اور منزلت کی بلندی
تھی اُن کے اور اُن کے بھائی (حسنؑ) کے لیے خدا کی جانب سے پہلے ہی سعادت
کا فیصلہ ہو چکا تھا یہ ایسی سعادت تھی جو بغیر ایک قسم کی بلا کے نہیں نصیب ہو سکتی
تھی اور ان کے لیے سابقہ خدمات و فضائل ایسے نہ تھے جو ان کے (بزرگ) اہلبیت
کے تھے اس لیے یہ ہوا کہ

یہ (حسنؑ) زہر سے مارے گئے اور یہ (حسینؑ) قتل کیے گئے تاکہ وہ دونوں اس
شہدا کے منازل اور سعدا کی زندگی پا جائیں لیکن ان کے واقعات قتل انبیا سے

زیادہ عظیم نہیں ہیں۔ خداوند عالم نے بنی اسرائیل کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ انبیاء کو
ناحق قتل کرتے تھے انبیاء کا قتل کرنا بلحاظ معصیت و مصیبت زیادہ عظیم ہے اسی طرح
علی کا قتل ہونا بھی اور اسی طرح عثمان کا قتل ہونا بلحاظ معصیت و مصیبت زیادہ
عظیم ہے۔ لہذا مصیبتوں کے وقت صبر واجب ہے اور کلمہ انا للہ کہنا جیسا کہ خدا و
رسولؐ کی مرضی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ ان صبر کرنیوالوں کو بشارت دیدیجیے کہ جنکو
اگر مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ص ۲۴۷ پر ایک فصل قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

"اور لوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں تین فرقوں پر تقسیم ہو گئے ہیں۔
ایک اس طرف اور ایک اُس طرف اور ایک درمیانی۔ ایک طرف والے کہتے ہیں کہ
حسینؑ اس لیے قتل کیے گئے کہ انھوں نے چاہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ اور اختلافات
ڈال دیں۔ اور صحیحین میں یہ حدیث ثابت ہو چکی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ
جو شخص تم میں تفرقہ ڈالنا چاہے جبکہ تم سب کسی ایک پر اتفاق کیے ہوئے ہو تو اسکو قتل
کر ڈالو۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ حسین اٹھے اس حالت میں کہ تمام مسلمان ایک شخص (کی
حکومت) پر اجماع کیے ہوئے تھے انھوں نے چاہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں بلکہ ان میں
کے بعض مسلمان تو یہ کہتے ہیں کہ وہ پہلے خارجی ہیں جنھوں نے اسلام میں سب سے
پہلے ولی امر کے خلاف خروج کیا۔

دوسری طرف والے کہتے ہیں وہ خود ہی امام واجب الطاعۃ تھے کہ جن کے
بغیر کوئی امر ایمانی امور میں سے نافذ نہیں ہو سکتا اور کوئی نماز جماعت یا جمعہ نہیں پڑھی
جا سکتی کسی کے پیچھے سوائے اس کے جس کو وہ مقرر کریں نہ کسی دشمن سے جہاد کیا جا سکتا

جب تک وہ اجازت نہ دیں اور اسی طرح کی باتیں کہتے ہیں۔

درمیانی لوگ اہل سنت و جماعت ہیں جو نہ وہ کہتے ہیں جو پہلے لوگوں نے کہا نہ یہ کہتے ہیں جو دوسری طرف والے کہتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حسینؑ مظلوم قتل کیے گئے لیکن وہ امر امت کے مالک نہ تھے۔ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والی حدیث میں وہ داخل نہیں ہیں اس لیے کہ جب ان کو اپنے ابن عم مسلم بن عقیل کے واقعہ کی خبر ملی تو آپ نے اپنا ارادہ بدل دیا اور آپ نے یہ چاہا کہ آپ یزید کے پاس جائیں یا سرحد پر چلے جائیں یا کسی اور شہر میں نکل جائیں لیکن لوگوں نے انھیں ایسا کرنے کا موقع نہیں دیا اور اُن سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اُن کے ہاتھوں میں قیدی بن جائیں اور یہ بات منظور کرلینا ان پر واجب نہ تھا"

کتاب مذکور کے ص ۲۴۹ میں کہتے ہیں۔

"یہ جو کہا گیا ہے کہ قتل حسینؑ کا ارتکاب کرنیوالوں کو سزائیں ملیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حسینؑ کو قتل کرنا عظیم ترین گناہوں میں سے تھا جس نے ایسا کیا جو اس پر راضی رہا جس نے اس میں مدد پہنچائی وہ خدا کے ایسے عذاب کا مستحق ہے جو اس طرح کے لوگوں کے لیے ہے"

یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کی بحث میں ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنۃ ص ۲۵۲ ج ۲ لکھتے ہیں۔

"خداوند عالم کا یہ قول "الا لعنۃ اللہ علی الظالمین" (اس میں تمام ظالموں پر لعنت کی گئی) تو یہ ایک عام آیت ہے جیسے دوسری وعید کی آیتیں ہیں جیسے آیت۔

"ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا"

یعنی جو لوگ ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے شکم میں آگ کھا رہے ہیں عنقریب وہ آتش جہنم سے جلیں گے ۔۔۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک یہ گناہ لعنت اور عذاب کا سبب ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ امر موجب لعنت و عذاب کسی اس سے زیادہ طاقت والے امر کے ذریعہ سے اٹھ جاتا ہے جیسے کوئی توبہ کرے، دیگر حسنات کے ذریعہ سے محو ہو جائے یا ایسے مصائب نازل ہو جائیں جن سے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے جب ایسا ہے تو کہاں سے معلوم ہوا کہ یزید یا اس کے علاوہ دیگر ظالمین نے اس سے توبہ نہیں کرلی تھی یا ان کے پاس ایسے حسنات نہیں تھے جن سے سیئات محو ہو جاتے ہیں یا ایسے مصائب ان پر نہیں نازل ہو گئے جن سے کفارہ ہو گیا اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ خدا ان کے معاصی نہیں بخشے گا۔ حالانکہ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ "بے شک اللہ یہ بات نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک قرار دیا جائے اور جس کے لئے چاہے گا اس کے علاوہ گناہوں کو بخش دیگا اور صحیح بخاری میں ابن عمر سے یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ "پہلا لشکر جو غزوہ قسطنطنیہ کے لیے جائے گا اس کی مغفرت ہو چکی"۔

پہلا لشکر جس نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اس کا سردار یزید تھا لشکر میں معدود اور معین اشخاص تھے مطلق نہیں تھا لہٰذا اس لشکر کے ہر ہر فرد کو مغفرت کا شمول زیادہ قوی ہے اس شمول لعنت سے جو آیہ لعنت ظالمین سے

ایک ایک ظالم کے لیے ہے کیونکہ یہ لشکر ایک مخصوص چیز ہے اور اس کے لوگ معین ہیں کہا جاتا ہے کہ یزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی اسی حدیث کی وجہ سے کی تھی۔

——— ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اکثر مسلمین میں ظلم ضرور پایا جاتا ہے اگر لعنت کا دروازہ کھول دیا گیا تو جائز ہو جائے گا کہ مسلمانوں کے اکثر مرے ہوئے افراد پر لعنت کی جائے حالانکہ خدا نے مسلمانوں کے مردوں کے لیے نماز و دعائے مغفرت کا حکم دیا ہے۔ ان پر لعنت کا حکم نہیں دیا ہے ——— پھر مردوں پر لعنت کرنے میں بہ نسبت زندہ پر لعنت کرنے سے کے گفتگو زیادہ عظیم ہو جائیگی کیونکہ حدیث صحیح میں نبیؐ کا یہ ارشاد ثابت ہو چکا ہے کہ مرے ہوئے لوگوں پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ لوگ جو پہلے بھیج چکے تھے اُس تک پہنچ چکے یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے مردوں کو سب و شتم کر کے ہمارے زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ ایک جماعت ابوجہل وغیرہ ایسے کافروں پر لعنت کرتی تھی جن کے اقارب و اعزہ اسلام لا چکے تھے اور اس کی وجہ سے ان مسلمان قرابتداروں کو تکلیف پہنچتی تھی۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا فتویٰ

ہندوستان کے مشہور علما میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے اپنے مجموعہ فتاویٰ
میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو
مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری نے اپنی کتاب شہادت حسین میں
بھی اس فتوی کو مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحی جلد سوم ص۷ سے نقل کیا ہے انکی
عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ مؤلف نے بھی اس حوالہ کا مقابلہ کر لیا ہے۔
"بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم نہیں دیا نہ اس پر راضی
تھا اور نہ اُن کے اور ان کے اہلبیت کے قتل کے بعد وہ خوش ہوا، یہ بات بھی
باطل ہے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ یزید کی
قتل حسین پر رضا مندی .... ایسی بات ہے جو معناً متواتر ہے اگرچہ
اس کی تفصیلات باخبار آحاد مروی ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قتل امام حسینؑ گناہ
کبیرہ ہے کفر نہیں ہے اور لعنت کرنا کفار کے لیے مخصوص ہے ان کی سمجھداری
پر میں ناز کرتا ہوں کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ قتل حسین تو ایک طرف ایذائے رسول الثقلین
کیا ثمرہ ہے؟ حالانکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "جو لوگ اللہ اور اسکے
رسول کو اذیت دیتے اُن پر خدا دنیا و آخرت دونوں میں لعنت کرتا ہے"!

نواب صدیق حسن خاں (بھوپال) کا ارشاد

"امام احمد اور ان کے امثال نے اور ابن جوزی نے یزید پر لعنت کو سلف سے
نقل کیا ہے کیونکہ وہ حکم قتل حسینؑ دیتے وقت کافر ہو گیا (بغیۃ الرائد ص۹۸)

علامہ آلوسی بغدادی کا ارشاد

ممدوح نے اپنی تفسیر روح المعانی میں کئی جگہ یزید کا تذکرہ کیا ہے بعض مقامات درج ذیل ہیں۔

آیۂ فھل عسیتم الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس آیت سے یزید پر لعنت کیلئے بھی استدلال کیا گیا ہے برزنجی اپنی کتاب الاشاعۃ میں اور ہیثمی صواعق میں ناقل ہیں کہ امام احمد سے جب ان کے بیٹے عبد اللہ نے یزید پر لعنت کے لیے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا اس پر کیسے نہ لعنت کی جائے جس پر خداوند عالم نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے عبد اللہ نے کہا میں نے کتاب خدا پڑھی ہے مگر مجھ کو اس میں یزید پر لعنت نہیں ملی تو امام احمد نے جواب دیا خداوند عالم فرماتا ہے کیا یہ بات نزدیک ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو روئے زمین پر فساد برپا کرو اور اپنی قرابت کے رشتہ کاٹ ڈالو یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے" یزید نے جو کچھ کیا اس سے بڑھ کر اور کونسا فساد اور قطع رحم ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد وہ خود فرماتے ہیں۔ لہٰذا یزید پر لعنت کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کیونکہ اس میں بہت خبیث اوصاف تھے کبائر کا مرتکب تھا اس پر لعنت کرنے کیلئے وہی مظالم کافی ہیں جو اس نے اپنے تسلط واقتدار کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ والوں پر کئے طبرانی نے بطریق حق روایت کی ہے کہ رسول خدا کا ارشاد ہے خداوندا اہل مدینہ پر ظلم کرنے والے ان کو خوف زدہ کرنے والے کو تو خوف زدہ کر اور اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور اس کا کوئی معاملہ قبول نہ ہوگا

سب سے عظیم بات یہ ہے کہ اس نے اہلبیت پر بہت ظلم و ستم کیا۔ حدیث میں ہے کہ چھ قسم کے لوگوں پر میں نے لعنت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اُن پر خدا نے لعنت کی ہے اور نبی کی دعا مستجاب ہوئی ہے وہ لوگ یہ ہیں خدا کی کتاب میں تحریف اور اس میں کمی بیشی کرنیوالا۔ قضا و قدر کا انکار اور تکذیب کرنے والا اور جو لوگوں پر تسلط جمائے کہ جسے خدا نے ذلیل کیا ہے اسے عزت دے اور جسے خدا نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے اور میری عترت و ذریت کی بے حرمتی کرنیوالا حرم الٰہی کی بے حرمتی کرنے والا اور میری سنت کو ترک کرنے والا ــــــ پھر فرماتے ہیں کہ اگر اس کو (تھوڑی دیر کے لیے) تسلیم کرلیں کہ یزید کافر نہیں ہوا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک ایسا مسلمان تھا جس نے لاتعداد فواحش وکبائر کا ذخیرہ کیا یہی ابن حجر صواعق میں کہتے ہیں ــــــ ہم اس کی لعنت کے جائز ہونے میں توقف نہیں کرتے اسی طرح ہمیں ابن زیاد ابن سعد اور اس کی جماعت پر لعنت کرتے ہیں بھی کوئی تامل نہیں ہے یہ سب یزید سے ملحق ہو گئے لہذا خداوند عز و جل کی ان سب پر لعنت ہو ان کے اعوان و انصار ان کے دوستوں اور ان کی طرف میلان رکھنے والوں سب پر قیامت تک ہو اور اس وقت تک جب تک ابو عبداللہ کی مصیبت پر آنکھ میں آنسو آتا رہے۔

ابن کثیر شامی کی تصریحات

جب مدینہ والوں کا وفد مدینہ واپس آیا تو اُن لوگوں نے یزید کو علی الاعلان گالیاں
دینا شروع کیں اور اس کے عیوب بیان کرنے لگے اور ان سب نے کہا کہ ہم ایک
ایسے شخص کے یہاں سے آرہے ہیں جو بے دین ہے، شراب پیا کرتا ہے۔ گانیوالیاں
اس کے یہاں گانی بجاتی ہیں۔ ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس کو خلع کر دیا
تمام لوگ نے ان سے یزید کی برطرفی پر بعیت کی اور سب نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل
کے ہاتھوں پر جان دینے کا عہد کر کے بیعت کر لی۔ عبد اللہ بن عمر نے ان سب پر
اعتراض کیا۔ منذر ابن الزبیر بصرہ سے مدینہ واپس آئے انھوں نے بھی یزید
کے متعلق خبر دی کہ وہ شراب پی کر اتنا بدمست ہوتا ہے کہ نماز تک چھوڑ دیتا ہے
انھیں نے یزید میں ان لوگوں سے زیادہ عیوب نکالے۔

البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۱۵

ص ۲۱۷ میں لکھتے ہیں "پھر سنہ ۶۳ھ شروع ہوا اسی میں واقعہ حرہ رونما ہوا!
اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید کو خلع کر دیا تو قریش کا سردار
عبد اللہ بن مطیع کو اور انصار کا سردار عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو بنایا اس
سال کے شروع میں اہل مدینہ نے ان امور کو ظاہر کر دیا اور سب منبر رسول کے
پاس جمع ہوئے ایک ایک شخص تقریر کرتا تھا کہ میں نے یزید کو اتار دیا جس طرح
میں نے اپنے اس عمامہ کو سر سے اتار دیا یہ کہہ کر سر سے عمامہ اتار دیتا تھا۔

دوسرا کہتا تھا میں نے اس کو اس طرح اتار دیا جیسے اپنے پیر کی جوتی اتار دی

یہ کہہ کر جوتی اتار دیتا تھا یہاں تک کہ اس جگہ ڈھیروں عمامے اور جوتیاں جمع ہو گئیں پھر سب نے بالاتفاق طے کیا کہ یزید کے عامل کو اپنے یہاں سے نکال باہر کریں۔

ص۲۱۹ یزید کو یہ بھی خبر ملی کہ ابن الزبیر اپنے خطبہ میں کہا کرتے ہیں "بندروں والا یزید، شرابیں اڑانے والا نماز چھوڑنے والا، گانے والیوں کے پھیر میں پڑا رہنے والا یزید!

ص۲۲۰ میں واقعہ حرہ کے ذیل میں لکھتے ہیں پھر مسلم بن عقبہ نے جسکو اسلاف مسرف بن عقبہ کے نام سے یاد کرتے ہیں (خدا اس بدتر بڈھے کا برا کرے وہ کتنا جاہل تھا) مدینہ کو تاراج کیا جیسا کہ اس کو یزید نے حکم دیا تھا خدا اس کو جزائے خیر نہ دے اور اشراف مدینہ اور قاریان قرآن کی ایک خلقت کو قتل کیا اور بہت مال لوٹا بڑا شر اور فساد برپا ہوا جیسا کہ متعدد بیان کرنیوالوں نے ذکر کیا ہے۔

ص۲۲۵ واقعہ مکہ کے ذکر میں لکھتے ہیں "آگ کعبہ کے پردوں تک میں لگ گئی"

ص۲۳۰ میں یزید کے کردار کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

یزید اپنی نوعمری[۱] ہی میں شرابی تھا، نوعمر لوگوں کے طریقوں پر کاربند تھا معاویہ کو اس کا احساس ہوا تو انھوں نے چاہا کہ نرمی کیساتھ اس کو نصیحت کریں تو انھوں نے کہا۔

"بیٹا تم کو اس بات پر بھرپور قدرت ہے کہ تم اپنی حاجتوں تک بغیر اس طرح پردہ خاش کیے پہنچ جاؤ کہ جس سے تمھاری پوزیشن متاثر ہو اور تمھارے

---

[۱] یزید مرتے دم تک نوعمر ہی رہا اور یہ عادتیں باقی رہیں۔

دشمن شماتت کریں اور تمہارے دوستوں کو اس سے رنج پہنچے پھر کہا میں چند شعر تم کو
سناتا ہوں تم اُن سے ادب حاصل کرو ترجمہ اشعار درج ہے۔
اپنے دن کو بلندیاں طلب کرنے کے واسطے مخصوص کردو اور محبوب کے فراق
پر صبر کرو۔ یہاں تک کہ جب رات اپنی تاریکی سمیت آجائے اور نگہبان کی آنکھوں
میں نیند کا سرمہ لگ جائے تو اب رات کو جو دل میں آئے وہ کرو کیونکہ عقلمند کی
رات اس کے لیے دن ہی ہے ــــــ کتنے ہی بدکار ایسے ہیں جنھیں تم عبادت گزار
سمجھو گے لیکن وہ رات کو عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ رات اس پر اپنے پردے ڈال
دیتی ہے تو بے خوف ہو کر علیش و عشرت میں بسر کرتا ہے۔ بے وقوف کھلم کھلا
سے ہم آغوش ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ہر بد خواہ دشمن اِدھر اُدھر اس کی چغلی
کھایا کرتا ہے۔"

یعنی انھوں نے جو اشعار پڑھے اُن کا خلاصہ اس مصرعہ میں ہے

"رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی"

صنـ ۲۳۰ میں یزید کے کچھ اچھے خصائل کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس میں بھی یزید
کی برائیاں موجود ہیں لکھتے ہیں۔
"یزید میں کچھ اچھی باتیں بھی تھیں جیسے کرم، حلم، فصاحت، شعر
شجاعت، امور مملکت میں اچھی رائے۔ وہ خوبصورت تھا اسکی معاشرت بھی
اچھی تھی، اور اس میں شہوات کی طرف توجہ بھی تھی۔ بعض اوقات بعض
نمازوں کو چھوڑ دیا کرتا تھا .... امام احمد کہتے ہیں ... ابوسعید
خدری کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول خدا کو فرماتے سنا تھا کہ سنہ ۶۰ھ میں

ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے خواہش نفس کے پیرو ہوں گے وہ عنقریب گمراہی سے ملاقی ہوں گے۔ پھر ایسے قاری ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا تین طرح کے لوگ قرآن پڑھیں گے مومن، منافق اور فاجر۔

ص۲۳۱ میں ابوہریرہ اور ان کی دعا کا ذکر ہے کہ "مجھے بچوں کی حکومت دیکھنا نصیب ہو" جس کا ذکر دیگر بیانات میں بھی آچکا ہے۔

حسن بصری کی رائے

حسن بصری مشہور تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں" چار باتیں معاویہ میں ایسی تھیں کہ
اگر اُن میں سے ایک بھی ہوتی تو اس کے لیے ہلاک کنندہ تھی اُس کا اُس امت پر
مسلط ہو جانا یہانتک کہ اس نے بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے امر خلافت پر قبضہ کر لیا
حالانکہ اُس وقت ان لوگوں میں بقایا صحابہ اور صاحبان فضیلت موجود تھے، اپنے بعد
اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانا جو بڑا ہی نشہ باز بڑا شرابی تھا ریشم پہنا کرتا طنبورہ بجایا کرتا تھا
زیاد کے متعلق اس کا یہ ادعا کہ وہ ابوسفیان کا لڑکا ہے حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے
کہ لڑکا فراش کے لیے ہے اور زانی کیلئے پتھر ہیں چوتھی بات یہ ہے کہ اس نے حجر اور
اُن کے اصحاب کو قتل کیا حجر کے معاملہ میں اس کے لیے ویل ہو اور اصحاب حجر کے معاملہ
میں اس کے لیے ویل ہو۔ (تاریخ کامل ج ۳ ص ۱۹۲)

ایک عباسی خلیفۃ المسلمین کی رائے

۲۸۴ھ میں عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے نبی امیہ پر لعنت کے لیے اپنے ایک فرمان میں یزید بن معاویہ کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے انھیں بھی اس نظر سے ملاحظہ فرمائے کہ وہ سواد اعظم کے مفترض الطاعۃ خلیفہ رسول کا فیصلہ ہے۔

تاریخ طبری ج ۱۱ ص ۳۵۵ میں یہ پورا فرمان موجود ہے۔ وہ امیر شام کے معائب گنواتے ہوئے فرماتے ہیں "منجملہ اُن امور کے یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے یزید کی طرف لوگوں کو دعوت دی جو بڑا متکبر، بڑا شرابی تھا مرغوں، چیتوں، بندروں کے کھیل کھیلتا تھا معاویہ نے اس کیلئے نیکوکار مسلمانوں سے بذریعہ قہر و سطوت ڈرا دھمکا کر دہشت دلا کر بیعت لی حالانکہ اسے علم تھا کہ وہ احمق ہے اور وہ یزید کی خباثتوں اور برائیوں کو جانتا تھا اس کی نشہ بازی اس کی بدکاری، اور کفر سب معاویہ کی نگاہوں کے سامنے تھا ——— چنانچہ جب یزید کو بھرپور قابو اور تسلط حاصل ہوگیا اور معاویہ نے خدا اور رسول کی معصیت کر کے اس کے لیے جو اقتدار چاہا تھا وہ اسے حاصل ہو گیا تو اس نے مسلمانوں سے مشرکوں کے خوں کا بدلہ چکانا شروع کر دیا چنانچہ اہل حرّہ کے ساتھ ایسا واقعہ گزرا کہ اسلام میں اس سے بدتر کوئی دوسرا واقعہ نہ تھا۔ اس واقعہ میں صالحین کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے زیادہ فحش واقعہ کبھی نہ ہوا تھا۔ اس طرح یزید نے اپنے دل کی پیاس بجھالی۔

اور اسے یہ گمان ہوا کہ اس نے اد لیا، خدا سے انتقام لے لیا اور دشمنان خدا کی طرف سے بدلہ لے لیا چنانچہ اس نے اپنے کفر و شرک کو کھلم کھلا واضح کرتے ہوئے

www.kitabmart.in

یہ اشعار کہے۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا	جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القرم من ساداتهم	وعدلنا میل بدر فاعتدل
لاهلوا واستهلوا فرحا	ثم قالوا یا یزید لا تشل
لست من خندف ان لم انتقم	من بنی احمد ما کان فعل
لعبت هاشم بالملك فلا	خبر جاء ولا وحی نزل

کاش میرے بدر کے بزرگ آج دیکھتے کہ قبیلہ خزرج والے نیزوں کے وار سے کیسے بے صبر ہو رہے ہیں۔ ہم نے ان کے سرداروں میں ایک بڑے سردار کو مار ڈالا۔ (یعنی امام حسینؑ کو) غزوہ بدر کا پورا بدلہ لے لیا۔ اگر میرے بزرگ اس کا مشاہدہ کرتے تو وہ بہت خوش ہوتے اور مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں، میں بنی خندف سے نہ ہوتا اگر میں اولاد احمدؐ سے ان کے (احمد کے) افعال کا انتقام نہ لیے ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ بنی ہاشم (نبوت کا بہانہ کر کے) سلطنت و حکومت کے ساتھ خوب کھیل کھیلتے رہے نہ تو (آسمان سے) کوئی خبر آئی تھی نہ کوئی وحی اتری تھی۔

یہ شعر دلیل ہیں کہ یزید دین سے خارج ہو چکا تھا اور یہ کہ نہ اسے خدا سے کوئی مطلب تھا نہ اس کے دین سے نہ اس کی کتاب سے نہ اس کے رسول سے نہ اس کا ایمان خدا پر تھا نہ خدا کی اتاری ہوئی باتوں پر پھر اس کے سب سے بدتر قسم کے افعال میں سے جن سے اس نے دین کی حرمت کو برباد کیا اور اس کی بربادی لانیوالی عظیم ترین باتوں میں سے یہ ہے کہ اس نے فرزند علیؑ و فاطمہؑ بنت رسول خدا حسینؑ کے

خون کو بہایا باوجود اس خصوصیت کے جو انھیں رسول خدا سے تھی اور جو محل انھیں حاصل تھا اور دین و فضل میں جو ان کی منزلت تھی اور باوجودیکہ رسول خدا نے حسینؑ اور ان کے بھائی کے لیے گواہی دی تھی کہ وہ جوانان جنت کے سردار ہیں اسکا یہ فعل خدا پر جرأت تھا اس کے دین سے کفر تھا اور رسول خدا کی عداوت سے تھا اور اس طرح اس کے عترت رسول سے جنگ کی رسول کی حرمت کو برباد کیا اس بیباکی سے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ انھیں اور ان کے اہل بیت کو قتل کر کے کفار اہل ترک و دیلم کی کسی قوم کو قتل کر رہا ہے نہ اسے انتقام الٰہی کا خوف تھا نہ اس کی سطوت کا اندیشہ تھا۔ یزید کے اس فعل کے نتیجہ میں خدا نے اس کی عمر کو ختم کر دیا اس کی جڑ اور شاخ سبکو اکھاڑ ڈالا اور اس سے اس کے قبضہ کا ملک چھین لیا اور اس کیلئے وہ عذاب و عقوبت مہیا فرمائی جس کا وہ خدا کی جانب سے اپنی معصیت کی وجہ سے مستحق ٹھہرا۔"

اس کے بعد انھوں نے بنی مروان کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے اور آخر میں ان سب پر لعنت کا ان الفاظ میں حکم دیا۔

"والعنوا من لعنه الله ورسوله ونادوا من لاتنالون القربة من الله الا بمعاداته اللهم العن اباسفیان بن حرب ومعویة ابنه ویزید بن معاویه ومروان بن الحکم وولده اللهم العن ائمة الکفر وقادة الضلالة و اعداء الدین ومجاهدی الرسول ومغیّری الاحکام ومبدلی الکتاب و سفاکی الدم الحرام اللهم انا نتبرأ الیک من موالاة اعدائک ومن الاغماض لاهل معصیتک کما قلت لاتجد قوما یومنون بالله والیوم

الاخر یا دو من حاد اللہ و رسولہ"

اس فرمان کے آخر میں ہے کہ یہ فرمان ابو القاسم عبید اللہ بن سلیمان کے قلم سے ۲۸۴ھ میں لکھا گیا۔

اس فرمان کا تذکرہ طبری کے علاوہ تاریخ کامل و تاریخ خمیس و تاریخ الخلفاء وغیرہ میں بھی موجود ہے طبری نے فرمان کی ابتدا میں جو عبارت لکھی ہے اس کے ایک حصہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ ۲۸۴ھ کے تذکرہ میں کہتے ہیں۔

اور اس سال معتضد باللہ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ منبروں پر معاویہ پر لعنت کیجائے اور حکم دیا کہ اس سلسلہ میں فرمان لکھا جائے لیکن اس کو عبید اللہ بن سلیمان بن وہب نے خوف دلایا کہ عوام میں اس سے بے چینی پھیلے گی اور عجیب نہیں کہ فتنہ برپا ہو جائے لیکن معتضد نے اس کے مشورہ کی طرف توجہ نہیں کی اور پھر طبری نے اس خاص اہتمام کا ذکر کیا ہے جو خلیفہ نے اس فرمان کو جاری کرنے کے لیے کیا تھا۔

اس فرمان میں مسلمانوں کے ایک خلیفہ نے یزید کے متعلق اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اسکی جانب اہل اسلام کو خاص طور سے توجہ کی ضرورت ہے اس رائے کی عظمت وہ مسلمان خوب جان سکتے ہیں جن کی نظر میں خلافت کی عظمت ہے۔

ایک اور خلیفۃ المسلمین کی رائے

یزید کا بیٹا معویہ کیا کہتا ہے

(حیوۃ الحیوان ج ا صفحہ ا مصر) میں یزید کے بعد اس کے بیٹے معویہ کی خلافت کا تذکرہ ہے اور اس کے لیے یہ الفاظ لکھے ہیں "وکان خیرا من ابیہ فیہ دین وعقل" یعنی وہ اپنے باپ سے بہتر تھا اس کے پاس دین بھی تھا اور عقل بھی — پھر فرماتے ہیں۔ اس کے باپ کی موت کے دن اس کی بیعت خلافت کی گئی اور وہ چالیس دن اس منصب پر قائم رہا اور کہا گیا ہے کہ کچھ دن اوپر پانچ مہینہ باقی رہا اور پھر اس نے خود ہی دست برداری اختیار کی ایک سے زیادہ روایت کرنیوالوں نے بیان کیا ہے کہ معویہ بن یزید جب خلافت سے دست کش ہوا ہے تو وہ منبر پر گیا بڑی دیر تک بیٹھا رہا پھر اس نے نہایت بلیغ انداز سے حمد وثنائے پروردگار کی پھر بہترین عنوان سے جناب رسول خدا کا ذکر کیا اس کے بعد یہ تقریر کی۔

"ایھاالناس" مجھے تم پر حکومت کرنے کی خوشی نہیں ہے تمہاری ان عظیم باتوں کی وجہ سے جو میں ناپسند کرتا ہوں! اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ تم لوگ بھی ہم کو ناپسند کرتے ہو کیونکہ ہم تمہارے ہاتھوں اور تم ہمارے ہاتھوں مبتلا کیے گئے ہو آگاہ ہو جاؤ میرے دادا معویہ نے اس امر میں ان سے نزاع کی جو میرے دادا اور ان کے علاوہ دوسروں سے بھی اس امر خلافت میں اولیٰ تھے کیونکہ انھیں رسول خدا سے قرابت حاصل تھی، ان کا فضل اور ان کی خدمات عظیم تھیں، جو تمام مہاجرین ہیں بلحاظ

منزلت عظیم تر تھے دل کے لحاظ سے شجاع تر تھے، علم میں ان سب سے زیادہ تھے۔ ایمان میں اول تھے منزلت میں شریف تر اور صحبت رسول میں قدیم تر تھے۔ رسول کے چچا زاد بھائی ان کے داماد ان کے برادر ان کی بیٹی فاطمہ کے شوہر تھے۔ انھوں نے آپ کو فاطمہؑ کا شوہر یوں بنایا کہ انھیں نے فاطمہؑ کو پسند کیا اور فاطمہؑ نے ان کو پسند کیا وہ آپ کے دونوں نواسوں کے باپ تھے جو دونوں جوانان جنت کے سردار تھے اور اس امت سے اسی لیے افضل تھے کہ رسول خدا نے انکی تربیت کی اور وہ فاطمہ بتول کے فرزند تھے اور شجرۂ طیبہ طاہرہ ذکیہ سے تھے۔ میرے دادا معویہ نے ان کے ساتھ جن باتوں کا ارتکاب کیا وہ تھیں معلوم ہیں اور تم نے بھی ان کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے تم بے خبر نہیں ہو یہاں تک کہ میرے دادا کے لیے امور خلافت منظم ہو گئے لیکن جب ان کے پاس قضا، و قدر کا حتمی حکم آگیا اور موت کے ہاتھوں نے ان کا کام تمام کر دیا تو وہ اپنے عمل کے ہاتھوں رہن ہو گئے اکیلے اپنی قبر میں اور انھوں نے وہ سب پالیا جو ان کے ہاتھ پیشگی بھیج چکے تھے اور انھیں نے جو ارتکاب کیا تھا اس کا اور اپنی زیادتیوں کا نتیجہ دیکھ لیا پھر خلافت یزید کی طرف منتقل ہوئی جو میرا باپ تھا اس نے اس امر کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا ان کے باپ کی یہی دلی خواہش تھی میرا باپ اپنی بدعملی اور اسراف علی النفس کی وجہ سے امت محمدیہ پر حکومت کرنے کا اہل نہ تھا۔ وہ اپنی خواہشات کے مرکب پر سوار ہوا اپنی خطا کو اس نے حسین سمجھا اور جو اقدام اسے کرنا تھا وہ کرے اس نے خدا کے خلاف جرات کی اور ان سے بغاوت کی جن کی حرمت کو اس نے حلال سمجھ لیا تھا یعنی اولاد رسولؐ سے اس کے نتیجہ میں اس کی مدت عمر کم ہو گئی اس کے آثار ختم ہو گئے، وہ اپنے عمل کے ساتھ قبر میں لیٹ رہا اپنی خطاؤں کے ہاتھوں رہن ہو کر اس کا رو وبال اس کا انجام بد باقی رہ گیا جو اس نے پہلے بھیجا تھا اس کے پاس

بھی پہنچ گیا اس کو ایسے وقت ندامت ہوئی جب ندامت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہم کو
اس کے انجام کے غم نے خود اس کی موت پر غم کرنے سے روکے رکھا کاش ہمیں معلوم ہو جاتا
اس نے کیا کہا ؟ اور اس سے کیا کہا گیا ؟ کیا اسے اس کی بدکاریوں کی سزا مل گئی ؟
وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا گیا ؟ میرا گمان یہ ہے کہ ایسا ہو چکا !!

تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ گریہ گلو گیر ہو گیا اور وہ دیر تک روتا رہا اس کی آواز
یہ بلند ہو گئی تھی پھر اس نے سلسلہ تقریر اس طرح جاری کیا " اور اب میں توم کا
تیسرا (اموی خلیفہ) بنا ہوں مجھ سے ناراض زیادہ ہیں ، راضی کم ہیں ، میں تمہارے
گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھاؤں گا خداوند جلیل القدر مجھے نہ دیکھے کہ میں نے
تمہارے وزر کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا ہے اور نہ میں اس سے تمہاری بداعمالیوں
کے نتائج کا ذمہ دار ہو کر ملوں گا ، تم جانو اور تمہاری خلافت ۔ لو اسے لے لو اور
جسے تم پسند کرو اسے اسکا ذمہ دار بناؤ میں نے تمہاری گردنوں سے اپنی بیعت اتار لی
السلام تقریر ختم ہوئی تو مروان بن حکم نے جو زیر منبر بیٹھا تھا اس سے کہا کیا یہی
سنت عمر ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ " مجھ سے دور ہو جا کیا تو مجھے میرے دین کے
معاملہ میں دھوکا دینا چاہتا ہے ؟ خدا کی قسم میں نے تمہاری خلافت کی مٹھاس کو
چکھا تک نہیں ہے تو میں اس کی تلخی کے گھونٹ کیوں اتار دوں ؟ ....
.... خدا کی قسم اگر خلافت کوئی منفعت ہے تو میرے باپ کو تو اس سے گھاٹا
ہی ہوا اور گناہ ہی حاصل ہوا اور اگر خلافت کوئی بری بات ہے تو میرے باپ
کو کچھ مل چکا وہی کافی ہے " یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر آیا ، اس کے پاس اس کے اعزا و
اقارب آئے اس کی ماں آئی تو دیکھا کہ وہ رو رہا ہے اس کی ماں نے کہا کاش تو

دن حیض ہوتا اور مجھے تیری ولادت کی خبر نہ سنائی دیتی اس نے جواب دیا خدا کی قسم مجھے بھی یہی محبوب تھا۔ پھر کہنے لگا اگر میرا پروردگار مجھ پر رحم نہ کرے تو مجھ پر ویل ہو۔

بنی امیہ نے اس کے اتالیق عمر مقصوص سے کہنا شروع کیا کہ تو ہی نے اسے یہ سب سکھایا پڑھایا اور اس کو خلافت سے منع کیا اور علیؑ اور اولاد علیؑ کی محبت کو اس کی نظر میں زینت دی اور تو ہی نے اسے اس ظلم پر آمادہ کیا جو اس نے ہم پر ڈھایا ہے اور تو ہی نے اسکی نظر میں بدعت کو حسین بنا کر پیش کیا یہاں تک کہ اس نے وہ سب کہا جو ابھی اس نے کہا ہے ——— عمر مقصوص نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے اس کی تو جبلت و فطرت ہی میں علیؑ کی محبت داخل تھی ——— لوگوں نے ان کا عذر قبول نہیں کیا پکڑ کے زندہ دفن کر دیا اسی حالت میں اُن کا انتقال ہوا۔

خلافت سے دست برداری کے چالیس یا ستر دن کے بعد معویہ بن یزید نے بھی انتقال کیا ان کی عمر تیئس سال تھی بقولے اکیس سال اور بقولے اٹھارہ سال - یہ لاولد فوت ہوئے ——— (حیوۃ الحیوان کا ترجمہ ختم ہوا)

یزید کی نا اہلی اس کے کردار، اس کے مظالم، قتل حسینؑ کی ذمہ داری، ان تمام باتوں کے لیے اس سے زیادہ وزنی اور غیر جانب دار گواہی کس کی ہو سکتی ہے معلوم اس شجرۂ ملعونہ میں یہ پاک باطن نوجوان کیسے پیدا ہو گیا اس کی پوری کی پوری تقریر آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اور ایک اہم تاریخی دستاویز ہے معاملات خلافت پر ایک مستحکم دلیل کے عنوان سے کارآمد ہے - چونکہ گواہی بہت اہم ہے اسلئے ہم بعض دیگر علماء کے الفاظ میں بھی اس کو نقل کیئے دیتے ہیں۔

ابن حجر مکی صواعق محرقہ ص ۱۳۴ میں معویہ بن یزید کے تذکرہ میں جو کچھ لکھتے ہیں اس کے

ایک حصہ کا ترجمہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

اس کے (معویہ بن یزید کے) ظاہری صلاح میں سے یہ امر تھا کہ جب وہ خلیفہ بنایا گیا تو منبر پر چڑھا اور کہنے لگا۔

"یہ خلافت خدا کی رسّی ہے اور میرے دادا معویہ نے اس امر میں اس سے نزاع کی جو اس کے اہل تھے اور جو ان سے زیادہ اس کے حقدار تھے یعنی علی ابن ابیطالب انھوں نے تمھارے ذریعہ سے جن باتوں کا ارتکاب کیا وہ تم جانتے ہو یہاں تک کہ اُن کی موت آگئی وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کے ہاتھوں رہن ہو گئے پھر میرے باپ کو اس امر کا ذمہ دار بنایا وہ اس کے اہل نہ تھے انھوں نے رسول کے نواسے سے نزاع کی ان کی عمر ختم کر دی گئی وہ بھی اپنی قبر میں اپنے گناہوں کے ہاتھوں رہن ہو گئے پھر وہ رونے لگا اس کے بعد کہا کہ ہم پر سب سے زیادہ جو بات گراں ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ اُن کا انجام بُرا ہوا انھوں نے عترت رسول خدا کو قتل کیا شراب کو حلال کیا کعبہ کو خراب کیا، میں نے خلافت کی مٹھاس نہیں چکھی ہے لہذا میں اس کی تلخی کو بھی گوارہ نہیں کر سکتا تم جانو اور تمھاری خلافت۔ خدا کی قسم اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہے تو ہم اس سے اپنا حصہ پا چکے اور اگر کوئی بری چیز ہے تو ابو سفیان کی ذریت کیلئے اتنا ہی کافی ہے جو انھیں مل چکا۔ اس تقریر کے بعد وہ اپنے گھر میں جا کر روپوش ہو گئے اور چالیس دن کے بعد انتقال کیا خدا اُن پر رحم کرے انھوں نے اپنے باپ کے معاملہ میں منصفانہ رائے دی اور جو امر خلافت کا اہل تھا اس کے لیے اعتراف کیا (صواعق کا ترجمہ ختم)

اس خطبہ کو صواعق کے الفاظ میں ینابیع المودہ صـ۳۴۰ طبع مصر میں بھی نقل کیا گیا ہے

تاریخ خمیس ج ۲ صـ۳۵۱ میں تقریبا حیوۃ الحیوان ہی کے الفاظ میں یہ خطبہ مذکور ہے۔

یزید کے لئے موافق اور مخالف دونوں طرح کے خیالات آپ کے سامنے ہیں ان کے لکھنے میں کوئی خاص ترتیب اس لئے ملحوظ نہیں رہ سکی کہ ایک طرف کتاب لکھتے جا رہے تھے دوسری طرف مطالعہ بھی جاری تھا جو ملتا گیا لکھتے گئے۔ جو کتابیں ابھی ہمارے پیش نظر ہیں اگر اُن سب کے اقتباسات درج کریں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اس وقت زیادہ کی گنجائش نہیں۔ جو کچھ نقل کیا جا سکا اسی میں تصویر کا ہر رخ موجود ہے۔ وہ سب کچھ آپ کے سامنے آچکا جو یزید کی حمایت میں کہا جا سکتا ہے۔ یزید کے حمایتیوں کے جو مضبوط ترین استدلال جو ہو سکتے ہیں وہ آپ کی نظر سے گذر چکے اب ضرورت ہو کہ فیصلہ کن بحث سے حقیقت حال کو واضح کیا جائے۔ اُن کی دلیلوں کو تحقیق کی کسوٹی پر جانچ کر اصلیت بیان کر دی جائے، موافقین یزید کی بہتیری دلیلوں کا جواب علماء اسلام کے گذشتہ بیانات میں بھی گذر چکا ہے۔ پھر بھی اگر ذیل کی چند تنقیحوں پر بحث کر لیں تو مسئلہ کا ہر گوشہ نمایاں ہو جائے گا۔

تنقیحات

۱) یزید اور خلافت رسول

۲) کفر و اسلام یزید

۳) یزید کا کردار۔

۴) یزید اور قتل حسینؑ کی ذمہ داری

۵) واقعۂ حرّہ اور یزید

۶) قتل حسینؑ اور تاراجئ مدینہ کتنا عظیم جرم ہے۔

۷) اگر یزید بدکردار مسلمان تھا۔ تو کیا اُس نے اپنے افعال سے توبہ کرلی تھی؟

۸) اگر واقعاً اُس نے توبہ کرلی تھی تو کیا اُس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

۹) کیا یزید پر لعنت کر سکتے ہیں؟

۱۰) یزید کے لئے رسولؐ خدا کے ارشادات۔

۱۱) یزید کے متعلق بعض اصحاب رسول اور تابعین کے خیالات

۱۲) حدیث مغفرت یزید۔

کیا یزید خلیفۂ رسول تھا؟

خلافت رسول کے لئے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کے دو الگ الگ عقیدے ہیں، ایک فرقہ شیعہ ہے جو امامت و خلافت رسول کو الٰہی منصب جانتا ہے اور امامت کو منصوص اللہ مانتا ہے، امام کے لئے معصوم ہونے کی شرط ضروری سمجھتا ہے اس فرقہ کے عقائد قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ شیعوں کے متعلق دنیا جانتی ہے وہ وفات رسولؐ کے بعد سے آخر زمانہ تک صرف بارہ معصوموں کی امامت و خلافت کا قائل ہے۔ اس کے یہاں یزید کے لئے کیا گنجائش ہو سکتی ہے؟

دوسرا فرقہ اہل سنت کا ہے۔ جو امام کو اجماع و انتخاب وغیرہ سے معین کرتے ہیں ——— شروع کتاب میں ہم بہت سے شواہد پیش کر چکے ہیں کہ عام مسلمانوں کے یہاں یزید کی خلافت کو تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے اصول مذہب کی بنا پر اس کی خلافت کو ماننے کے لئے مجبور ہیں، حد ہو گئی کہ جو علماء اس کے کفر کی تصریح کرتے ہیں ان کی نسبت سے بھی اس کی خلافت کا انکار نہیں نقل کیا گیا ہے۔ گزشتہ بیانات میں آپ کو شاذ و نادر ایسے علماء کے بیانات ملیں گے جن میں یزید کی خلافت میں قدح کی گئی ہو۔

بلکہ شرح عقائد نسفی صفحہ (طبع کلکتہ) میں بحیثیت عقیدۂ اہل سنت جو تصریح ہے اس کی رو سے فسق و ظلم کی وجہ سے کوئی امام اپنی امامت سے برطرف نہیں ہو سکتا ترجمہ عبارت ملاحظہ ہو۔

"اور امام اپنے فسق کی وجہ سے معزول نہیں ہو گا یعنی طاعت الٰہی سے

خارج ہو کر معزول نہ ہوگا۔ اور نہ جور سے یعنی بندگان خدا پر ظلم کرنے کی وجہ سے بھی معزول نہ ہوگا کیونکہ خلفا و راشدین کے بعد ائمہ امراد سے فسق بھی ظاہر ہوا و ظلم بھی پھیلا۔ اور تمام سلف ایسے ائمہ کے مطیع و منقاد رہے اور ان کی اجازت سے جمعہ اور عیدین کی نمازیں قائم کرتے رہے اور ایسے امراد کے خلاف انھیں نے خروج کا حکم نہیں دیا اور اس لئے کہ شروع شروع امام بننے کے لئے عصمت ضروری نہیں ہے تو کسی امام کی امامت پہ باقی رہنے کے لئے بطریق اولی عصمت کی شرط نہیں ہوگی"

اس کی تائید حسب ذیل روایت سے ہوتی ہے کہ عامۃ المسلمین کے جلیل القدر فقیہ اور مشہور صحابی عبداللہ ابن عمر نے یزید کو اپنی بیعت کے متعلق خود سے لکھ بھیجا اور جب اہل مدینہ نے یزید کو خلع کیا ہے تو یہ اُس تحریک سے الگ رہے اور اپنے اہل و عیال کو نصیحت فرمائی۔ روایت ملاحظہ ہو

" جب اہل مدینہ نے یزید کو ابن معویۃ کو خلع کیا ابن عمر نے اپنے اہالی موالی اور اپنی اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے رسُول خدا سے سنا ہے کہ ہر غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور ہم سب نے اُس شخص (یزید) سے خدا و رسول کی بیعت پر بیعت کر لی ہے اور مجھے اس غدر سے بڑھکر اور کوئی غداری نہیں معلوم ہوتی کہ ایک شخص کی خدا و رسول کی بیعت پر بیعت کی جائے پھر اُس سے جنگ چھیڑ دی جائے، اگر مجھے علم ہوا کہ تم میں سے کسی نے اس کی اطاعت سے خروج کیا اور کسی اور کی بیعت کر لی تو اُس کا یہ اقدام میرے اور اس کے درمیان قطع تعلق کا سبب ہوگا۔

یہ روایت قسطلانی جلد ۱۰ ص ۱۹۱ میں مع اس کی شرح کے ملاحظہ فرمائیے۔

اہل مدینہ میں یزید کا فسق و فجور حد تواتر کو پہونچا ہوا تھا اس لئے انھوں نے اُس کے خلع کرنے کی تحریک شروع کی تھی۔ مگر اُس کے باوجود عبداللہ ابن عمر اپنی ذمہ داری کا احساس فرماتے ہیں اور اپنی ذات سے ربط رکھنے والے جملہ مسلمانوں کو سختی سے تاکید فرماتے ہیں کہ یزید ہی کی بیعت پر باقی رہنا چاہیئے۔ ابن خلدون کی تصریح بھی سابق میں لکھی جا چکی ہے کہ صحابہ کی اکثریت یزید کے ساتھ تھی اور اُس کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتی تھی اس کا بھی مطلب صاف ہے کہ وہ لوگ یزید کو خلیفہ رسول سمجھتے تھے۔

علامہ شہرستانی کو الملل والنحل جلد ا صفحہ ۲۹ میں یہ تصریح کرنا پڑی کہ جو انتخابی خلافت کو مانتا ہے وہ یزید کی خلافت کو بھی مانتا ہے اُن کی عبارت ملاحظہ ہو۔

" والاختلاف فی الامامة علی وجهین احدهما القول بالاتفاق والاختیار والثانی القول بان الامامة تثبت بالنص والتعیین — فمن قال ان الامامة تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامة کل من اتفقت علیه الامة او جماعة من الامة اما مطلقاً او بشرط ان یکون قرشیاً علی مذهب قوم او بشرط ان یکون هاشمیاً علی مذهب قوم ومن قال بالاول قال بامامة معاویه واولاده وبعدهم بخلافة مروان واولاده "

یعنی امامت میں اختلاف دو طرح کا ہے ایک قول تو یہ ہو کہ اجماع و انتخاب سے خلیفہ معین ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نص (خدا ورسول) اور ان کے نامزد کرنے سے خلیفہ بنے گا۔ جس نے کہا ہے کہ امامت اجماع و انتخاب سے ثابت ہوتی ہے اس نے

ہر اُس شخص کی امامت کو مانا ہے جس پر امت کا اجماع ہو گیا ہو، یا امت میں ایک جماعت کا اتفاق رائے ہو گیا ہو خواہ بہر صورت خواہ اس شرط سے کہ وہ شخص قریشی ہو جیسا کہ ایک جماعت کا مسلک ہے یا اس شرط سے کہ وہ ہاشمی ہو جیسا کہ ایک دوسری قوم کا مذہب ہے یا اور دیگر شرائط کے ساتھ اور جو جو قول اول (یعنی انتخابی خلافت) کا قائل ہو وہ معویہ اور اُس کی اولاد اور مروان اور اس کی اولاد کی امامت کا قائل ہو

ان تصریحات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ کربلا کی جنگ مسلمانوں کے دو فرقوں کے دو مذہبی نمائندوں میں تھی ایک فرقہ شیعہ کے تیسرے امام حسین علیہ السلام تھے جن کو یہ فرقہ منصوص من اللہ امام معصوم اور مفترض الطاعہ جانتا اور مانتا ہے۔ اور دوسرا انتخابی خلیفہ ماننے والوں کا خلیفہ یزید بن معویہ تھا جو بعض مسلمان یزید کے کردار کی وجہ سے اس کی خلافت میں قدح کرتے ہیں وہ بھی سنہ ۶۱ھ میں امام حسین ؑ کو خلیفہ رسول نہیں تسلیم کرتے کیونکہ آپ کے لئے اتفاق امامت نہیں حاصل ہوا تھا جیسا کہ تاریخ الخلفاء کی عبارت سے آپ کو بہت پہلے معلوم ہو چکا ہو آپ کو تو صرف شیعہ خلیفۂ رسول تسلیم کرتے ہیں اب معلوم نہیں یزید کی خلافت کا انکار کرنیوالے بعض مسلمان سنہ ۶۱ھ کیلئے خلافت کدھر لے جائیں گے کیونکہ امام حسین ؑ اور یزید کے علاوہ اُس وقت کسی تیسری شخصیت کا سوال نہ تھا۔ خلافت عبداللہ بن زبیر کا قصہ اُس کے بعد کا ہے۔

کیا یزید بن معویہ کافر تھا؟

گزشتہ بیانات میں اس تنقیح کا جواب تلاش کیا جا سکتا ہے۔ امام احمد حنبل کھل کر اس کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بعض دیگر علماء بھی اُن کے اس فتویٰ میں ان کے سوید ہیں تاریخوں میں جو خود اس کے اشعار مذکور ہیں یا جو اشعار اُس نے بطور مثل دوسروں کے پڑھے اُن سے صاف اور صریحی طور پر اس کا کفر مترشح ہوتا ہے۔

تعجب ہے کہ ایک جگہ تو مسلمان جناب ابو طالب کو (معاذ اللہ) کافر کہیں حالانکہ اُن کے بکثرت اشعار بتواتر ثابت ہیں، جن میں آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا ہے اور دوسری جگہ یزید کو مسلمان کہیں جبکہ بہ تواتر اُسکے ایسے اشعار ثابت ہیں جن میں اُس نے اپنے کفر کا اظہار کیا ہے۔

خصوصاً یہ شعر

لعبت ھاشم بالملک فلا خبر جاء ولا وحی نزل

بنی ہاشم سلطنت کے ساتھ کھیل کھیلے نہ تو آسمان سے کوئی خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی پچاسوں معتبر کتابوں میں اس کا یہ شعر مذکور ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یزید سے تعصب کرنے کا الزام کس کس کے سر تھوپا جائیگا اگر یزید کے خلاف لکھنے والے ہر مولف کو متعصب قرار دیدیجئے گا تو پھر تمام اسلامی تاریخوں کو دائرۂ اعتبار سے خارج کر دینا ہوگا صرف وہی مورخ ایماندار اور معتبر ٹھہرے گا جو یزید کی مدح میں قصیدے لکھے، اُس کی برائیوں کے بجائے

اچھائیوں اور کفریات کے بجائے اُس کے ایمان باللہ کے شواہد درج کرے اور ایسا مؤرخ میرے خیال میں اسلامی تاریخ کی دنیا میں ایک بھی نہ ملے گا بلکہ جو دو ایک مؤرخ کچھ عام اچھائیاں از قسم کرم وجود وغیرہ گنواتے بھی ہیں تو اسی کے ساتھ ہی اسکی برائیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اُس کے دینی نقائص پر صریحی روشنی ڈالتے ہیں۔

بہر حال یزید نے جس طرح احکام اسلامی کا مذاق اڑایا ہے، جس طرح اپنے اشعار میں شراب کی حلیت پر زور دیا جس طرح اُس کے حکم سے حرم الٰہی حرم نبوی کی بے حرمتی کیگئی ہے ان کے دیکھتے ہوئے کسی انصاف پسند کو اُسکے کفر میں ذرہ برابر شک نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل ایسے سنیت میں کٹر بزرگ نے کھل کر اُس کے کفر کا فتویٰ دیدیا۔ اور دیگر علماء نے بھی ان کی موافقت کی۔

اور پھر جیسا کہ علماء اہل سنت کے قول سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے یزید فقط اپنے اس فعل سے کافر ہو گیا کہ اُس نے امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے امام کے قتل کا حکم دیا یا نہیں۔ اس کی مستقل بحث ابھی آئے گی اور ہم تاریخ وحدیث کے مضبوط دلائل سے یہ ثابت کر دیں گے کہ امام کے قتل کا حکم اس نے دیا تھا۔

اب رہ گیا بعض کا یہ کہنا کہ قتل کرنے سے وہ کافر ہو گا جو کسی نبی کو قتل کرے، حسینؑ کو قتل کرنا یا اُن کے قتل کا حکم دینا کفر نہیں ہے۔

تو اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ جب خدا کی نظر میں قتل حسینؑ انبیاء کے قتل سے عظیم ہے تو کیوں نہ اُن کا قاتل بھی کافر سمجھا جائے گا جبکہ نبی کا قاتل آپ کی نظر میں کافر ہے ذیل کے روایات ملاحظہ ہوں یہ مطلب صاف ہو جائے گا۔

"۱ وحی اللہ تعالیٰ الی محمد انی قتلت بیحیی ابن زکریا سبعین

الفًا و انی قاتل یا بن بنتک سبعین الفًا و سبعین الفًا

خداوند عالم نے رسالتمآبؐ پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے عوض میں ستر ہزار کو (انتقامًا) قتل کیا ہے اور تمہارے نواسے کے بدلے میں ستر ہزار اور ستر ہزار (یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار) کو قتل کروں گا۔ یہ روایت تاریخ خطیب بغدادی جلد ۱ ص ۱۴۲ تاریخ ابن عساکر جلد ۴ ص ۳۳۹ اسعاف الراغبین ص ۱۵۹ اور اسی طرح کی بے شمار معتبر کتابوں میں ملے گی یہ چند حوالے صرف نمونہ کے طور پر لکھے گئے۔

کتاب الاتحاف بحب الاشراف ص ۲۳ میں یہ روایت حسب ذیل الفاظ میں ہے

"اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی محمد انی قتلت بیحییٰ بن زکریا خمسۃً و تسعین الفًا و لاقتلن یا بن بنتک قدر ذالک مرتین"

خداوند تعالیٰ نے رسالتمآبؐ کو بذریعۂ وحی مطلع فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے عوض میں پچانوے ہزار کو مارا اور ضرور ضرور تمہارے نواسے کے عوض میں اس کے دوگنے (یعنی ایک لاکھ نوے ہزار) قتل کروں گا۔ طبقات کبریٰ عبدالوہاب شعرانی جلد ۱ ص ۲۳ میں یہ الفاظ ہیں

"وقال اھل اسیران اللّٰہ عزوجل قتل بسبب یحییٰ بن زکریا خمسۃ و تسعین الفًا و ذلک دیۃ کل نبی و یروی ان اللّٰہ تعالیٰ اوحی الی رسول اللّٰہؐ انی قتلت بیحییٰ بن زکریا خمسۃ و تسعین الفًا و لاقتلن بالحسین ابن بنتک قدر ذلک مرتین"

یعنی اہل سیر کہتے ہیں کہ خداوند عزوجل نے یحییٰ بن زکریا کی وجہ سے پچانوے ہزار اشخاص کو قتل کیا اور یہی ہر نبی کی دیت کی ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ

خداوند تعالےٰ نے رسول خدا کی جانب وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے میں ستر ہزار کو مارا تھا اور ضرور ضرور تمہارے نواسے حسینؑ کے عوض میں اُسکے دوگنے قتل کروں گا۔

ان روایات نے انبیاء کے قتل اور حسینؑ کے قتل میں جو فرق ہے اُسے اچھی طرح بتا دیا۔ بقول اہل سیرت ہر نبی کی دیت ستر ہزار افراد کا قتل ہے اور یہاں خدا کی طرف سے نبی سے کہا جا رہا ہے کہ حسین کے بدلے میں اُس کے دوگنے قتل کروں گا اس کا مطلب یہ نہ ہو اکہ حسین کا قتل نظر پروردگار میں قتل نبی سے دوگنا جرم ہے تو جب نبی کا قاتل کافر تھا تو حسین کے قاتل کو اکفر ہونا چاہیئے

صاحب ارجح المطالب نے دیلمی، حاکم اور ذہبی سے جو روایت نقل کی ہے اُس سے قتل حسین کی اہمیت کا اندازہ اور زیادہ ہو سکے گا وہ کتاب مذکور کے ص۲۸۷ میں لکھتے ہیں۔

"عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ نصف عذاب اھل النار"

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ "قاتل حسینؑ آگ کے ایک صندوق میں ہو تمام اہل جہنم کو ملاکر جتنا عذاب ہو اُس کا آدھا عذاب اُس اکیلے پر ہو" غور کرنے کی بات ہے تمام اہل جہنم کتنے ہوں گے اُن کے جرائم کیسے کیسے ہوں گے اُن میں کتنے انبیاء کے قاتل ہوں گے، کیسے کیسے خبیث، کافر، متمرد، خدائی کا دعوی کرنے والے ہوں گے۔ اُن سب کا مجموعی عذاب کتنا عظیم ہوگا اور اس مجموعی عذاب کا آدھا قاتل حسینؑ پر ہوگا ـــــــ پروردگار قہار کی نظر میں یہ جرم اتنا عظیم قرار

پائے، اور بعض مسلمان ہیں کہ اُس کے جرم کو ہلکے سے ہلکا بنا کر پیش کرنے کی فکر میں ہیں اس کو زیادہ سے زیادہ فاسق کہہ کر بات ختم کر دینا چاہتے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے خدا نے اُس کو بخش دیا ہو۔ تو پھر ان حدیثوں کو کیا کیجئے گا جن میں قاتل حسینؑ کے انجام کو بتایا گیا ہے؟

صحیح ابن ماجہ صفحہ اور دیگر معتبر کتب کی یہ روایت بھی نظر میں رہنا چاہئے کہ رسول خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے خطاب کر کے فرمایا۔

"انی سلمٌ لمن سالمتم وحربٌ لمن حاربتم"

میں اُس سے ہمہ تن صلح ہوں جس سے تم صلح کرو۔ اور میں اس سے ہمہ تن جنگ ہوں جس سے تم جنگ کرو۔ ظاہر ہے امام حسینؑ جس سے جنگ کریں اس سے رسول اسلام سے جنگ ہوئی اور جس سے رسول سے جنگ ہو اُس کو آپ کیا کہیں گے مسلمان یا کافر؟

یہ بھی ارشاد ہو کہ امام حسینؑ اور ان کے اہل حرم پر جو مظالم ڈھائے گئے ان سے رسول خدا کو اذیت پہونچی یا نہیں اور جو شخص رسول خدا کو اذیت پہونچائے اُسکے لئے قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے؟

یزید کے متعلق جو کچھ لکھا گیا وہ اس مفروضہ کی بنا پر ہو کر وہ پہلے سے مسلمان تھا قتل امام کا حکم دیکر کافر ہو گیا ———— لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی طرح قلباً غیر مسلم تھا۔ جو کچھ اظہار تھا وہ صرف زبانی ایسے لوگوں کو اصطلاح میں منافق کہتے ہیں۔ منافقین کی جو علامات احادیث میں گنوائی گئی ہیں وہ اس میں موجود تھیں۔ خصوصاً نماز کو ضائع کرنا، امام حسینؑ سے

مقابلہ کے بعد اس کا نفاق کھل کر بصورت کفر نمایاں ہوگیا ـــ یزید کی خلافت، اُسکے کردار و کفریات نے اہل اسلام کے لئے غور و فکر کی راہیں کھول دیں کہ خلافت کیلئے جو اصول طے کرلئے گئے ہیں وہ کس حد تک قابل قبول ہیں اور یہ کہ اُن کو ماننے سے کیسے کیسے اشخاص کی خلافت کو ماننا پڑے گا ـــــــــــــــــــ اور یہی شہادت حسینیؑ کا ایک اہم نتیجہ ہے اور واقعہ کربلا ایک منارۂ ہدایت ہے جس کی روشنی میں حق تلاش کیا جا سکتا ہے اور مل سکتا ہے ـــــــــ ابن جوزی اور ابن حجر مکّی اور بعض دوسرے علماء کے بیانات پھر سے ملاحظہ فرمایئے جس کے بعد کفر یزید کی بحث میں مزید جستجو کی ضرورت نہیں باقی رہتی۔

یزید کا کردار

ہمارے خیال میں گذشتہ بیانات کے بعد اس موضوع پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں باقی رہ گئی ہے، موافق اور مخالف سب اُس کی بدکرداری کو تسلیم کرتے ہیں۔

اُس کا شرابی۔ تارک الصلوٰۃ۔ قمار باز۔ کھلاڑی۔ زناکار ہونا تاریخ کے مسلمات میں ہے۔ اور پھر یہ سب لکھنے والے وہی مؤرخ ہیں جنھیں اپنے اصول کے مطابق اُس کی خلافت کو بھی ماننا ہے۔

ابن خلدون جو اُس کی خلافت ثابت کرنے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں۔ مقدمہ تاریخ کے صد ۱۸۴ پر جیسا پہلے لکھا جا چکا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "جب یزید میں فسق پیدا ہوا تو صحابہ کی رائے میں اُس کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا"

اس عبارت نے بتایا کہ اُس کا فسق ڈھکی چھپی بات نہ تھا بلکہ کھلم کھلا تھا اسی صد ۱۸۴ پر وہی مؤرخ لکھتا ہے "جب یزید کا فسق اُس کے تمام اہل عصر پر واضح ہو گیا"

ابن خلدون کی تصریحیں بہت زیادہ وقیع ہیں عامۂ مسلمین میں ان کی جلالت قدر اور پھر یزید کے حامی ہونے کی وجہ سے ان کی گواہی کی قیمت بہت بڑھ گئی ہو۔ ان کی لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید نہ صرف فاسق تھا بلکہ متجاہر بالفسق تھا، اور کھلم کھلا احکام شریعت پامال کیا کرتا تھا۔

ابن حجر کی کتاب شرح قصیدہ صفحہ ۲ کی عبارت لکھی جا چکی جس میں ایک جملہ یہ ہے۔ "زیادہ سے زیادہ جو (یزید کی) طرف داری میں کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک ظالم و فاسق و فاجر تھا جس نے زبردستی غلبہ حاصل کر لیا"

یعنی یزید کے حمایتی اُس حمایت کرتے ہوئے اُس کے جرموں کی سنگینی کم کرتے ہوئے جو کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ ایک ظالم و فاسق تھا۔ اور اس سے زیادہ اس کی صفائی کی کوشش بے سود ہے۔

یہ جملہ بھی قابل لحاظ ہے کہ "جس نے زبردستی غلبہ حاصل کر لیا" ابن حجر اور اُن کے مذہب میں خلافت رسُول کیلئے جو بنیادی اصول طے ہے اُن میں ایک قہر و غلبہ بھی ہے جو بھی زبردستی تسلّط قائم کرے اس کی خلافت کو ماننا پڑتا ہے۔

یہی ابن حجر صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں "اور اُس (یزید) کو مسلمان کہنے کی صورت میں بھی وہ فاسق، شریر، نشہ باز اور ظالم ہی قرار پائے گا"

صواعق محرقہ کے گذرے ہوئے بیانات میں یہ بھی ہے۔ واقدی[ع] نے کئی طریقوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف نہیں اٹھے یہاں تک کہ ہم کو خوف ہو گیا کہ کہیں ہم پر (سکوت کی وجہ سے) آسمان سے پتھر نہ برسا دیے جائیں۔ وہ ایسا شخص ہے جو اپنے باپ کے تصرف میں آئی ہوئی لونڈیوں (اپنی سوتیلی ماؤں) بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کرتا ہے، شراب پیتا ہے

ع واقدی اور ذہبی کے بیانات تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵ میں بھی موجود ہیں اور صرف واقدی کا بیان تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۹۷ میں بھی موجود ہے۔

نماز چھوڑتا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ کر لیا اور اسی کے ساتھ وہ شراب پیتا تھا اور بد فعلیوں کا مرتکب ہوتا تھا تو لوگوں نے اس کے خلاف شدت اختیار کی۔ ابن حجر صواعق کے صـ ۱۳۲ پر لکھتے ہیں سب علماء اس کے فاسق ہونے پر متفق ہو کر اس بات میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا اس پر اس کا خاص نام لیکر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

وفیات الاعیان جلد ا صـ ۳۳۷ میں کیا ہراسی کے فتوی میں مذکور ہے۔

"اور کیوں نہ اس کے خلاف کھل کر فتوی دیا جائے کیونکہ وہ گوٹوں سے جوا کھیلتا تھا چیتے سے شکار کرتا تھا ہمیشہ شراب پیتا تھا اُسکے شعر شراب کیلئے سب کو معلوم ہیں"۔

یزید کی بد مستیوں کا یہ عالم تھا کہ بقول خواجہ حسن نظامی مرحوم۔ "یزید نے اپنے باپ کے حرم خاص کے ساتھ بدمستی میں اختلاط کیا اور معاویہ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا"۔ (طمانچہ بر رخسار یزید) شراب خواری نے اس کی نظر سے نیک و بد کی تمیز بالکل اٹھا دی تھی، حد ہو گئی کہ جناب عائشہ تک سے آپ نے اپنی آرزو پیش فرما دی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس خاص امر ہی کے لئے تو قرآن مجید نے رسول کی بی بیوں کو مومنین کی مائیں کہا ہے مگر اُس نے مومنین کی ماؤں کی حرمت کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

مدارج النبوۃ ج ۲ صـ ۱۲۶ پر حسب ذیل عبارت یزید اور اس کی خلافت کا ماتم کر رہی ہے۔

"در بعض کتب گفتہ اند کہ یزید بشقی طمع کرد در عائشہ صدیقہ پس خواند نزد برے

این آیت و ممنوع شد از آں "۔

بعض کتابوں میں کہتے ہیں کہ یزید شقی نے عائشہ صدیقہ کے متعلق بھی طمع ظاہر کر دی تھی لوگوں نے اُس کے سامنے یہ آیت پڑھی " وازواجہ امھاتھم اور نبی کی بی بیاں اُن کی مائیں ہیں۔ تب کہیں معویہ کے نورنظر اپنے ارادہ سے باز آئے۔

مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۶۸ [عہ] " وکان یزید صاحب جوارح و کلاب و قرود فھود ومنادمۃ علی الشراب جلس ذات یوم علی شرابہ وعن یمینہ ابن زیاد و ذلک بعد قتل الحسین فاقبل علی ساقیہ فقال اسقنی شربۃ تروی فوادی ثم مل فاسق مثلھا ابن زیاد صاحب السر والامانۃ عندی .. و تسدید مغنمی وجھادی. ثم امر المغنین فغنوا "

یزید صاحب طرب تھا، شکاری جانوروں، کتوں، بندروں، چیتوں والا تھا۔ شراب پینے کیلئے ندیموں کے ساتھ بیٹھتا تھا۔ ایک دن بزم شراب میں بیٹھا تھا اُسکے داہنی طرف ابن زیاد تھا۔ یہ واقعہ قتل حسینؑ کے بعد کا ہے۔ یزید نے اپنے ساقی کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھے ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ مجھے ایسی شراب پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے، پھر متوجہ ہو کر ویسی ہی شراب ابن زیاد کو بھی پلا، جو میری نظر میں میرا رازدار اور میرا امین ہے۔ اور جو میرے جہاد غنائم کے امور کو درست وہموار کرتا ہے " پھر اس نے گویے کو حکم دیا اور گانا شروع ہو گیا۔

عہ مسعودی کو مولوی شبلی فن تاریخ کا امام جانتے ہیں دیکھو الفاروق

اس کے بعد مسعودی نے اُس کے بندر اور شکار کا واقعہ لکھا ہے۔ جسے صاحب حیوۃ الحیوان نے بھی لکھا ہے۔

عبارت مذکورہ کے بعد لکھتے ہیں۔

و لیزید و غیرہ اخبار عجیبۃ و مثالب کثیرۃ من شرب الخمر وقتل ابن الرسول ولعن الوصی و ھدم البیت واحراقہ وسفک الدماء والفسق والفجور وغیر ذالک مما ورد فیہ الوعید بالیاس من غفرانہ کورودہ فیمن جحد توحیدہ وخالف رسلہ

یعنی یزید وغیرہ کی عجیب خبریں ہیں، اور بہت برائیاں ہیں۔ جیسے شراب پینا، فرزند رسول کو قتل کرنا وصئ رسول پر لعنت کرنا خانہ کعبہ کو منہدم کرنا اس کو جلانا، خونریزی کرنا، فسق و فجور وغیرہ ایسے جرائم ہیں جن کے متعلق خدا کی طرف سے عذاب کی خبر دی گئی اور جن کی بخشش کی طرف سے مایوسی ہے یہ عذاب کی خبریں اس طرح کی ہیں جس طرح کی ان لوگوں کیلئے ہیں جو توحید خدا کے منکر اور مرسلین کے مخالف ہوں ———

اہل مدینہ کا وفد یزید کے پاس سے واپس آیا۔ جب کہ یزید نے اُن لوگوں کی آو بھگت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے بالاتفاق یزید کی بدکرداری کے متعلق جو بیان دیا ہے وہ آپ کو اسی کتاب میں کسی جگہ ملا ہوگا یہاں اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

طبری جلد ۲ ص ۳ میں ناقل ہیں کہ اس وفد نے واپس آکر کہا۔

"انا قد منا من عند رجل لیس لہ دین یشرب الخمر ویعزف بالطنابیر والفتیان ویضرب عندہ القیان ویلعب بالکلاب ویستامر العزاب والفتیان وانا نشھدکم انا قد خلعناہ فتابعھم الناس"

ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو بے دین ہے، شراب پیتا ہے طنبورے اور نوجوانوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور گانے والیاں اس کے پاس گاتی بجاتی ہیں کتوں سے کھیلتا ہے، راتوں کو نوجوانوں کنواروں کے ساتھ قصہ گوئی کرتا ہے ہم لوگ تم سب کو گواہ کرتے ہیں کہ ہم نے اُس کو خلافت سے خلع کر دیا اُسکے بعد تمام اہل مدینہ نے بھی اُن کا اس امر میں اتباع کیا۔

منذر بن زبیر جب بصرہ سے واپس آیا تو اُس نے بھی لوگوں سے کہا۔

"واللہ انہ یشرب الخمر وانہ یسکر حتی یدع الصلوٰۃ"

طبری ج ۲ ص۔

خدا کی قسم وہ (یزید) شراب پیتا ہے اور وہ اتنا بدمست ہوتا ہے کہ نماز چھوڑ دیا کرتا ہے۔

ذہبی تاریخ الدول میں بیعت یزید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

"وامتنع من بیعتہ اثنان عظیمان الحسین بن علی سبط رسول اللہ وعبد اللہ بن الزبیر ابن عمۃ رسول اللہ ثم نقض اکابر اھل المدینۃ لسوء سیرتہ وقیل کان یشرب الخمر"

یزید کی بیعت سے دو بزرگ شخصیتوں نے انکار کیا۔ ایک تو حسین ابن علی

رسول کے نواسے اور دوسرے رسول کی پھوپی کے بیٹے زبیر کے بیٹے عبداللہ پھر اہل مدینہ کے بڑے بڑے لوگوں نے بھی اس کی بیعت توڑ ڈالی کیونکہ وہ بدکردار تھا اور کہا گیا ہے کہ شراب پیتا تھا۔

یزید کی بیعت کیلئے معویہ نے بعض اکابر کو خط لکھے تھے۔ انھوں نے جواب میں انکار لکھ بھیجا تھا اور یزید کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی تھی۔ امام حسین علیہ السلام نے اس موقع پر جو جواب دیا ہے اس کا ایک حصہ درج ہے۔

"واتق اللہ یا معویۃ واعلم ان للہ کتاباً لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا واعلم ان اللہ لیس بناسٍ لک قتلک بالظنۃ واخذک بالتھمۃ وامارتک صبیاً یشرب الخمر و یلعب بالکلاب وما اراک الا وقد اوبقت نفسک واھلکت واضعت الرعیۃ۔ والسلام"

اے معویہ خدا سے ڈرو اور جان لو کہ خدا کی ایک کتاب ہے جو کوئی بات چھوڑتی نہیں ہر چھوٹی بڑی چیز کا احصا کرلیتی ہے اور یہ بھی جان لو کہ خدا بھولا نہیں ہے کہ تم نے محض بدگمانی پر کتنے قتل کئے ہیں اور صرف تہمت پر کتنوں کو گرفتار کیا اور نہ یہ بھولا ہے کہ تم نے ایک لڑکے کو امیر (ولیعہد) بنا دیا ہے جو شراب پیتا ہے کتوں سے کھیلتا ہے میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے کو تباہ اور ہلاک کرلیا اور رعیت کو بھی برباد کیا۔ (کتاب الامامۃ والسیاسۃ جلد ا ص ۱۴۹)

معویہ یزید کی بیعت ولیعہدی کیلئے خود مدینہ آتا ہے اور عبداللہ ابن عباس اور جناب امام حسینؑ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتا ہے۔ جواب میں امام علیہ السلام

سبقت فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

"تم نے یزید کے متعلق جو کہا کہ وہ امت محمدیہ کی سیاست میں کمال رکھتا ہے اُسے میں سمجھا، تم لوگوں کو یزید کے متعلق وہم میں مبتلا کرنا چاہتے ہو، جیسے تم ایسے شخص کے اوصاف بیان کر رہے ہو جو پس پردہ ہے اُس کی تعریف کر رہے ہو جو نگاہوں سے غائب ہے اور گویا تم علم خاص کے ذریعہ سے لوگوں کو اس کے متعلق خبر دے رہے ہو، حالانکہ یزید نے خود اپنے کردار سے اپنے متعلق اظہار رائے کر دیا ہے تم یزید کے لئے بھی وہی اختیار کرو جو اس نے خود اپنے لئے پسند کیا ہے کہ وہ لڑنے والے کتّے جمع کرتا ہے، ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والے کبوتر اکٹھا کرتا ہے اُس یہاں گانے بجانے والیاں جمع رہتی ہیں اور انواع اقسام کے کھیل کود ہوتے ہیں ان باتوں کے لئے اگر تم اُس کو دعوت دو گے تو وہ تمہارا مددگار ثابت ہوگا۔ (امامۃ والسیاسۃ ج ا ۱۵۳)

عبداللہ بن زبیر یزید کو جن الفاظ سے یاد کرتے تھے وہ آپ اس کتاب میں پڑھ چکے۔ مزید ملاحظہ ہو۔

ذہبی اخبار الدول میں ناقل ہیں

"عاب یزید بشرب الخمر واللعاب بالکلاب والتھاون بالدین"
یعنی عبداللہ بن زبیر یزید کے یہ عیب بیان کرتے تھے کہ وہ شراب پیتا ہے کتوں سے کھیلتا ہے اور دینی امور سے لاپروائی کرتا ہے۔

تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں: "وکان سبب خلع اھل المدینۃ لیزید انہ اسرف فی المعاصی"

اہل مدینہ نے یزید کو اس لئے خلع کر دیا تھا کہ وہ معاصی میں حد سے متجاوز تھا
(تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۰۹)

اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ میں واقدی اور ذہبی دونوں کے گذشتہ بیانات
ان الفاظ میں مذکور ہیں۔

"واخرج الواقدی من طرقٍ ان عبد اللہ بن حنظلۃ بن الغسیل
قال واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلاً
ینکح امھات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ
قال الذھبی ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل مع شربہ الخمر
واتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد
ولم یبارک فی عمرہ۔

واقدی نے متعدد اسناد سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن غسیل نے
کہا خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک ہمیں اس کا خوف
نہیں ہو گیا کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھر نہ مارے جائیں وہ ایسا شخص تھا جو اپنے
باپ کے تصرف میں آئی ہوئی لونڈیوں سے تعلق کرتا تھا، بیٹیوں، بہنوں تک پر
ہاتھ صاف کرتا شراب نوشی کیا کرتا نماز چھوڑا کرتا۔ ذہبی نے کہا ہے کہ جب یزید نے
اہل مدینہ کے ساتھ وہ کر لیا جو کہ اس نے کیا اور اسی کے ساتھ یہ کہ وہ شراب پیا کرتا
اور ہر طرح کی بدفعلیاں کرتا تو اس کے خلاف لوگوں کا غم و غصہ شدت اختیار کر گیا"
ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵ میں بھی واقدی اور ذہبی کے بیانات مذکور ہیں۔

یزید کی سیرت کی گندگی اور ناپاکی اس حد کو پہونچی ہوئی ہے کہ اکثر علماء اسلام

اور مورخین جنھوں نے فارسی اور اردو میں کتابیں لکھی ہیں اُس کے نام کے ساتھ لفظ پلید عام طور سے استعمال کیا ہے۔

عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثنا عشریہ ص۱۲ میں یزید پلید لکھتے ہیں۔

صاحب تحفہ کے شاگرد مولوی سلامتہ اللہ تحریر الشہادتین ص۷۸ میں یزید پلید لکھتے ہیں۔

صاحب حبیب السیر اپنی کتاب میں جا بجا اس کے لئے لفظ پلید اور علیہ اللعنۃ استعمال کرتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد چہارم میں موسیو اچ لامنس لکھتے ہیں۔

"وہ (یزید) خود شاعر تھا اور موسیقی کا شوقین تھا"

ایڈورڈ گبن تاریخ انحطاط و انتزاع شہنشاہی روم باب ۵۰ ص۹۳۲ (امام حسنؑ کے برابر تقویٰ رکھنے والے ان کے چھوٹے بھائی (امام حسینؑ نے اپنے باپ کی ہمت و شجاعت ورثے میں پائی تھی ..... بنی ہاشم میں اولاد اکبر ہونے اور رسول اللہ کے نواسے ہونے کے مقدس اعزاز نے اُن کی ذات میں مرکز بنت و مرجعیت پیدا کر دی تھی اور وہ یزید کے خلاف جو دمشق کا مطلق العنان حکمران تھا، اور جس کی بدکاریوں سے وہ نفرت کرتے تھے اور جس کی خلافت کو وہ کبھی تسلیم کرنے کا خیال نہ رکھتے تھے۔ اپنے دعوائے (خلافت) کیلئے عمل کرنے کے مجاز تھے۔

عربین سوسائٹی مصنفہ پرنگل کینڈی ص۱۱۱

"یزید کو اُس کی عیاشی نے ہلاک کر دیا"

— فلپ ھٹی امریکہ کی مشہور یونیورسٹی پرنسٹن میں سامی زبانوں کے پروفیسر ہیں

لبنان کے باشندے ہیں عیسائی مذہب رکھتے ہیں اُن کی کتاب تاریخ عرب آجکل انگریزی داں نوجوان کثرت سے پڑھتے ہیں۔ وہ تاریخ مذکور کے صـ۱۹۵ میں رقم طراز ہے:
خلفاء میں سب سے پہلا مسلم الثبوت شرابی یزید بن معویہ تھا اور اُس کو "یزید الخمور" (شرابوں والا یزید) کا لقب دیا گیا۔ بحوالہ العقد الفرید ج ۳ صـ۴۰۳ و کتاب نہایہ نویری صـ۹۱۔

اس نے اپنے بندر کو جس کا نام ابو قیس تھا سدھایا تھا کہ وہ اس کی بزم شراب میں شریک ہوتا تھا۔ یزید روزانہ شراب پیتا تھا .... یزید بن معویہ مسلمانوں میں سب سے پہلا شکاری تھا اُس نے چیتوں کو سدھایا تھا اور ان کو گھوڑوں کی پیٹ پر سوار کر کے شکار پر لے جاتا تھا اس کے کتے کے پاؤں میں سونے کے کڑے پڑے رہتے تھے اور ہر کتے پر ایک غلام مقرر تھا۔ صـ۱۸۳ "میسون جو نائلہ زوجۂ عثمان کی طرح عیسائیوں کے یعقوبی فرقہ کی عورت تھی اور کلبی قبیلہ سے تھی اپنے بیٹے یزید کو اکثر صحرائے شام (بادیہ) میں لے جایا کرتی تھی خصوصاً پالمائرہ بیابان میں جہاں اس کا قبیلہ رہتا تھا اور بدوؤں کی صحبت میں وہ نوجوان ولی عہد شکار، گھوڑے کی سواری، شراب خواری اور شاعری کا عادی ہو گیا۔
اس وقت سے یہ بادیہ اموی شاہزادوں کی درس گاہ بن گیا جہاں رہ کر وہ خالص عربی سیکھتے تھے اور شہر کی بیماریوں سے پناہ لیتے تھے"

اسد بے نے ترکی زبان میں "محمد" نامی کتاب لکھی ہے اُس کا ترجمہ ہلڈ اپرگرم نے انگریزی میں کیا جو لندن میں ۱۹۳۸ء میں چھپا ہے۔ اُس کے صـ۲۰۶ میں ہے (اسلام میں) خانہ جنگی کا سلسلہ چالیس برس تک جاری رہا اس کے اختتام پر رسول اللہ کے ملک میں بنی امیہ کی حکومت قائم ہو گئی۔ خلیفہ کا دربار ایک شاہنشاہ کا دربار

ہو کر رہ گیا، عالیشان قصر جشن عیش و نشاط، دعوتیں لہو ولعب، شراب خواری اور حسین عورتوں کی صحبت سے خلیفۂ رسول اور ظل اللہ فی الارض کی زندگی مملو ہو گئی۔ حکومت الٰہی کا خیال دماغوں سے محو ہو گیا۔

سید امیر علی اسپرٹ آف اسلام مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۵۲ء کے ص ۳۰۰ میں لکھتے ہیں

"معاویہ کے مرتے پر بنی امیہ کا سب سے ظالم بادشاہ اُس تخت کا وارث بنا جس کی بنیاد اس کے باپ نے مکاری اور دغابازی پر قائم کی تھی۔ وہ معاویہ کی طرح بے رحم اور دغاباز تو تھا ہی لیکن اسے اپنی بے رحمیوں کو سیاست کا بہروپ پہنانے کا بھی طریقہ آتا تھا اس کی کمینی فطرت رحم و انصاف کو تو جانتی بھی نہ تھی وہ قتل اور ایذا رسانی اس لئے کرتا تھا کہ اسے انسانوں کو تکلیف پہونچانے میں مزہ آتا تھا۔ وہ بدترین قبائح کا عادی تھا اور اس کے ہم پیالہ و ہم نوالہ مردوں اور عورتوں میں سے وہ لوگ تھے جو سب سے زیادہ فاسق و بدکار تھے۔ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین ایسا آدمی تھا۔"

واشنگٹن اروِن تاریخ واقعات کربلا میں لکھتے ہیں۔

"یزید اپنی شراب خواری وغیرہ ناجائز افعال کے سبب عراق و حجاز کے مسلمانوں کی سوسائٹی میں کچھ وقعت کے ساتھ نہ دیکھا جاتا تھا۔"

یزید کے کردار کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن عصر حاضر کے بعض مؤلف چونکہ اسے ایک نیکوکار ثابت کرنا چاہتے ہیں اس لئے اتنے تاریخی شواہد پیش کر دیئے گئے۔

یزید اور قتل امام حسینؑ کی ذمہ داری

کسے نہیں معلوم کہ سنہ ۶۰ھ میں حکومت اسلامی پر یزید کا قبضہ تھا اور اس نے امام حسین علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ کیا تھا۔ بیعت نہ کرنے کی صورت میں اُن کو قتل کئے جانے کا حکم دیا تھا کون نہیں جانتا کہ کوفہ میں ابن زیاد یزید کا گورنر اور اس کا نمائندہ تھا یزید ہی کے حکم سے اُس نے کربلا میں امام کو قتل کرایا اور ان کے عیال و اطفال پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ اسیران حرم دمشق گئے یزید کی قید میں رہے۔ یزید نے اظہار مسرت کیا۔ قاتلان حسینؑ سے کسی قسم کی باز پرس کرنیکے بجائے ان کے اعزاز میں اضافہ کیا، انعامات دیئے۔ کامیابی کے نشہ میں چور ہو کر خوب کفریات بکے اور حسینؑ کے قتل کو اپنے بزرگوں کا بدلہ بتایا۔ یہ امور اتنے متواتر اور مشہور ہیں کہ ان کے لئے اب کسی تاریخی حوالے کی ضرورت باقی نہیں رہگئی ہے لیکن عصر حاضر کے کچھ نام نہاد مولفین یزید کی برأت کا ڈھونگ رچا رہے ہیں اور کچھ اگلے مشاہیر بھی معاملۂ قتل حسینؑ کو مشتبہ قرار دیکر یزید کی صفائی کی کوششوں میں زورِ قلم صرف کر گئے ہیں اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ اس عنوان کے ماتحت کچھ ناقابل شکست گواہیاں پیش کر دی جائیں۔ اگر تمام اُن گواہیوں کو قلمبند کیا جائے جو تاریخی کتابوں میں محفوظ ہیں تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے اس وقت اس مختصر رسالہ میں اختصار کے ساتھ کچھ حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) طبری جلد ۱، جزو ۲، صفحہ ۲۱۶ طبع جرمن میں لکھتے ہیں۔ یزید رجب سنہ ۶۰ھ میں والی ہوا

مدینہ کا امیر ولید بن عتبہ ابن ابوسفیان کوفہ کا نعمان بن بشیر انصاری بصرہ کا عبیداللہ بن زیاد مکہ کا عمرو بن سعید بن عاص امیر تھا حکومت ملنے کے بعد یزید کو کوئی فکر نہ تھی سوائے اس کے کہ ان لوگوں سے بیعت لے جنھوں نے معاویہ سے یزید کی بیعت کے لئے انکار کیا جبکہ معویہ نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا تھا اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔

چنانچہ معویہ کے مرنے کے بعد یزید نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیرالمومنین یزید کی جانب سے ولید بن عتبہ کے نام، امابعد معویہ بندگان خدا میں سے ایک بندہ تھا خدا نے اُسے اعزاز دیا اسے خلیفہ بنایا اس کو موقع دیا اور قابو دیا۔ وہ اپنی معین مدت تک زندہ رہا اور اپنی اجل سے مرگیا، خدا اس پر رحم کرے وہ قابل تعریف بن کر زندہ رہا اور نیکو کار و متقی رہتے ہوئے مرگیا ——— طبری کہتے ہیں اس خط کے ساتھ ایک اتنے چھوٹے پرچہ پر جو چوہے کا کان معلوم ہوتا تھا یہ عبارت لکھی۔

"امابعد۔ تجھکو چاہیے کہ حسینؑ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت کا اس سختی سے مطالبہ کر جس میں اس وقت تک کوئی گنجائش نہ ہو جب تک وہ بیعت نہ کرلیں"

الاخبار الطوال ص۲۲۹ میں بھی اسی مضمون کا خط موجود ہے

اس عبارت نے یہ بات واضح کردی کہ حسینؑ کے لئے یزید کی طرف سے بغیر بیعت کئے ہوئے کوئی ڈھیل یا گنجائش نہ تھی۔

(۲) تاریخ الخلفاء سیوطی ص۲۰۷

فکتب یزید الی والیہ بالعراق عبید اللہ بن زیاد یقتالہ فوجہ الیہ
جیشاً اربعۃ الاف علیہم عمر بن سعد بن ابی وقاص فخذل
اہل الکوفۃ کما ہو شانہم مع ابیہ من قبلہ ...... فقتل
وجئی براسہ فی طست حتی وضع بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ
وابن زیاد معہ ویزید ایضاً ـ

یعنی یزید نے اپنے عراق کے والی عبد اللہ بن زیاد کو حسینؑ سے جنگ کرنے
کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ابن زیاد نے چار ہزار کا لشکر عمر سعد بن ابی وقاص کی ماتحتی میں
بھیجا اہل کوفہ نے حسینؑ کا ساتھ اس طرح چھوڑ دیا جیسا کہ اس سے پہلے وہ ان کے
باپ کے ساتھ کر چکے تھے .... حسینؑ قتل کر دیئے گئے اُن کا سر ایک
طشت میں لاکر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا خدا ان کے قاتل پر لعنت کرے اسی کے
ساتھ ابن زیاد پر اُس کے ساتھ یزید پر بھی لعنت کرے ۔

(۳) الاخبار الطوال ص ۲۷۹ میں ابن زیاد اپنے ایک ساتھ والے سے کہہ رہا ہے
اما قتل الحسین فانہ خرج علی امامٍ وامۃٍ مجتمعۃٍ وکتب الی
امام یامرنی بقتلہ فان کان ذالک خطاءً کان لازماً لیزید۔
رہا نے جو حسینؑ کو قتل کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے ایک امام اور ایک متحد اور
متفق امت کے خلاف خروج کیا تھا امام (یعنی یزید) نے لکھ کر حکم دیا کہ میں ان کو
(حسینؑ کو) قتل کر دوں اگر اس میں کوئی خطا ہو تو وہ یزید پر عاید ہوتی ہے۔

(۴) تاریخ کامل جلد چہارم ص ۵۵ میں ابن زیاد کا قول حسب ذیل الفاظ میں
ہے۔ " اما قتل الحسینؑ فانہ اشار الی یزید بقتلہ او قتلی

فاختترت قتلہ ـــــــــ ابن زیاد کہتا ہے کہ میں نے جو حسینؑ کو قتل کیا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ یزید نے مجھ کو اشارہ کیا۔ میں یا تو حسینؑ کو قتل کروں یا پھر میں خود اپنا قتل گوارہ کروں چنانچہ میں نے حسینؑ کے قتل کو اختیار کیا۔

(۵) تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۵ ۔ ابن عباس نے ابن زبیر کی بیعت نہیں کی یزید سمجھا کہ وہ میری بیعت کئے ہیں یہ سمجھ کر اس نے موصوف کو ایک خط لکھا جس میں ان سے خوشنودی کا اظہار کیا تھا ابن عباس نے یزید کے جواب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اس کا اظہار ہے کہ میں نے ابن زبیر کی بیعت سے اس لیے انکار نہیں کیا کہ مجھے تجھ سے ہمدردی ہے ۔ پھر لکھا ہے ۔ وکیف وقد قتلت حسینا وفتیان عبد المطلب مصابیح الھدی ونجوم الاعلام غادرتھم خیولک بامرک فی صعید واحد مرملین بالدماء مسلوبین بالعراء مقتولین بالظماء لامکفنین ولا مدفونین الخ

میں لوگوں کو تیری محبت پر کیسے آمادہ کر سکتا ہوں حالانکہ تو وہی ہے جس نے حسینؑ اور نوجوانان عبد المطلب کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور روشن ستارے تھے تیرے حکم سے تیرے لشکر والوں نے ان کو ایک میدان میں اس طرح چھوڑ دیا کہ وہ سب اپنے خون میں لتھڑے تھے اور ان کے جسم کا لباس اتار لیا گیا تھا نہ ان کو کفن دیا گیا نہ دفن کئے گئے ان پر ہوائیں خاک اڑا رہی تھیں۔

(۶) تحریر الشہادتین میں (ص ۱۲۶ مطبع لکھنؤ) مولوی سلامۃ اللہ لکھتے ہیں

لیکن دریں شک نیست کہ یزید پلید آمر و راضی و مستبشر از قتل حسین بود و ہمین است مذہب مختار جمہور اہل سنت و جماعت چنانچہ در کتب معتمدہ مثل

مفتاح النجاة مرزا احمد بدخشی و مناقب السادات ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی و غیر آں از اسفار معتبرہ با شواہد و دلائل مذکور مسطور است و لہذا لعن او ملعون ببحج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کردہ اند و مختار راقم الحروف و اساتذہ صوری و معنوی ما ہمین است کہ یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسینؑ بود و مستحق لعنت ابدی و وبال و نکال سرمدی است۔

یعنی اس میں شک نہیں ہے کہ یزید پلید نے قتل حسینؑ کا حکم دیا اس پر راضی اور خوش ہوا اور یہی مذہب وہ ہے جسے جمہور اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے جیسا کہ قابل اعتماد کتابوں میں درج ہے جیسے مفتاح النجات تالیف مرزا احمد بدخشی مناقب السادات تالیف ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی از ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان از شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور اس کے علاوہ بہت سی معتبر کتابیں ہیں جن میں شواہد اور دلیلوں کے ساتھ یہ بات لکھی ہے اور اسی لئے ان حضرات نے اس پر لعنت کرنا قطعی اور روشن دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے اور مجھ راقم الحروف اور میرے صوری و معنوی ساتذہ کا بھی مسلک و مختار یہی ہے کہ یزید نے قتل حسینؑ کا حکم دیا۔ اس پر راضی رہا اور خوشنود ہوا اور وہ ابدی لعنت عذاب و وبال دائمی کا مستحق ہے۔

ممدوح تحریر الشہادتین ص ۱۲۶ میں فرماتے ہیں

"باید شنید کہ یزید علیہ ما یستحقہ چوں از قتل حسینؑ دل خوش کرد حق تعالےٰ آں را از استعبار را قطع نظر از امراض جسمانی کہ ہر چند شاق تر باشد لیکن بلحاظ سزائے

اعمالش احتمال آں سہل است ۔ بارتکاب افعال شنیعہ مبتلا کرد کہ صورت عذاب الٰہی بے شائبہ تکلف از ناصیہ آں بدمآل نمودار بود منجملہ آں تخریب مدینۂ منورہ است کہ از دست بیدادش تا سہ روز عوام و خواص سکنہ آں بلدۂ طیبہ او قتل و غارت امان نیافتند ہفتصد کس از صحابہ کشتہ شدند و خانۂ ام المومنین حضرت ام سلمہ را تاراج نمودند و تا سہ روز نمازیان مشرف بنماز در مسجد نبوی نگشتند و سگ و گربہ بر منبر حنیف در مسجد شریف جا داشتند۔ و دیگر اعمال قبیحہ کہ قلم از تحریرش بحال خود می لرزد ریزیدیاں در مسجد نبوی کہ مورد جنود ملائکہ مقدسہ بود بظہور آوردند و از آں جملہ ہتک حرمت کعبہ معظمہ کہ از سنگ منجنیق شامیاں صحن حرم محترم پر گشت و ستونہائے مسجد شکست و لباس کعبہ را سوختند و پردہ کہ بر در کعبہ کشیدہ بود آنرا ہیمہ تنور ساختند تا آنکہ روزے چند خانہ کعبہ بے لباس و اہل بیت اللہ در ایذا و ہراس ماندند و از آں جملہ است حلت و اباحت منہیات شرعیہ از قبیل زنا و لواطت و شرب خمر و تزویج برادر با خواہر و امثال آں کہ دلیل صریح بہ تائید کفر و کافری او ست و تفصیل ایں سوانح و حوادث بجائے خود مصرح است ۔

سننا چاہیے کہ یزید علیہ مایستحقہ نے جب حسینؑ کو قتل کرا کے اپنا دل خوش کر لیا تو حق تعالٰی نے اس بدبختوں کے سردار کو علاوہ امراض جسمانی کے (جو باوجود شاق تر ہونیکے بھی اس کے اعمال کی سزا کے لحاظ سے کم تھے) کچھ ایسے افعال شنیعہ میں مبتلا کیا جن سے عذاب الٰہی کی صورت اُسکے حالات کی پیشانی سے بے تکلف نمایاں تھی منجملہ ان افعال شنیعہ کے یہ تھا کہ اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کی اس کے ظلم کے

ہاتھوں تین روز تک اس بلدۂ طیبہ کے باشندہ قتل وغارت سے امان میں نہ تھے
سات سو نفر صحابہ کے مارے گئے ام المومنین ام سلمہ کے گھر کو تاراج کیا تین دن
تک نمازی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا شرف نہ حاصل کر سکے مسجد شریف میں
منبر مبارک پر کتے بلی اپنی جگہ بنائے تھے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ میں اور دوسرے
ایسے قبیح اعمال یزیدیوں کے ہاتھوں اس مسجد نبوی میں ہوئے جو مورد ملائکہ تھی
جن کو لکھتے ہوئے قلم تھراتا ہے اور منجملہ اُن افعال شنیعہ یزیدکے یہ تھا اس نے
کعبہ معظمہ کی ہتک حرمت کی شامیوں کے منجنیق سے مارے ہوئے پتھروں سے
صحن حرم محترم پُر ہو گیا تھا مسجد کے ستون ٹوٹ گئے کعبہ کی پوشش کو جلا ڈالا
جو پردہ کعبہ کے دروازہ پر پڑا ہوا تھا اُس کو تنور کا ایندھن بنا ڈالا یہاں تک
چند دن خانہ کعبہ بے پوشش اور ساکنان حرم خوف وہراس میں رہے منجملہ یزید کے
افعال شنیعہ کے یہ ہے کہ اس نے ممنوعات شرعیہ از قبیل زنا ولواطہ وشراب خواری
و بھائی بہن وغیرہ پر تصرف کو حلال ومباح قرار دیدیا تھا۔ یہ باتیں اس کے
کفر و کافری پر دلیل صریح ہیں ان سوانح اور حوادث کی تفصیل اپنے محل پر تصریح کے
ساتھ موجود ہے"

تحریر الشہادتین کی اس عبارت سے گذشتہ تنقیحات کے سلسلہ میں بھی
تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۷) مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۶۸

وجلس ذات یوم علی شرابہ وعلی یمینہ ابن زیاد وذلک
بعد قتل الحسین فاقبل علی ساقیہ فقال

اسقنی شربۃ تروی عظامی. ثم مل فاسق مثلها ابن زیادا
صاحب السر والامانۃ عندی .... ولتسدید مغنمی وجہادی

یزید ایک دن شراب نوشی کے لئے بیٹھا اس کے داہنی طرف ابن زیاد تھا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب وہ حسینؑ کو قتل کر چکا تھا وہ اپنے ساقی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا

مجھے ایسی شراب پلا جو میری ہڈیوں تک کو سیراب کر دے پھر متوجہ ہو کر ویسا ہی جام ابن زیاد کو پلا جو میرا ادارہ میرے نزدیک میرا امین ہے اور جو میری جنگ اور غنیمت کے معاملات کا درست رکھنے والا ہے۔

(۸) علامہ ابن صباغ مالکی الفصول المہمہ (ص۱۷۲) میں تصریح فرماتے ہیں

"فکتب عبید اللہ بن زیاد کتاباً الی الحسین علیہ السلام یقول فیہ اما بعد ان یزید بن معاویۃ کتب الیّ ان لا تغمض جفنک من المنام ولا تشبع بطنک من الطعام او یرجع الحسین علی حکمی او تقتلہ والسلام۔

عبید ابن زیاد نے ایک خط میں حسین علیہ السلام کو لکھا۔

اما بعد ۔ بیشک یزید بن معاویہ نے مجھے لکھا کہ تم نیند میں آنکھ نہ بند کرو اور نہ پیٹ کھانے سے بھرو جب تک حسینؑ میرے حکم کو نہ مان لیں یا پھر تم ان کو قتل کر ڈالو۔

(۹) ابن حجر کی تطہیر الجنان (برحاشیہ صواعق ص۱۳۵) میں لکھتے ہیں

"ابن زبیر نے ابن عباس کو اپنی بیعت کے لئے لکھا ابن عباس نے

انکار کیا اس سے یزید کو گمان ہوا کہ انھوں نے یہ انکار یزید کی وجہ سے کیا ہے چنانچہ یزید نے ابن عباس کو اس سلسلہ میں خط لکھا اور یہ خواہش کی کہ وہ ابن زبیر کے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں یزید ان کو اس سلسلہ میں اچھے انعامات دے گا۔

ابن عباس نے اس کا جواب لکھا اور اس کو برا بھلا کہنے میں بہت طول دیا اور یہ کہ وہ یزید کے انعامات کی امید میں ابن زبیر کی بیعت سے نہیں باز رہے ہیں اور نہ ایسا ہے کہ وہ اُسے یزید کا حق سمجھتے ہیں وہ ہرگز یزید کی طرف کسی کو دعوت نہ دیں گے۔ یزید اپنے احسانات اور حُسنِ سلوک کو ان سے اس لئے روک لے کہ وہ یعنی ابن عباس اپنی محبت و نصرت کو یزید سے روک رہے ہیں۔ پھر ابن عباس نے اپنے اُس خط میں یزید کے عیوب کو گنوایا ہے اور اُس میں یہ بھی کہا ہے کہ یزید نے حرمت آل محمدؐ کو مباح کر لیا یہاں تک کہ اس نے حسینؑ اور اُن کے بہت سے اہل بیت کو قتل کیا اور اُن کی ذریت کو قیدی بنایا اور حرمت مدینہ و مکہ معظمہ کو بھی برباد کیا یہانتک کہ بُری بُری باتوں چند روز تک قتل و غارت کے ذریعہ سے مباح کر دیا۔

(۱۰) مرزا معتمد خان مفتاح النجا (ورق ۱۱۲) میں فرماتے ہیں

اقول کان یزید فاسقا شریرا متکبرا جائرا مسرفا فی المعاصی واقبح ما وقع منه قتل الحسینؑ ثم وقعة الحرة

میں کہتا ہوں کہ یزید، فاسق، شریر، متکبر، ظالم، معاصی میں اسراف کرنیوالا تھا بدترین چیز جو اس سے واقع ہوئی وہ قتل حسینؑ اور پھر واقعہ حرہ ہے۔

(۱۱) ملا مبین فرنگی محلی وسیلة النجاۃ (ورق ۲۰۳ قلمی) میں فرماتے ہیں

"انچہ محاربان ناکسی و قساوت قلبی بامر یزید شقی ازلی بان امام همام بضعۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در روز کربلا از ندادن آب و تیر باران کردن و طفلان شیر خوار را شہید ساختن و ہتک حرمت ذریت رسول و اولاد بتول کردند دفاتر کتب معتبرہ بآں مشحون است"

بروز کربلا جنگ کرنے والوں نے یزید شقی ازلی کے حکم سے اس امام همام جگر گوشۂ رسول کے ساتھ جس ناکسی اور قساوت قلبی کا ثبوت دیا ہے کہ اُن کو پانی نہیں دیا اُن پر تیروں کی بارش کی۔ شیر خوار بچوں تک کو شہید کیا۔ اور ذریت رسول و اولاد بتول کی ہتک حرمت کی۔ کتب معتبرہ کے دفتر اُن سے پُر ہیں۔

(۱۲) غزالی سر العالمین کے مقالہ رابعہ میں جو کچھ فرماتے ہیں وہ بھی قابل لحاظ ہے اس سے خود اُن کے سابق خیالات کی رد ہوتی ہے جنھیں ہم اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر نقل کر چکے ہیں۔

طائفة تزعم ان یزید لم یکن راضیا بقتل الحسین علیہ السلام فاضرب لکم مثلا ان ملکین اقتتلا فملک احدهما الآخر فتراہ بقتلہ العسکر علی خبر اخفیاء رضا صاحبها الا غلطاً ومثل الحسین لا یحتمل حالہ الغلیظۃ لما جری من القتل والعطش والسبی وحمل الراس اجماعاً من جماهیر المفسرین

ایک جماعت کا خیال ہے کہ یزید قتل حسین علیہ السلام پر راضی نہ تھا میں تم سے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ دو بادشاہ آپس میں لڑے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر غالب آگیا۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مغلوب بادشاہ کو لشکر اپنے مالک کی رضامندی کے

بغیر قتل کر دے گا، عمداً تو ایسا ہو نہیں ہو سکتا ہے ہاں غلطی سے اس کا امکان ہے لیکن حسین ع کے معاملہ میں غلطی کا بھی احتمال نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کو قتل کیا گیا پیاسا رکھا گیا، ان کے حرم کو اسیر کیا گیا، سر نیزہ پر بلند کر کے بھیجا گیا ان سب باتوں پر جمہور مفسرین کا اجماع قائم ہے (یعنے یہ سب باتیں غلطی سے کیسی ہو سکتی ہیں)۔

(۱۳) مقتل خوارزمی صہ ۶۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ امام حسین ع کے اسیر فرزند یزید کو یوں فہمائش فرما دیتے ہیں "ثم قال علی بن الحسین ویلک یا یزید انک لو تدری ماذا صنعت وما الذی ارتکبت من ابی و اھل بیتی و عمومتی اذن لھربت الجبال و افترشت الرمال و دعوت بالویل والثبور ایکون راس ابی الحسین منصوبا علی باب مدینتکم وھو ودیعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فیکم فابشر یا یزید بالخزی والندامۃ اذا جمع الناس یوم القیامۃ۔

پھر علی ع بن الحسین ع نے فرمایا وائے ہو تیرے لئے اے یزید کاش تجھکو احساس ہوتا کہ تونے کیا کیا؟ اور یہ کہ میرے بابا میرے اہلبیت اور میرے چچاؤں کے ساتھ تونے کن کن باتوں کا ارتکاب کیا۔ پھر تو پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتا اور بجائے فرش کے ریگ صحرا کو بچھونا بناتا اور وا ویلا وا ثبوراہ کہہ کر فریاد کرتا، کیا میرے بابا حسین ع کا سر اقدس تیرے شہر کے دروازے پر لٹکا رہے؟ حالانکہ وہ رسول خدا کی ودیعت تھے۔ اے یزید جب لوگ کل قیامت میں جمع کئے جائیں گے تو تجھکو اس دن رسوائی اور ندامت مبارک ہو۔

(۱۴) اسی کتاب کے صہ ۷۱ پر جہاں ذکر ہے کہ اثنائے خطبۂ امام زین العابدین علیہ السلام میں موذن سے اذان شروع کرا دی گئی۔ امام کے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔

فلما قال (الموذن) اشھد ان محمدا رسول اللہ التفت علی من اعلی المنبر الی یزید۔ وقال یا یزید محمد ھذا جدی ام جدک فان زعمت انہ جدک کذبت وان قلت انہ جدی فلم قتلت عترتہ۔

جب موذن نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد خدا کے رسول ہیں تو علی بن الحسین منبر پر سے یزید کی طرف مڑے اور فرمایا اے یزید یہ محمد تیرے دادا ہیں کہ میرے دادا ہیں اگر تو نے اپنے دادا کہا تو تو جھوٹ بولا اور اگر تو نے اُن کو میرا دادا کہا تو پھر بتا کہ تو نے ان کی عترت کو کیوں قتل کیا؟!

(۱۵) اسی کتاب صفحہ ۶۵ پر جناب زینب کا جو احتجاج دربار یزید میں لکھا ہے اس میں صاف الفاظ میں یزید پر ذمہ داری عاید کی گئی ہے آپ اپنے خطبہ کے ضمن میں فرماتی ہیں۔

"ولتردن علی رسول اللہ بما تحملت من سفک دماء ذریتہ وانتھاک حرمتہ فی لحمہ وعترتہ"

اے یزید ضرور تو رسول خدا کی خدمت میں (بروز قیامت) اس بوجھ کو لیکر وارد ہوگا جو تو نے اُن کی ذریت کا خون بہا کر اور اُن کی عترت کی ھتک حرمت کرکے لادا ہے!!

(۱۶) اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۳ میں ابن عباس کا خیال حسب ذیل الفاظ میں کورہ

ذکر ابو الحسن السلامی البیھقی فی تاریخہ عن ابن عباس انہ قال ما یمھل اللہ یزید بعد قتل الحسین وانہ قال سبب زوال اللہ دولۃ عن یزید بن معاویہ واللہ قتل الحسین۔

ابوالحسن سلامی بیہقی اپنی تاریخ میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا کہ خدا یزید کو قتل حسینؑ کے بعد مہلت نہ دے گا اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم یزید بن معاویہ کی سلطنت کے زوال کا سبب یہ ہے کہ اس نے حسینؑ کو قتل کیا۔

(۱۷) اسی کتاب کے ص ۱۷۹ میں عبداللہ ابن عمر نے یزید کو جو خط لکھا ہے وہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔ جب ابن زیاد نے مختار کو قید کیا ہے خط اس وقت لکھا گیا ہے

"اما بعد افما رضیت بان قتلت اهل بیت نبیک حتی ولیت علی المسلمین من یسب اهل بیت نبینا ویقع فیهم علی المنبر عبر علیه ابن عفیف فقتله ثم عبر علیه المختار فشجه وقیده

اما بعد۔ کیا تو اتنے پر راضی نہیں ہوا کہ تو نے اپنے نبی کے اہلبیت کو قتل کر ڈالا اور اب تو نے مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بنا دیا ہے جو ہمارے نبی کے اہل بیت کو سب و شتم کرتا ہے اور بر سر منبر ان کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے۔ اس کی طرف سے ابن عفیف کا گذر ہوا تو ان کو قتل کر ڈالا پھر مختار کا گذر ہوا تو ان کو زخمی کر کے قید کر ڈالا۔

(۱۸) ص ۲۳۵ پر سفیر شاہ روم کا خطاب یزید سے مذکور ہے۔" وانتم تقتلون ابن بنت رسول اللہ وما بینه وبن رسول اللہ الا ام واحدہ"

اور تم لوگ رسولؐ کے نواسہ کو قتل کرتے ہو حالانکہ اس کے اور رسول کے درمیان فقط ایک ماں کا فاصلہ ہے

(۱۹) کمال الدین دمیری حیواۃ الحیوان ج ۱ ص ۱۰۶ میں واقعات کربلا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں " وکان امیر الجیش عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ من قبل یزید بن معویہ"

"لشکر کا سردار عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ تھا یزید بن معویہ کی جانب سے"۔
پھر لکھتے ہیں۔ "ثم ان عبید اللہ بن زیاد جھز علی بن الحسین ومن کان
مع الحسین من حرمہ بعد ما اعتمدوا ما اعتمدوا من سبی الحریم وقتل الذراری
مما تقشعر من ذکرہ الابدان وترتعد منہ المفاصل الی الیغیض
یزید بن معویۃ وھو یومئذ بدمشق"
پھر عبید اللہ بن زیاد نے جب کہ اس نے جو کرنا تھا وکر لیا جسے یاد کر کے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہیں اور جوڑ بند کانپتے ہیں، یعنی حریم کو اسیر کیا بچوں کو قتل کیا تو علی
بن الحسینؑ کو حرم حسینی کے ہمراہ یزید بغیض کے پاس بھیجا جو اس موقع پر دمشق میں تھا
(۲۰) شاہ عبد العزیز دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ ص ۲۹۷ میں لکھتے ہیں۔
"پس معلوم شد کہ آزردگی با معصوم نیز دو قسم می باشد یکے آنکہ از راہ تعصب
و عداوت بود چنانچہ یزید خبیث را با اہل بیت اطہار بود"
یعنی معلوم ہوا کہ معصوم سے خفگی کی بھی دو قسمیں ہیں ان میں ایک قسم یہ ہے کہ آزردگی
تعصب و عداوت کی وجہ سے ہو جیسے کہ یزید خبیث کو اہل بیت اطہار کے ساتھ تھی
اس عبارت میں تصریح ہے کہ یزید کو اہل بیت طاہرینؑ سے عداوت تھی۔ عداوت
اہل بیت کا انجام کیا ہے؟ اسے بھی مسلمانوں کی کتابوں میں دیکھ لیجئے۔
دوسری جلد صفحہ ۱۲ تحفۂ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب نے امام کے قتل کی ذمہ داری صاف
لفظوں میں یزید پر عاید کی ہے فرماتے ہیں۔
"چوں اشقیائے شام و عراق بگفتۂ یزید پلید و بتحریص رئیس اہل عناد ابن زیاد
امام ہمام را در کربلا شہید ساختند"
یعنی اشقیائے شام و عراق نے یزید پلید کے کہنے کے مطابق اور رئیس اہل عناد
ابن زیاد کی تحریص و ترغیب سے امام ہمام کو کربلا میں شہید کر ڈالا۔

(۲۱) صواعق محرقہ ص۱۱۹ " ولما انزل ابن زیاد راس الحسین وصحابہ جهزها مع سبایا آل الحسین الی یزید فلما وصلت الیہ قیل انہ ترحم علیہ وتنکر لابن زیاد وارسل براسہ وبقیۃ بنیہ الی المدینۃ وقال سبط ابن الجوزی وغیرہ المشهور انہ جمع اهل الشام وجعل ینکت الراس بالخیزران وجمع بانہ اظهر الاول واخفی الثانی بقرینۃ انہ بالغ فی رفعۃ ابن زیاد حتی ادخلہ علی نسائہ "

ابن حجر مکی صواعق میں تحریر فرماتے ہیں. جب ابن زیاد کے پاس حسینؑ اور ان کے اصحاب کے سر لائے گئے تو اس نے وہ سر اسیران آل حسینؑ کے ساتھ یزید کے پاس بھیجے جب یزید کے پاس پہونچ گئے تو کہا گیا ہے کہ اس نے حسینؑ پر ترحم کا اظہار کیا اور ابن زیاد کی جانب سے متغیر ہو گیا اور اس نے حسینؑ کے سر کو ان کے باقی بچوں کے ساتھ مدینہ بھیج دیا لیکن سبط ابن جوزی اور ان کے علاوہ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ یزید نے تمام اہل شام کو جمع کیا اور سر مبارک حسینؑ کے ساتھ چوب خیزران سے بے ادبی کرنے لگا. ابن حجر کہتے ہیں کہ ان دونوں باتوں کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ یزید نے پہلی بات یعنی اظہار ترحم وغیرہ تو ظاہر میں دکھانے کے لئے) کیا اور مخفی طور پر دوسرا طریقہ اختیار کیا یعنی سر مبارک سے بے ادبی وغیرہ کی اور اس بات کا قرینہ یہ ہے کہ اس نے ابن زیاد کا مرتبہ بلند کرنے میں بہت مبالغہ کیا یہاں تک کہ اسے اپنی عورتوں تک کے پاس لے گیا.

دیار بکری تاریخ الخمیس جلد ۲ ص۳۰۱ میں کہتے ہیں.

" ان اکابر اهل المدینۃ نقضوا بیعۃ یزید لسوء سیرتہ

وقیل کان یشرب الخمر وابغضوه لما جری من قتل الحسین ؑ "

اکابر اہل مدینہ نے یزید کی بیعت اس لئے توڑ دی کہ وہ بدکردار تھا اور کہا گیا ہے کہ شراب پیتا تھا اور اکابر اہل مدینہ کو یزید سے ماجرائے قتل حسین ؑ کی وجہ سے بغض ہو گیا۔

(۲۳) شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب مناقب السادات بہت مشہور ہے۔ اکثر علمائے اہل سنت اس کے حوالے دیا کرتے ہیں انھوں نے اپنی کتاب کا آخری باب کفر یزید پر لکھا ہے۔ اس باب میں قتل امام حسین ؑ کی ذمہ داری بھی یزید پر عاید کی ہے مناقب السادات نسخہ قلمی کے بعض عبارات کا ترجمہ ملاحظہ ہو

سوال:۔ جب یزید باغی تھا تو اس پر لعنت کیوں نہیں کی جاتی ؟

جواب:۔ تشریح میں ہے کہ یزید باغی تھا جس نے زبردستی حکومت پر قبضہ کیا تھا اور وہ امام پر خروج کرنے والا تھا امام پر خروج ہر مذہب میں حرام ہے یزید نے امام حسین علیہ السلام پر خروج کیا اس امر میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اسی نے حضرت کو قتل کیا۔

سوال:۔ یزید کو قاتل امام حسین ؑ کہیں یا نہ کہیں ؟

جواب:۔ آثار التنزیل میں وارد ہے کہ یزید ایک ایسے شخص کا نام ہے جس نے زبردستی تسلط حاصل کر لیا تھا کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے تو ابن عباس نے یزید کو لکھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ عترت رسول کے قتل کے بعد خدا زیادہ عرصہ تک ملک کو تیرے قبضہ میں نہ رکھے گا اور تجھے سختی سے اپنی گرفت میں لے گا۔ تجھے دنیا سے یوں اٹھائے گا کہ تو گنہگار اور نا شکر گذار ہو گا خدا تیرا برا کرے جب تک

تیرا دل چاہے زندگی گذارے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "متواتر اخبار و احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے بارہا ارشاد فرمایا کہ معاویہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام یزید ہوگا اس کے ہاتھوں میرے فرزند کو تکلیفیں پہونچیں گی۔

دوسری جگہ پھر حسب ذیل سوال و جواب تحریر فرماتے ہیں۔

سوال — چونکہ یزید امام حسین علیہ السلام کے پاس موجود نہ تھا اس لئے اس کو حضرت کا قاتل کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

جواب — فوج جو کام کرتی ہے وہ اپنے امیر کے حکم اور رضامندی سے انجام دیتی ہے اس کے افعال کی نسبت حاکم اور امیر کی جانب دی جاتی ہے۔ اگر لشکر کسی قلعہ کو یا دوسرے لشکر کو فتح کرتا ہے تو عرف میں اسی حاکم اور امیر کی طرف اس فتح کی نسبت دی جاتی ہے چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شہر اور فلاں حصہ زمین کو فلاں بادشاہ یا حاکم نے فتح کیا چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ سکندر نے دارا کو قتل کیا فرعون نے عرب و عجم پر قبضہ کر لیا تھا۔ حالانکہ ان امور کو ان کے امراء نے انجام دیا تھا اور بذات خود سکندر نے ایسا نہیں کیا تھا یہ امر بالکل واضح اور ظاہر ہے محتاج بیان نہیں یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ امیر اس کی طرح ہے جو امیر بنائے، نائب اس کے مثل ہے جو اسے نائب بنائے۔ امراء سے ان کی رعیت کے متعلق بھی باز پرس ہوگی چنانچہ اس اضافت و نسبت سے یہ بات متحقق ہوگئی کہ یزید نے ہی امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا اور وہ اس پر راضی اور خوشنود تھا۔

سوال :- قتل امام حسینؑ سے یزید کی خوشنودی بقرینہ اضافت ثابت ہوتی ہے لیکن کیا کھلم کھلا بھی اس کی رضامندی ثابت ہے

جواب :- ہاں صراحت کے ساتھ بھی ثابت ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ کتاب دستور الحقائق میں ہے کہ لوگوں نے یزید کے متعلق اختلاف کیا ہے لیکن قول معتمد یہی ہے کہ وہ امام حسینؑ سے جنگ پر راضی تھا اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا آپ کے سر مبارک اور اہلبیت کی طرح طرح سے اہانت کی جس طرح کتب مناقب میں یہ واقعات درج ہیں اسی طرح کتب کلام و عقائد میں بھی ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کو قتل کیا۔

(۲۴) ہماری اس کتاب کے صفحہ ۱۵ میں ابن خلدون کے مقدمہ (صفحہ ۱۸۴) کی عبارت کا ترجمہ ایک دفعہ اور پڑھ لیجئے اس میں حسب ذیل عبارت ہے جس میں تسلیم کیا گیا ہے کہ امام حسین سے یزید نے جنگ کی (ترجمہ عبارت مقدمہ ابن خلدون)

"لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ یزید کے ہمراہ ہو کر حسینؑ سے جنگ کرنا ان لوگوں کے لئے جائز نہ تھا اور نہ خود یزید کے لئے جائز تھا بلکہ اس کا یہ اقدام تو اس کے ایسے افعال میں سے تھا جو اس کے فسق کو اور قوی کرتے ہیں اور حسینؑ اس معاملہ میں شہید اور مستحق ثواب ہیں اور وہ حق پر تھے اور اجتہاد پر تھے"

اسی صفحہ میں انھوں نے یہ بھی تصریح کی ہے

ان سے (حسینؑ سے) جنگ تو صرف یزید اور اس کے ساتھیوں نے کی

(۲۵) ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ صفحہ ۲۰۰ میں جو کچھ لکھا ہے اس سے بھی یزید پر اس واقعہ کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ ہماری کتاب کے صفحہ ۱۷ پر اس کا ترجمہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے یہاں پر چند الفاظ نقل کئے جاتے ہیں وہ فرماتے ہیں

"کہا گیا ہے کہ تعجب ہو اور بہت تعجب ہے کہ یزید نے حسینؑ کے دندان (مبارک) پر

تازیانہ مارا اور آلِ نبی کو اونٹوں کے پالانوں پر رسیوں میں بندھا ہوا بٹھایا جب کہ عورتوں کے چہرے اور سر کھلے ہوئے تھے۔ اس کے بعد خود ہی تبصرہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یزید فسق کے قبائح میں مبتلا ہو کر تقویٰ کے قیود سے آزادی کی اس منزل پر پہونچا ہوا تھا کہ ان تمام قبائح کے صدور کو زیادہ نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ احمد بن حنبل تو اس کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم و ورع دونوں اس فیصلہ کے لئے کافی ہیں کہ انھوں نے یہ فتویٰ اُن کھلم کھلا واقعات کی وجہ سے دیا ہے جو اس کے کفر کو واضح کرتے ہیں اسی کتاب (ص۲۰۲) میں ایک شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"شاعر رسولؐ خدا سے خطاب کرتا ہے کہ آپ کے عہد و پیمان کا آپکے دونوں نواسوں کے متعلق نہ مرؤس یعنی رعیت نے کوئی لحاظ کیا اور نہ رؤسا یعنے حکام نے بلکہ انھوں نے آپ کے پیمان میں خیانت کی یعنی اُسے توڑ ڈالا ——— پھر فرماتے ہیں

رؤسا سے وہ ظالم، طاغی اور متمرد مراد ہیں جن کا لوگوں نے اتباع کیا جیسے یزید کیونکہ وہ رسولؐ کے دونوں نواسوں کے قتل کا سبب بنا لیکن وہ دونوں شہادت عظمیٰ پر فائز ہوئے اور یزید سزا اور رسوائی دنیا و آخرت ہوا۔

(۲۶) ہماری کتاب کے ص۳۲ میں شرح عقائد نسفی کی عبارت کا ترجمہ لکھا جا چکا، اس میں بھی یزید کو قتل امام کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ یہاں پھر بہ ضرورت اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

"حق یہ ہے کہ قتل حسینؑ پر یزید کی رضا مندی اور اُس سے اُس کا خوشنود ہونا اور اہل بیت نبیؐ کی اہانت کرنا ایسی چیزیں ہیں جن پر تواتر معنوی قائم ہے"۔

(۲۷) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری از علامہ قسطلانی جلد دہم ص۱۲۴ کی

عبارت بھی اس معاملہ میں سند ہے انھوں نے علامہ تفتازانی کے ارشاد کو بھی دہرادیا ہے ہماری کتاب کے ص۳۳ میں ملاحظہ فرمالیجئے۔

(۲۸) شیخ شبراوی شافعی کی کتاب الاتحاف بحب الاشراف سے مفصل بیان ص۴۵ میں نقل کیا جا چکا۔ اسی میں اُن کا یہ ارشاد بھی ہے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید کی شقاوت پر قضائے الٰہی نے مہر تصدیق ثبت کردی تھی وہ اہل بیت شریف کو اذیت دینے کا درپے ہوا اپنا لشکر قتل حسینؑ کے لئے بھیجا انھیں قتل کیا ان کے اہل حرم اور بچوں کو اسیر کیا حالانکہ وہ لوگ اس وقت تمام روئے زمین پر بسنے والوں سے زیادہ باعزت تھے اس کے پہلے وہ امام حسنؑ کو زہر دینے کی سازش کرچکا تھا (الاتحاف ص۴۵)

"سر مبارک دمشق پہونچا ایک طشت میں یزید کے سامنے رکھا گیا اس نے تازیانہ سے دندان مبارک سے بے ادبی کرنا شروع کی۔ تین دن دمشق میں سر لٹکایا گیا یزید نے ابن زیاد کے کارنامہ کا شکریہ ادا کیا اس کی تعظیم اور العزت میں بڑا مبالغہ کیا، یہاں تک کہ ابن زیاد کی آمد و رفت یزید کی عورتوں تک ہونے لگی۔ (الاتحاف ص۱۷)

(۲۹) علامہ جاحظ کے رسالہ بنی امیہ کا بھی مفصل بیان گزر چکا ہے اس میں یہ بھی ہے

"پھر وہ جو معاویہ کے بیٹے کی جانب سے ظاہر ہوا اور اُس کے عمال اور مددگاروں کی جانب سے کہ انھوں نے مکہ پر چڑھائی کی خانہ کعبہ پر پتھر مارے حرم مدینہ کو تاراج کیا، حسینؑ کو اُن کے اکثر اہل بیت کے ساتھ قتل کیا جو تاریکیوں کے چراغ اور اوتادِ اسلام تھے حالانکہ حسینؑ نے اپنی جانب سے مواقع دیئے تھے کہ وہ اپنے ساتھ والوں کو متفرق کردینگے اور اپنے گھر اور اپنے حرم واپس چلے جائیں گے یا کسی ایسی سرزمین پر چلے جائیں گے جہاں سے

ان کی خبر نہ معلوم ہو سکے یا ایسی جگہ قیام کریں گے جہاں ان کو حکم دیا جائے گا لیکن اُن لوگوں نے ان میں سے کسی بات کو ماننے سے انکار کر دیا بس یہی کہا گیا کہ اُن کو یا تو قتل کر ڈالیں گے یا اُن کے تمام احکام مان لیں — ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ خود ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا جائے یا ان کو ان کے دشمن کے حوالہ کر دیا جائے اور ان کے معاملہ میں ایسے شخص کو باختیار کر دیا جائے جس کی پیاس بغیر اُن کا خون پیئے نہ بجھے" دوسری جگہ فرماتے ہیں

"اچھا تم یہی خیال کر لو کہ اس کی طرف جن ایسے اشعار کی نسبت دی گئی ہے جن کا کہنے والا مشرک اور جن کو بطور مثل پڑھنے والا کافر ہے۔ یہ سب غلط اور بنائی بات ہے لیکن تم اس واقعہ کو کیا کرو گے کہ اس نے حسینؑ کے دندان (مبارک) پر چھڑی ماری اور دختران رسولؐ کو سر برہنہ شتران سرکش بے کجاوا پر سوار کروایا.....

بتاؤ جبکہ ان کو قتل کر کے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر چکے تھے اور ان کے متعلق اپنی دلی مرادیں پا چکے تھے تو پھر یہ سختی اور سنگدلی کاہے کی دلیل ہے کیا یہ سب نصب (کھلی ہوئی عداوت اہل بیت) بدرائی، دشمنی، بغض اور نفاق اور بکتے یقین اور ناقص ایمان کی دلیل نہیں ہے"!

(منقول از کتاب عصر المامون جلد سوم ص۷۳)

(۴۰) شیخ سبھانی نے الشرف المؤبد میں جو افادہ فرمایا ہے وہ ہماری کتاب کے ص۵۶ پر گذرا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں۔

ابن جوزی سے سوال کیا گیا کہ یزید کیلئے کیسے کہا جاتا ہے کہ وہ حسینؑ کا قاتل ہو حالانکہ وہ اس وقت شام میں تھا جبکہ قتل کربلا میں واقع ہوا۔ تو انھوں نے جواب میں ایک شعر پڑھا۔

سهم اصاب ورامیه بذی اسلم   من بالعراق لقد ابعدت مرماك

تیر انداز مقام ذی سلم میں تھا لیکن تیر اس پر جا کر لگا جو عراق میں تھا۔ اے تیر انداز کتنے دور پر نشانہ لگایا ـــــ

(۳۱) ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کی عبارت جو اس کتاب کے صفحہ ۶۰ پر ہی ملاحظہ فرمائیے۔ ابن تیمیہ نے یزید کی بہت طرفداری کی ہے لیکن اس کا انکار نہیں کیا ہے کہ وہ امام کا قاتل ہے زیادہ سے زیادہ توبہ وغیرہ کے ذریعہ سے اس کے دامن کے دھبوں کو دھونے کی ناکام کوشش کی ہے۔

(۳۲) مولانا عبد الحئ فرنگی محلی بھی علامہ تفتازانی کے ہم خیال ہیں کہ یزید کی رضامندی قتل حسینؑ پر معنًا متواتر ہے۔

ملاحظہ کیجئے مجموعہ فتاوائے مولانا عبد الحئ جلد سوم صـ ۸

(۳۳) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بغیۃ الرائد صـ ۹۸ میں فرماتے ہیں "امام احمد اور ان کے امثال نے اور ابن جوزی نے یزید پر لعنت کو سلف صالحین سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ قتل حسینؑ کا حکم دیکے کافر ہو گیا ـــــ

(۳۴) علامہ سبط ابن جوزی کا بیان بھی اس سلسلہ میں ملاحظہ کے قابل ہے اس کے لئے ہماری کتاب صـ ۳۸ دیکھئے۔

(۳۵) علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں آیہ "فہل عسیتم" کی تفسیر میں جو کچھ تحریر فرماتے ہیں اسے ہم لکھ چکے ہیں اس میں فرمایا ہے۔

"یزید نے جو کچھ کیا اس سے بڑھ کر کون سا فساد اور قطع رحم ہو سکتا ہے اسکے بعد فرماتے ہیں" ہم اس کی لعنت کے جائز ہونے میں توقف نہیں کرتے اسی طرح

ابن زیاد اور ابن سعد اور اس کی جماعت پر لعنت کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں ہے یہ سب یزید سے ملحق ہو گئے۔

(۳۶) ہماری کتاب کا صفحہ ملاحظہ ہو اس میں معتضد باللہ خلیفہ عباسی کے فرمان کا اقتباس تاریخ طبری سے نقل کیا ہے اسے پھر سے پڑھیے اس میں یزید کے لئے صاف الفاظ موجود ہیں

"اس نے فرزند علیؑ و فاطمہؑ بنت رسول خدا حسینؑ کے خون کو بہایا۔ باوجود اس خصوصیت کے جوان کو رسولؐ خدا سے تھی اور جو محل انھیں حاصل تھا اور دین وفضل کے لحاظ سے جو اُن کی منزلت تھی اور باوجودیکہ رسولؐ خدا نے حسینؑ اور ان کے بھائی کیلئے گواہی دی تھی کہ وہ جوانان جنت کے سردار ہیں اس کا یہ فعل خدا پر جرأت تھا اس کے دین سے کفر تھا اور رسولؐ خدا کی عداوت سے تھا اور اس طرح اس نے عترت رسولؐ سے جنگ کی رسولؐ کی حرمت برباد کیا اس بے باکی سے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ انھیں اور ان کے اہل بیت کو قتل نہیں کفار ترک و دیلم کی کسی قوم کو قتل کر رہا ہے" یہ فرمان طبری کے علاوہ تاریخ کامل، تاریخ خمیس، تاریخ الخلفاء وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ یہ گواہی بہت اہم ہے

(۳۷) اہمیت کے لحاظ سے معتضد عباسی کے بیان سے بھی بڑھ کر ایک دوسرے خلیفۃ المسلمین کا بیان ہے یعنی خود یزید کے نور نظر جناب معویہ بن یزید کا وہ خطبہ جو انھوں نے خلافت کے بعد بھرے مجمع میں پڑھا اور جس میں کھلم کھلا اپنے باپ کی زیادتیوں کو گنوایا ہے ہم صفحہ پر اس بیان کو حیواۃ الحیوان وغیرہ سے نقل کر چکے ہیں۔ اس بیان میں وہ فرماتے ہیں "پھر خلافت یزید کی طرف منتقل

ہوئی جو میرا باپ تھا اس نے اس امر کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا ان کے باپ کی یہی دلی خواہش تھی میرا باپ اپنی بد عملی اور اسراف علی النفس کی وجہ سے امت محمدیہ پہ حکومت کرنے کا اہل نہ تھا وہ اپنی خواہشات کے مرکب پر سوار ہوا اپنی خطا کو حسین سمجھا اور جو اقدام اسے کرنا تھے وہ کئے اس نے خدا کے خلاف جراءت کی اور ان سے بغاوت کی جن کی حرمت کو اس نے حلال سمجھ لیا تھا۔ یعنی اولاد رسول سے اس کے نتیجہ میں اس کی مدت عمر کم ہو گئی اس کے آثار ختم ہو گئے اور وہ اپنے عمل کے ساتھ قبر میں لیٹ رہا اپنی خطاؤں کے ہاتھوں رہین ہو کر اور اس کا وزر و وبال اس کا انجام بد باقی رہ گیا"

اس بیان میں صراحت ہے کہ یزید نے جو اقدام کرنا تھے وہ کئے اس نے خدا کے خلاف جرأت کی اور اولاد رسول کی حرمت کو حلال سمجھ لیا۔

صاحب صواعق محرقہ (صلا ۱۳۴) نے جن الفاظ میں معویہ بن یزید کے خطبہ کو لکھا ہے انھوں نے بالکل صاف اور صریحی طور پہ یہ بات کہی ہے کہ یزید نے عترت رسول کو قتل کیا الفاظ مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

"ثم قلد ابی الامر وکان غیر اھل له ونازع ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقصف عمره وانبتر عقبه وصار فی قبره رھینا بذنوبه ثم بکی وقال من اعظم الامور علینا علمنا بسوء مصرعه وبئس منقلبه وقد قتل عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم واباح الخمر وخرب الکعبه"

پھر میرے باپ کی گردن میں امر خلافت کا قلادہ ڈالا گیا وہ اس کا اہل نہ تھا

اس نے نواسۂ رسول سے نزاع کی جس کے نتیجہ میں اس کی عمر کاٹ دی گئی اور اسکی نسل قطع ہوگئی، وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کے ہاتھوں رہن ہوگیا۔ پھر وہ رونے لگا۔ اور کہنے لگا ہم کو سب سے زیادہ جس بات کی تکلیف ہے وہ یہ ہو کہ ہمیں معلوم ہے کہ یزید کا انجام بُرا ہوا۔ اور اُس نے عترت رسول کو قتل کیا شراب کو جائز کر دیا کعبہ خراب کیا۔

اب اس گواہی سے زیادہ اور نزدیک کی کونسی گواہی ہو سکتی ہے۔ باپ کے افعال کا علم بیٹے سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے۔ یہ خون ناحق کا اثر تھا اور حق کی طاقت تھی کہ بیٹا اور نہ صرف بیٹا بلکہ اپنے باپ کے تخت و تاج کا بلا شرکت غیرے وارث بیٹا اور عامۃ المسلمین کا خلیفہ اپنے باپ کے خلاف اور اپنے اس دادا کے خلاف اظہار رائے کر رہا ہے جس نے اپنی نسل میں تاج حکومت کو باقی رکھنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے تھے اور جس کے ورثہ میں معاویہ بن یزید کو یہ تاج ملا تھا۔ مگر وہ تخت و تاج کو ٹھکراتا ہے۔ حق کا اعلان کرتا ہے اور اپنے بزرگوں کے انجام بد کا مرثیہ پڑھ پڑھ کے خون کے آنسو بہاتا ہے۔

(۳۸) ابن زیاد کی گواہی کہ یزید نے ہم کو حکم دیا تھا پہلے گذر چکی ہے اب اس کی گواہی بھی سن لیجئے جس نے اس امر کا اقدام کیا تھا اور امامؑ کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے تھے۔

میزان الاعتدال ذھبی ج ا صفحہ میں حسب ذیل روایت ہے

روی ابوبکر عیاش عن ابی اسحٰق قال کان معنا شمر یصلی ثم یقول اللھم انک تعلم انی شریف فاغفرلی قلت کیف یغفرلک

وانت اعنت علی قتل ابن رسول اللہ قال ویحک کیف نصنع ان امرائنا ھولاء امرونا بامر فلم نخالفھم ولو خالفنا کنا شرا من ھذہ الحمر السقاۃ۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ شمر بھی نماز پڑھ رہا تھا نماز کے بعد اُس نے اس طرح دعا کی خدایا، تو جانتا ہے کہ میں شریف ہوں (معاذ اللہ) لہٰذا تو مجھے بخش دے (اس کی یہ دعا سن کر) میں نے کہا کہ خدا تجھے کیسے بخش سکتا ہے حالانکہ تو نے فرزند رسُول کے قتل میں اعانت کی ہے تو شمر نے کہا تجھ پر وائے ہو ہم کیا کرتے ہمارے ان امیروں نے ہم کو حکم دیا اور ہم نے ان کی مخالفت نہیں کی اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو یہ جو پانی لادنے والے گدھے ہیں ہم ان سے بھی بدتر ہو جاتے۔

ایسے ہی لوگ جو جان بوجھ کر دنیا کے ہاتھوں دین کو بیچ ڈالتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

پسر سعد کو کربلا کی فوج کا سردار بنایا گیا تھا۔ تاریخیں بتاتی ہیں کہ حکومت رے کا پروانہ اس لڑائی کو فتح کرنے پر منحصر کیا گیا تھا کیا ابن زیاد میں تنہا اتنی طاقت تھی کہ وہ کسی کو رے کا حاکم بنا کر بھیج دے ظاہر ہے کہ خلیفۂ وقت کی مرضی حاصل کئے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا۔

آخر بحث میں ایک اور نیا حوالہ پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

الاتحاف صـ ۶۶ میں بعض ثقات سے نقل کیا ہے " ثم قال لا شک عاقل ان یزید بن معویہ ھو القاتل للحسین رضی اللہ عنہ لانہ الذی ندب عبید اللہ بن زیاد لقتل الحسین"

یعنی پھر وہ کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی صاحب عقل کو شک نہیں ہو سکتا کہ یزید بن معویہ ہی حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے کیونکہ وہی وہ ہے جس نے عبیداللہ بن زیاد کو قتل حسینؑ کے لئے نامزد کیا۔

مختصر یہ ہے کہ خون ناحق حسینؑ مظلوم کے دھبے قبائے خلافت یزید سے چھڑانے کی کوشش بے سود ہے، اہل اسلام کی تاریخیں بالاتفاق اس کو ذمہ دار قرار دیتی ہیں۔ غیر مسلم مؤرخین کی گواہیاں بھی بکثرت کتابوں کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

یہ حقائق جب پیش نظر ہو چکے تو اب اہل سنت کے مشہور حجۃ الاسلام غزالی صاحب کے خیالات احیاء العلوم سے صرف اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ آپ ان کو پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے اور ممدوح کی عقل و دانش کی داد دیجئے۔

احیاء العلوم کتاب آفات اللسان کی آفت ثامنہ جہاں لعن کا ذکر چھیڑا ہے وہاں عبارت ذیل بھی سپرد قلم فرما گئے

"فان قلت هل يجوز لعنة يزيد لكونه قاتل الحسين او آمر ابه قلت هذا لم يثبت اصلاً فلا يجوز ان يقال انه قتله، او امر به مالم يثبت فضلاً عن اللعنة لانه لا يجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال قتل ابن ملجم علياً عليه السلام وقتل ابن لولوة عمر رضى الله عنه فان ذلك ثبت متواتراً فلا يجوز ان يرمى مسلم بفسق وكفر من غير تحقيق (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۰۵)

یعنی اگر تم کہو کہ کیا یزید پر لعنت جائز ہے اس لئے کہ وہ قاتل حسینؑ ہے

یا اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل ثابت نہیں ہو لہذا یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اس نے ان کو قتل کیا یا حکم دیا جب تک ایسا ثابت نہ ہو جائے کہ اس پر لعنت کرنا کیونکہ یہ جائز نہیں ہو کہ کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کبیرہ کی بغیر تحقیق کے نسبت دی جائے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابن ملجم نے علی علیہ السلام کو قتل کیا اور ابو لوء نے عمر کو قتل کیا کیونکہ یہ بہ تواتر ثابت ہے لہذا یہ جائز نہیں ہو کہ کسی مسلمان کی جانب فسق یا کفر کی نسبت بغیر تحقیق کے دی جائے۔

نہ معلوم دنیا میں کوئی خبر متواتر کیونکر بنتی ہو اور نہ معلوم ابن ملجم کا قاتل حضرت علی علیہ السلام ہونا اور جناب ابو لولو کا قاتل عمر ہونا غزالی صاحب کی نظر میں کن ذرائع سے متواتر بنا اور وہ ذرائع یزید کے حکم قتل کو متواتر بنانے میں کیوں ناکام رہے جاتے ہیں اگر جناب والا ہر معاملہ میں اتنے محتاط تھے تو تاریخ اسلام کی کتابوں کو بالکل دریا برد کر دیئے جانے کا حکم دیا ہوتا اور پھر صدر اول کے کسی واقعہ کو جناب نے یاد نہ فرمایا ہوتا نہ تاریخ اسلام کے بیان کو قابل اعتبار جانا ہوتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جناب والا کا رویہ تمام معاملات میں تو وہی ہے جو ہونا چاہیے تاریخ پر بھی اعتبار کرتے ہیں اور کتب حدیث و سیر کی روایات پر بھی صرف یزید کے معاملہ میں آپ کے نزدیک کسی طرح تواتر نہیں قائم ہوتا۔ حالانکہ اس سلسلہ میں اسلامی کتابوں کے حوالہ ناقابل احصاء و شمار حد تک پہنچے ہوئے ہیں ہم نے اس کتاب میں صرف "مشتے نمونہ از خروارے" پر عمل کیا ہے ـــــ وجہ صاف ظاہر ہو کہ یزید تھا خلیفہ اور حسینؑ تھے فرزند رسولؐ اگر خلیفہ پر الزام قتل فرزند رسولؐ لگ جاتا ہے تو خلافت کا کچا چٹھا سامنے آتا ہے اور غور و تدبیر کرنے والوں کے لئے انتخابی خلافت کے مسئلہ پر غور کرنے کی راہیں کھلتی ہیں۔

اور حق بے نقاب ہو کر سامنے آیا جاتا ہو اسی لئے آپ نے مصائب حسین کے بیان کرنے کو بھی حرام قرار دیدیا تھا اور اسکی جو وجہ ذکر کی ہے وہ دل کے چور کا صاف پتہ دیتی ہے اور یہ بتلاتی ہے کہ آپ سب کچھ جانتے ہوئے چشم پوشی فرما رہے ہیں آپ خوب سمجھتے ہیں کہ قتل حسین کا سلسلہ صحابہ تک جاکر ختم ہوتا ہے۔ جب ہی تو آپ کہتے ہیں کہ مصائب حسین کے بیان سے بغض صحابہ پیدا ہوگا۔

واقعہ حرہ اور یزید

اس تنقیح کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ واقعہ حرہ اور اس کے ساتھ بے حرمتی خانہ کعبہ کے ایسے سنگین جرائم یزید کی طرف اس طرح منسوب ہیں کہ ان کو دور کرنے کی ناکام کوشش بھی نہیں کی جاسکی، یزید ہی کے حکم سے مسلم بن عقبہ مری نے اہل شام کا لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کی جو جو بدکاریاں ہوئیں وہ آپ جابجا اس کتاب میں پڑھ چکے اب انہیں دوہرانے کی ضرورت نہیں ان سب کا ذمہ دار یزید۔ ان تمام مظالم اور فواحش کا بوجھ اسی کی گردن پر۔ ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی ذمہ داری بھی یزید پر اس سلسلہ میں جو حرامی بچے پیدا ہوئے اس کا وزر وبال بھی اس پر سات سو اصحاب رسول کا خون اس کے حکم سے بہا۔ دیگر صدہا مسلمین مدینہ اس کے حکم سے مارے گئے۔ مسجد و منبر رسول کی بے احترامیاں اسی کی وجہ سے ہوئیں۔

یزید کا لشکر مدینہ کو تاراج کرکے مکہ روانہ ہوا راہ میں سردار لشکر مسلم بن عقبہ مر جاتا ہے یزید کے حکم سے دوسرا سردار متعین ہوتا ہے، ابن زبیر کا محاصرہ ہوتا ہے خانہ کعبہ پر پتھر مارے جاتے ہیں صحن حرم پتھروں سے پر ہو جاتا ہے، پوشش کعبہ جلتی ہے پردہ جلا ڈالا جاتا ہے۔ یہ سب واقعات تاریخ کے مسلمات میں ہیں اور ان سب میں "ہیرو" وہی معاویہ کے نور نظر ہیں۔ صاحب الاتحاف ص ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ جب

یزید بن معاویہ خلیفہ ہوا تو اہل مدینہ نے اس کی نافرمانی کی کیونکہ وہ حسین ؑ کے ہوتے ہوئے خلافت کا اہل نہ تھا یزید نے ان کے لئے ایک بڑا لشکر بھیجا جس پر مسلم بن عقبہ کو امیر بنایا اور اس کو حکم دیا کہ جب مدینہ پر قابو پا جانا تو اس کو تین دن کے لئے لشکر کے حوالہ کر دینا کہ وہ خوب خون بہائے اموال کو لوٹے اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکہ جانا ابن زبیر سے لڑنے کیلئے چنانچہ اسی حکم کے ماتحت مسلم نے تین دن لشکر کیلئے مدینہ کو مباح کر دیا جس سے تقریباً دس ہزار انسان قتل ہوئے اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی اور تقریباً ایک ہزار بے شوہر عورتوں کے حمل رہ گئے۔"

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یزید کی صفائی کی کوشش کرنیوالے اتنے سنگین جرائم سے چشم پوشی کرنے کی کیسے جسارت کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعات ہم شیعوں کی کتابوں میں ہوں تو شوق سے حسب عادت کہدیجئے کہ روافض نے گڑھی ہے مگر آپ جمہور اسلام کی کتابوں کو کیا کیجئے گا دو چار کتابیں نہیں سیکڑوں کتابیں، تاریخ، حدیث، تفسیر کی اس وقت اسلامی کتب خانوں میں محفوظ ہیں جن میں یزید کے یہ بھیانک مظالم اور اسلام سوز اقدامات مذکور ہیں، معتبر علماء اسلام کے ذمہ دار قلم اُن حالات و روایات کو برابر لکھتے رہے کس کس کی تکذیب کیجئے گا کس کس حوالہ کا انکار کیجئے گا۔ اگر ان کتابوں سے دست بردار ہو جایئے گا تو پھر اسلامی مکتبہ میں خاک اڑتی نظر آئے گی۔

اللہ اللہ یزید کی شخصیت کتنی مضبوط ہے کہ اس کے مقابلہ میں نہ ذریت رسول کوئی چیز ہے۔ نہ حرم رسول نہ حرم خدا نہ صحابہ و تابعین کا خون۔ یہ سب ہدر اور مباح اور یزید کا ایمان و اسلام اپنی جگہ محفوظ۔ اگر اسلام اسی کا نام ہو اور ایمان

اسی کو کہتے ہیں تو ایسے اسلام اور ایمان کو ہمارا دور ہی سے سلام۔

مجبوری جو کچھ ہے وہ بالکل واضح ہے۔ تنہا یزید کی ذات کا سوال نہیں ہے بلکہ اُس کے ساتھ خلافت رسول کا لیبل چسپاں ہے اور پھر رفتہ رفتہ سلسلہ کہاں سے کہاں تک جاتا ہے۔ تو پھر کھل کر کہہ دیا جائے کہ جو بھی جس طرح تخت سلطنت حاصل کرلے وہ بہرحال مفترض الطاعۃ ہے چاہے اسلام رہے یا جائے خدا کا گھر جلے رسول کا حرم تاراج ہو صحابہ کا خون بہے، ذریت رسولؐ پر مظالم کے پہاڑ توڑے جائیں اصول اسلام میں اول خلافت اور آخر خلافت۔ والسلام

قتل امام حسینؑ اور تاراجی مدینہ وغیرہ کتنے عظیم جرائم ہیں

مدینہ حرم نبوی کعبہ خدا کا گھر ان دونوں کی حرمتوں کو برباد کرنے والا ان کی اہانت کرنے والا کم سے کم کافر کہا جائے گا۔ فقط اہل مدینہ کو ڈرانے دھمکانے والے پر رسول خدا نے لعنت کی ہے چہ جائیکہ مدینہ کو تاراج کیا جائے، اہل مدینہ کی جانیں لی جائیں، ان کی آبرو پھوڑ کے ڈالے جائیں۔

صواعق محرقہ صـ۱۳۲ میں حدیث رسول ہو کہ من اخاف اہل المدینہ ظلماً اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین"

" جو کوئی بھی ظلماً اہل مدینہ کو ڈرائے خدا اس کو ڈرائے اور اس پر اللہ اور ملائکہ انسانوں سب کی لعنت ہو"

یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خائف کرنیکے حدود سے بہت آگے ہے۔ مثلاً قتل وغارت، عزت وآبرو کی بربادی، صحابہ و تابعین کی ذریت کی عصمت دری وغیرہ جب صرف خائف کرنے والے کے لئے رسول کی یہ بددعا ہے اور اس پر خدا ملائکہ اور جملہ انسانوں کی لعنت ہو تو پھر ان تمام عظیم مظالم کے ذمہ دار کا کیا درجہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ میں اتنی گنجائش نہیں کہ وہ یزید کی بدمآلی کی سچی تصویر کشی کر سکیں اور اس کی شقاوت کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کر یں۔ صرف ایک مومن کے قتل پر قرآن کریم نے جہنم کے عذاب ابدی کی

خبر دی ہے چہ جائیکہ صدہا اور ہزارہا مسلمین و مومنین کا قتل۔

جرائم یزید کے سرنامہ میں اس کی وہ عظیم جرأت و جسارت ہے جو قتل حسینؑ مظلوم کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ نہ صرف قتل بلکہ وہ مظالم جن کو لکھتے ہوئے قلم تھرتھراتا ہے اور اوراق تاریکی جن کی داستان بیان کر کے آج بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں۔

مسلمان بتائیں کہ ذریت رسولؐ پر جو مظالم توڑے گئے ان سے رسولؐ کو اذیت ہوئی یا نہیں، رسولؐ کو اذیت دینے والا اہلبیت سے بغض و عناد رکھنے والا کیسا ہے اُسے ذیل کے بیان میں پڑھئے۔

بغض و عناد اہلبیت اور ان کو اذیت پہونچانا

قرآن اور بالتواتر احادیث رسالت کے ذریعہ سے محبت اہلبیت کا وجوب ثابت ہے
بارہا آپ نے اُن سے محبت اور حُسنِ سلوک اور اُن سے تمسک کی وصیتیں فرمائیں انکی
عداوت سے ڈرایا، اگر ان باتوں کے شواہد جمع کئے جائیں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں
صدہا کتابوں میں یہ حدیثیں معتبر اسناد سے مروی ہیں اس وقت نمونہ کے طور پر
چند مختصر احادیث صواعق وغیرہ سے لکھی جاتی ہیں۔

(۱) صواعق محرقہ (۱۳۹) روی المحب الطبری حدیث لا یحبنا اہل البیت
الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی

محب الطبری نے اس حدیث کی روایت کی ہے "فرمایا کہ ہم اہلبیت کو سوائے
مومن متقی کے اور کوئی دوست نہ رکھے گا اور سوائے منافق شقی کے اور کوئی دشمن
نہ رکھے گا۔

(۲) صواعق ط۱۰۱ - اخرج البیھقی وابو الشیخ والدیلمی انہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یومن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ وتکون عترتی
احب الیہ من نفسہ وتکون اھلی احب الیہ من اھلہ وتکون ذاتی
احب الیہ من ذاتہ

بیہقی۔ ابو الشیخ۔ دیلمی سب نے روایت کی ہے کہ رسُول خدا نے فرمایا
کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اسکی

جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری عترت اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو اور میرے اہل بیت اس کے نزدیک خود اس کے اہلبیت سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری ذات اس کی نظر میں خود اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

(۳) صواعق ص ۱۳۹ اخرج الطبرانی وابوالشیخ حدیث۔ ان للہ ثلث حرمات فمن حفظھن حفظ اللہ دینہ ودنیاہ ومن لم یحفظھن لم یحفظ اللہ دینہ ولا دنیاہ قلت وما ھن قال حرمۃ الاسلام وحرمتی وحرمۃ رحمی۔

طبرانی اور ابوالشیخ نے اس حدیث کی روایت کی ہے کہ خدا کی تین حرمتیں ہیں جس نے ان کی حفاظت کی خدا اس کے دین اور دنیا کی حفاظت کریگا اور جو شخص ان حرمتوں کی حفاظت نہ کریگا خدا بھی اس کے دین دنیا کی حفاظت نہ کریگا راوی نے سوال کیا حضور وہ حرمتیں کیا کیا ہیں فرمایا ایک اسلام کی حرمت، دوسرے میری حرمت اور تیسرے میرے قرابتداروں کی حرمت۔

(۴) صواعق ص ۱۰۳ اخرج ابوالشیخ والدیلمی من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق واما لولد زنیۃ واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طھر

ابوالشیخ اور دیلمی نے روایت کی ہے رسول خدا نے ارشاد فرمایا جو میری عترت۔ انصار۔ اور عرب کا حق نہ پہچانے تو اس کا یہ فعل یا تو اس لئے ہو کہ وہ شخص منافق ہے یا وہ اولاد زنا ہے یا وہ ایسا شخص ہے کہ اس کی ماں اس وقت

حاملہ ہوئی جب کہ وہ پاک نہ تھی (یعنی بحالت حیض)

(۵) صواعق ص۱۴۳۔ لا یبغضنا الا منافق شقی۔ من ابغض احدا من اہل بیتی حرم شفاعتی، وروی احمد وغیرہ من ابغض اہل البیت فہو منافق وصح انہ قال والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار

رسول خدا کا ارشاد ہے: ہم سے بغض وہی رکھے گا جو منافق شقی ہوگا۔ جو میرے اہلبیت میں سے کسی ایک شخص کو دشمن رکھے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا، اور احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو اہل بیت کو دشمن رکھے وہ منافق ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ آپ نے فرمایا، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ہم اہلبیت سے جو بھی عداوت رکھے گا اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ خدا اس کو جہنم میں داخل کر دیگا۔

(۶) صواعق ص۱۳۸۔ ما بال اقوام یوذوننی فی نسبی وذوی رحمی ومن اذی نسبی وذوی ارحمی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ وفی اخری ما بال اقوام یوذوننی فی قرابتی الا من اذی قرابتی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تبارک وتعالی

رسول خدا نے فرمایا، کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو مجھے میرے نسب اور قرابت داروں کے سلسلہ میں اذیت دیتے ہیں حالانکہ جس نے میرے نسب اور میرے قرابت داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی اور دوسری روایت میں یوں ہے۔ کیا ہو گیا ہے کچھ لوگوں کو

جو مجھے میری قرابت کے سلسلہ میں اذیت دیتے ہیں آگاہ ہو کہ جو میرے قرابتداروں کو اذیت دیگا اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خداوند تبارک و تعالیٰ کو اذیت دی۔

(۷) صواعق ص۱۱۱ الحدیث الاول اخرج الدیلمی عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب ان ینسأ ویوخر فی اجلہ وان یمتع بما خولہ اللہ فلیخلفنی فی اھلی خلافۃ حسنۃ فمن لم یخلفنی فیھم بتر عمرہ و ورد علی یوم القیامۃ مسود اوجھہ

فضائل اہل بیت کی پہلی حدیث ــــ دیلمی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا، خدا کا غضب اس شخص پر شدید ہوگا جو مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت پہونچائے اور یہ حدیث بھی وارد ہے کہ جو یہ چاہے کہ اس کی موت میں تاخیر ہو اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمت سے فائدہ اٹھائے اسے چاہئے کہ وہ میرے بعد میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو ایسا نہ کرے گا اس کی عمر ختم کر دی جائے گی اور وہ قیامت کے دن میرے پاس اس عالم میں آئے گا کہ اس کا منھ کالا ہوگا ـــــ سابق کے تاریخی بیانات میں گذر چکا ہے کہ خدا نے یزید کو زیادہ مہلت نہیں دی اور اس کی عمر مختصر کر دی۔

(۸) صواعق ص۱۱۱ الحدیث الحادی عشر

واخرج ابن عساکر عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من آذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ

ابن عساکر روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا

کہ جو کوئی میرے ایک بال کو بھی دکھ دے گا تو اس نے مجھے دکھ پہونچایا اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

مسلمان غور کریں کہ رسول کریم کے ایک بال تک کو اذیت دینے والا خدا کو اذیت دینے والا ہے تو پھر ریحانۂ رسول فرزند علیؑ و فاطمہؑ بلکہ فرزند رسول کو قتل کرنے والے کی کیا حیثیت قرار پائے گی ایسا شخص خدا و رسول کو کتنی بڑی اذیت دینے کے جرم کا مرتکب ہو گا ـــــ حسینؑ رسول کا ایک بال نہ تھے بلکہ وہ تھے جن کے لیے آپ نے فرمایا تھا "حسینؑ منی وانا من الحسینؑ" آپ رسول کے لخت دل اور خنکی چشم تھے۔

(۹) صواعق محرقہ ص۱۰۴ صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار واخرج احمد مرفوعاً من ابغض اہل البیت فہو منافق۔

بطریق صحیح مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا، اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم اہلبیت کو جو کوئی بھی دشمن رکھے گا اس کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ خدا اس کو آتش جہنم میں داخل کر دے گا۔ اور احمد نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

اور منافقین کی جگہ قرآن مجید نے جہنم کا درک اسفل بتائی ہے۔

(۱۰) صحیح ابن ماجہ ص۱۳ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا جس نے حسنؑ وحسینؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(۱۰) اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۲ پر یہ حدیث شریف درج ہے کہ آپ نے علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سے فرمایا کہ میری اس سے بالکل صلحؑ ہے جس سے تم صلح کرو اور اس سے میں ہمہ تن جنگ ہوں جو تم سے جنگ کرے ــــ یہی حدیث صحیح ترمذی صفحہ ۲۲۷ میں زید بن ارقم سے مروی ہے۔

(۱۱) صواعق صفحہ ۱۴۳ وورد من سب اھل بیتی فانما یرتد عن الاسلام ومن آذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن آذانی فی عترتی فقد آذی اللہ ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم اواعان علیھم او سبھم۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا جو میرے اہلبیت کو برا کہے وہ اسلام سے مرتد ہو جائے گا اور جو مجھے میری عترت کے سلسلہ میں اذیت دے اس پر خدا کی لعنت اور جو مجھے میری عترت کے سلسلہ میں اذیت دے اس نے خدا کو اذیت دی۔ بیشک خدا نے جنت کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جو میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا اُن سے جنگ کرے یا اُن کے خلاف مدد کرے یا ان کو برا کہے۔

(۱۲) صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۳ پانچ قسم کے لوگوں پر میں نے لعنت کی ہے اور ہر نبی کی

ع اس حدیث میں صلح سے ویسی صلح مراد نہیں ہے۔ جس کی بعض اہل مکر نے ڈالی تھی اور کسی شرط صلح پر وفا نہ کی۔

دعا مستجاب ہوتی ہے۔

کتاب خدا میں اضافہ کرنیوالا، قضا و قدر الٰہی کی تکذیب کرنے والا، محارم الٰہی کو حلال سمجھنے والا، اور میری عترت کے معاملہ میں جو باتیں خدا نے حرام قرار دی ہیں ان کو حلال جاننے والا، اور میری سنت کو ترک کرنے والا۔

اسی کتاب کے حصۂ اول میں سید الشہداؑ کے متعلق جو آیات و احادیث لکھی گئی ہیں وہ بھی اس موقع پر پیش نظر رہیں۔ ان سب کی روشنی میں آپ یزید کے افعال پر نظر ڈالیے اور اس کے متعلق فیصلہ کیجئے۔ صرف ذریت رسولؐ کو اذیت دینا کتنا بڑا جرم ہے چہ جائیکہ انھیں قتل کرنا، اسیر کرنا۔ ان کی توہین کرنا، ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھانا۔

خدا و رسولؐ تو اہلبیت کی محبت واجب کریں اور یزید ان کو قتل کرنے کے احکام نافذ کرے۔ خدا کے احکام کے خلاف احکام دینے والے کو قرآنی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو

یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یزید کی حمایت کرنے والوں کے ایمان بالقرآن کی کیا شان ہے سورۂ مائدہ کی مسلسل تین آیتوں میں ایسے شخص کو تین لقب دیے گئے۔

(۱) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون — جو خدا کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق احکام نہ نافذ کریں وہ لوگ کافر ہیں۔

(۲) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون — جو خدا کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق احکام نہ نافذ کریں وہ لوگ ظالم ہیں۔

(۳) ومن لم یحکم بما انزل اللہ — جو خدا کے اتارے ہوئے احکام کے

فاولٰئک ھم الفاسقون   مطابق احکام نہ نافذ کریں وہ لوگ فاسق ہیں

یزید نے احکام خداوندی کے خلاف احکام قطعاً جاری کئے لہٰذا، کافر۔ ظالم

فاسق کے القاب کا بہ نص قرآنی مستحق ٹھہرا۔

آپ نے احادیث میں پڑھا کہ ذریت رسُول کو اذیت دینے والا خود رسُول کو

اذیت دینے والا ہے۔ اور رسُول کو اذیت دینے والا خدا کو اذیت دینے والا ہے

اب قرآن کریم کی زبانی خدا ور رسُول کو اذیت دینے کا انجام بھی سن لیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے

(۱) سورۂ توبہ:۔ والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم اور جو لوگ

رسول اللہ کو اذیت دیتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

(۲) والذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ

واعدّ لھم عذابا مھینا۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسُول کو اذیت دیتے ہیں ان پر خدا کی لعنت ہو

دنیا اور آخرت دونوں میں اور خدا نے ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

ان آیات کی روشنی میں قتل حسین ؑ کتنا سنگین جرم ہو گا۔ قاتل حسین ؑ ملعون بھی

ہوا اور مستحق عذاب آخرت بھی بلکہ ص۹۲ میں دیلمی اور حاکم و ذہبی کی یہ روایت بھی

لکھی جا چکی ہے کہ

جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ قاتل حسینؑ آگ کے ایک

صندوق میں ہو گا تمام اہل جہنم کو ملا کر جتنا عذاب ہو گا اس ایک اکیلے پر اتنا عذاب ہو گا۔

تو قتل کرنے والے۔ قتل کے اسباب فراہم کرنے والے۔ قتل کے احکام دینے والے، قتل پر

مجبور کرنے والے سب کا حکم اور سب کا عذاب ایک ہی ہو گا۔ اور یزید ان سب کا

سرگروہ ہے۔

کسی واقعہ کی عنداللہ عظمت کا احساس اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس کے متعلق خدا اور رسُول کی جانب سے کیا طریقہ اختیار کیا گیا انبیاء و اولیاء، علماء و اخیار ظلم و جور سے شہید ہوتے رہے لیکن کسی کے لئے خدا کی جانب سے اتنی اہمیت کا اظہار نہیں کیا گیا جتنا اظہار واقعہ امام حسینؑ کے لئے ہوا۔ شہادت کے قبل سے اسکا بار بار تذکرہ، بار بار خبر دینا، رسُول اسلام علیؑ و فاطمہؑ کا قبل از واقعہ اس کی یاد میں آنسو بہانا، بذریعہ اخبار بالغیب امت کو اس واقعہ کی خبر دینا اصحاب کو نصرت حسینؑ کا حکم دینا، بعد واقعہ ارضی و سماوی انقلابات، آسمان سے خون کی بارش، زمین سے خون ابلنا، آندھیاں چلنا، سورج کو گہن لگنا، اور اسی طرح کے دیگر انقلابات جس سے واقعہ کی عظمت نمایاں ہوتی ہے۔ ایسے نہیں جن کو نظر انداز کر دیا جائے، یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ جتنے ناحق قتل دنیا میں اس واقعہ سے قبل ہوئے تھے اُن سب سے زیادہ عظیم یہ واقعہ تھا جب ہی تو خدا کی جانب سے انقلابات ظاہر کئے گئے۔

واقعہ کے قبل کی جتنی مرتبہ خبر دی گئی اور واقعہ کے بعد جو انقلابات رونما ہوئے ان سب کو مسلمانوں کی معتبر کتابوں سے جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے انشاء اللہ اس کتاب میں کسی جگہ اس عنوان کے ماتحت معتبر حوالوں کا ایک معتد بہ حصہ پیش کر دیا جائے گا۔

کیا یزید نے توبہ کر لی تھی؟

اگر یزید نے توبہ کر لی تھی تو کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے

غزالی نے پہلے اس سے انکار کیا ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا بلکہ صراحت کی ہے کہ یہ بات بالکل ثابت نہیں ہے اور پھر جب ان کے ضمیر نے ٹھوکا دیا اور اپنے قول کی کمزوری پر ان کی نظر پڑی تو حمایت یزید کے لئے ایک نیا پیترا بدلا اور فرمانے لگے احتمال ہے توبہ کر لی ہو۔ اور یہی خیال ابن تیمیہ کا ہے۔

پہلے تو ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ توبہ وہ کرے جو مسلم ہو، خدا کا خوف ہو لیکن جو بالکل منکر وحی و رسالت ہو جس کا غیب پر ایمان ہی نہ ہو وہ توبہ کس لئے کریگا یزید اسی قماش کا انسان تھا گذشتہ اوراق میں اس کے شواہد بکثرت گذر چکے ہیں، اب ہم اس مفروضہ پر بحث کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں کہ وہ ایک مرد مسلم بدکار و بدکردار تھا اور اس نے توبہ کر لی، یا اس نے اپنے کفر و الحاد سے توبہ کر لی۔

یزید کی سیرت جو کتابوں میں محفوظ ہے ابتداء عمر سے آخر عمر تک کی اسکو پڑھنے کے بعد توبہ کا احتمال باقی نہیں رہتا، اس کی شقاوت بڑھتی گئی، ابتدائی زندگی میں رند شراب خوار بدکار رہا خلافت ملتے ہی قتل حسینؑ کا درپے ہوا ۶۰ھ میں خلیفہ بنا بیعت کا مطالبہ کیا ۶۱ھ میں امام کو قتل کیا اس کے بعد ربیع الاول ۶۴ھ تک زندہ رہا تو بجائے ندامت و انابت و استغفار کے واقعہ حرہ کا سبب بنا تاراجی

مدینہ و قتل صحابہ و تابعین کا وبال اپنی گردن پر لیا مدینہ کے بعد مکہ پر دھاوا بولا حرمت حرم کو برباد کیا اور اسی اثناء میں جبکہ اس کا لشکر مکہ پر چڑھائی کئے ہوئے تھا وہ مرجاتا ہے، موت اسی حالت میں واقع ہوئی کہ معاصی کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا اور معاصی بھی ایسے جو موجب کفر و ارتداد اس کے حالات کا علم اسکے چہیتے فرزند معویہ بن یزید سے زیادہ اور کس کو ہو سکتا ہے، انھوں نے خلافت ملنے کے بعد والی تقریر میں صاف صاف کہا اپنے باپ یزید کے لئے۔

"پھر میرے باپ کو اس امر کا ذمہ دار بنایا وہ اس کے اہل نہ تھے انھوں نے رسول کے نواسہ سے نزاع کی ان کی عمر ختم کر دی گئی وہ بھی اپنی قبر میں گناہوں کے ہاتھوں رہن ہو گئے پھر وہ رونے لگا اس کے بعد کہا کہ ہم سب پر سب سے زیادہ جو بات گراں ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ اُن کا انجام برا ہوا انھوں نے عترت رسول خدا کو قتل کیا شراب کو حلال کیا کعبہ کو خراب کیا۔" (صواعق محرقہ ص ۱۳۴)

یہ الفاظ خاص طور سے قابل لحاظ ہیں کہ "ان کا انجام برا ہوا"

اس گواہی سے زیادہ وقیع اور نزدیک کی گواہی نہیں پیش کی جا سکتی۔ بیٹے کو یقین ہے کہ باپ کا انجام برا ہوا اور آپ صدیوں کے بعد تشریف لا کر فرماتے ہیں ممکن ہے اس نے توبہ کر لی ہو۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ توبہ میں ندامت شرط ہے اور صرف امر قبیح پر اُس کے قبیح ہونے کی وجہ سے ندامت نہ کسی اور خیال سے توبہ میں سیرت و کردار کی تبدیلی ہوتی ہے سابقہ اعمال و اشغال کا ترک کرنا پھر ان کا اعادہ نہ کرنا اور ان کی تلافی میں انہماک اور تدارک۔ ایک خلیفۃ المسلمین کی زندگی میں اس طرح کا انقلاب آجاتا تو وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ ہوتی اور دنیا دیکھتی، اور جس طرح اسکی بدکرداری

کے واقعات طشت از بام ہیں اسی طرح اس کی اس تبدیلی اور اس کرداری انقلاب کا بھی چرچہ ہوتا اس کے معاصی ایسے نہ تھے جن کا تعلق صرف حقوق الہٰی سے تھا کہ انھیں اپنے اور خدا کے درمیان ندامت و استغفار و تلافی کافی ہوتی اس کے بکثرت معاصی ایسے تھے جن میں حقوق عباد اس سے متعلق تھے، ایسے معاصی کی توبہ اپنے اور خدا کے درمیان نہیں ہوتی بلکہ حقوق عباد سے عہدہ برآ ہونے کی شرط ہے، لہٰذا جن نفوس کا خون اس کے ذمہ تھا اس سے عہدہ برآ ہونا اپنے نفس کو قصاص کیلئے پیش کرنا جن اموال، پر اس کا ناجائز قبضہ تھا ان کی واپسی، جن حقوق کا وہ غاصب تھا اُن کا تدارک خصوصاً بغض و عناد اہل بیت اس کا ایسا جرم تھا کہ اس نے خود بھی عناد رکھا دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کیا اور اس بدعت کی ترویج میں منہمک رہا کتنے ہی بندگان خدا کو اس جرم میں شامل کیا جن میں صدہا اور ہزارہا اسی حالت پر دنیا سے اُٹھ گئے کہ اُن کے ہاتھ ذریت رسُولؐ کے خونِ ناحق سے رنگین تھے اور دلوں میں جذبات عناد اہلبیتؑ راسخ تھے از قسم بدعت و ضلالت جو گناہ ہوتے ہیں ان کی توبہ میں یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ جن جن کو بہکایا ہو ان کو راہ راست پر لائے اپنی غلطی کا کھل کر اعتراف کرے مشہور کرے اگر بہکنے والے مر چکے ہوتے ہیں تو ایسے شخص کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ یزید نے توبہ نہیں کی اور بفرض محال اگر ایسا شخص توبہ بھی کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یزید کے متعلق توبہ کا احتمال قابل مضحکہ ہے کوئی سنجیدہ انصاف پسند اس احتمال کو ذرہ برابر بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

اب آیئے آپ کو توبہ کے متعلق انھیں غزالی صاحب کے ارشادات سنائیں

جس احیاء العلوم میں آپ نے یزید کے لئے احتمال توبہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی احیاء العلوم کی چوتھی جلد کی ابتداء توبہ کے بیان سے ہے۔ وہاں آپ نے شرائط و آداب توبہ کے سلسلہ میں خوب خوب زور قلم دکھایا ہے جس کے بعد خود آپ ہی کے قلم سے آپکے احتمال توبہ کی دھجیاں اُڑ جاتی ہیں یہ عجیب بات ہے کہ احیاء العلوم میں آپ یزید کی طرف نسبت قتل حسینؑ سے انکار کرتے ہیں اور پھر سر العالمین میں صاف طور پر اس کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں، اور پھر اسی احیاء العلوم میں اس کے لئے توبہ کا احتمال ایجاد کرتے ہیں اور خود ہی اس کتاب کے مبحث توبہ میں ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں جن سے یہ احتمال ھباءً منثورہ ہو جاتا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

ذیل میں توبہ کے متعلق غزالی کی مختلف عبارتیں درج کیجاتی ہیں

احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۳ اما القصد الذی ینبعث منه وھو الارادة القدارک فله تعلق بالحال وھو ترک کل محظور ھو ملابس له واداء کل فرض ھو متوجه علیه فی الحال وله تعلق بالماضی وھو تدارک مافرط وبالمستقبل وھو دوام الطاعة ودوام ترک المعصیة الی الموت۔

جو قصد توبہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یعنی تدارک کا ارادہ تو اس قصد کا تعلق تینوں زمانوں حال۔ ماضی۔ اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حال سے اس طرح کہ ہر اس ممنوع شرعی کو ترک کرے جس کا وہ مرتکب ہوا ہو اور ہر فریضہ جسکی جانب اب توجہ ہوئی اُسے فی الحال ادا کرے اور ماضی سے اُس قصد کا تعلق یوں ہوگا کہ گذشتہ زمانہ میں جتنی کوتاہیاں کی ہیں اُن سب کی تلافی کرے اور مستقبل سے یوں تعلق ہو کہ آئندہ اطاعت کی پابندی اور مرتے دم تک معاصی کو ترک کئے رہے۔

پھر فرماتے ہیں ـــــــ وشرط صحتھا فیما یتعلق بالماضی ان یرد فکرہ الی یوم بلغ فیه السن اوالاحتلام ویفتش عما مضیٰ من عمرہ سنةً سنةً وشھراً شھراً ویوماً یوماً ونفساً نفساً وینظر الی الطاعات ما الذی قصر فیه منھا والی المعاصی ما الذی قارفه منھا فان کان قد ترک صلوٰة اوصلاھا فی ثوب نجس او صلاھا بنیة غیر صحیحة لجھله لبشرط النیة فیقضیھا عن آخرھا۔

"ماضی سے متعلق امور میں توبہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن کو دوڑا کر اُس دن تک لے جائے جس دن وہ پہلے پہل احتلام یا سن بلوغ کو پہونچا تھا اور تفتیش کرے کہ اس کی عمر اب کتنی ہو گئی کتنی گذر گئی ایک ایک سال ایک ایک مہینہ ایک ایک دن ایک ایک سانس کا حساب لگائے اور پھر دیکھے کہ طاعات الٰہی میں کس کس طاعت میں کوتاہی ہے اور گناہوں کو دیکھے کہ کس کس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اگر اس نے نماز چھوڑی ہے یا کوئی نماز نجس لباس میں پڑھ لی ہو یا غیر صحیح نیت میں کے ساتھ پڑھی ہے اس لئے کہ وہ شرط نیت سے مثلاً جاہل تھا تو اس طرح کے تمام فرائض کی اول سے آخر تک قضا کرے گا۔

اس کے بعد غزالی صاحب نے ایک ایک کر کے فرائض کی مثالیں دی ہیں اور ان کی قضا کا حکم دیا ہے اُس کے بعد کہتے ہیں۔

"واما المعاصی فیجب ان یفتش من اول بلوغہ عن سمعہ وبصرہ ولسانہ وبطنہ ویدہ ورجلہ وفرجہ وسائر جوارحہ ثم ینظر فی جمیع ایامہ وساعاتہ ویفصل عند نفسہ دیوان معاصیہ حتی یطلع علی جمیعہا صغائرہا وکبائرہا ثم ینظر فیہا فما کان من ذالک بینہ وبین اللہ تعالیٰ من حیث لم یتعلق بمظلمۃ العباد کنظر الی غیر محرم .... وما لم یتعلق بمظالم العباد فالتوبۃ منہا بالعزم والتحسر علیہا وبان یحسب مقدارہا من حیث الکبر ومن حیث المدۃ ویطلب لکل معصیۃ منہا حسنۃ تناسبہا فیاتی من الحسنات بمقدار تلک السیئات اخذا من قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ حیث کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا بل من قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیئات ـــــ الی آخرہ

اب رہ گئے گناہ اُن کے لئے واجب ہے کہ اپنے بلوغ کے وقت سے تفتیش کرے۔ کان، آنکھ۔ زبان۔ پیٹ۔ ہاتھ۔ پیر۔ شرمگاہ۔ اور جملہ اعضاء وجوارح کا جائزہ لے پھر اپنے تمام دنوں تمام ساعتوں کو دیکھے اور اپنی نگاہ کے سامنے تفصیل سے اپنے گناہوں کا دفتر کھولے تاکہ اپنے کئے ہوئے تمام معاصی پر اطلاع ہو چھوٹے اور بڑے سب پر پھر دیکھے کہ ان معاصی میں اپنے اور خدا کے مابین کیا ہیں کہ اُن سے بندگان الٰہی کے مظلمہ کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسے نامحرم پر نظر کرنا ـــــ اُس کے بعد موصوف نے اس طرح کے معاصی کے نام گنوائے ہیں ـــــ پھر فرماتے ہیں ـــ اسی طرح کے معاصی جن کا تعلق مظالم عباد حقوقِ ناس سے نہیں ہے۔ ان کی توبہ اس طرح صحیح ہوگی کہ ان پر نادم ہو افسوس کرے اور اُن کا حساب لگائے کہ کتنے بڑے بڑے گناہ تھے اور کتنے دن تک ان کا ارتکاب کیا پھر ہر گناہ کی مناسبت سے کوئی عمل خیر تلاش کرے اور اسی مناسبت سے ان حسنات پر اتنا عمل کرے کہ وہ ان سیئات کے برابر ہو جائیں، یہ حکم جناب رسالتمآبؐ کے اس قول سے ماخوذ ہے۔

"ہر موقع پر خدا سے ڈرو اور ہر گناہ کے پیچھے ایک حسنہ لگا دو جو اُسے مٹا دے"

بلکہ یہ حکم پروردگار عالم کے اس قول سے ماخوذ ہے۔

تیے شک حسنات، سیات کو دور کر دیتے ہیں" پھر آگے چل کر ص ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

" ثم اذا فعل کلہ لم ینجہ ولم یکفہ مالم یخرج عن مظالم العباد و مظالم العباد امّا فی النفوس او الاموال او الاعراض او القلوب اعنی بہ الایذاء المحض اما النفوس فان جری علیہ قتل خطاءٍ فتوبتہ بتسلیم الدیۃ و وصولہا الی المستحق امّا منہ او من عاقلتہ وھو فی عہدۃ ذلک قبل الوصول وان کان عمداً موجباً للقصاص فبالقصاص فان لم یُعرف وجب ان یتعرّف عند ولیّ الدم و یحکّمہ فی روحہ فان شاء عفا عنہ وان شاء قتلہ فلا تسقط عہدتہ الّا بھذا ولا یجوز لہ الاخفاء "

" پھر جب وہ اپنے اور خدا کے درمیان گناہوں کی تلافی بطرق مذکورہ کرے گا تو اتنا ہی اس کی نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک وہ مظالم عباد سے عہدہ برآ نہ ہوگا مظالم عباد بھی چند قسموں پر ہیں۔

یا تو ان کا تعلق جانوں سے ہوگا یا مال سے یا آبرو سے یا دلوں سے متعلق ہوں گے یعنی صرف قلبی اذیت پہونچائی ہوگی۔

جن مظالم کا تعلق جان سے ہے۔ اگر اس سے کوئی قتل خطا واقع ہو جائے تو اس کی توبہ اس طرح ہوگی کہ وہ دیت ادا کرے اور وہ مستحق تک پہونچ بھی جائے یا خود ادا کرے یا اس کے اعزا جو شرعی ذمہ دار دیت ہوتے ہیں لیکن جب تک

دیت وارث کو پہونچ نہ جائے یہ ذمہ دار رہے گا۔

اور اگر قتل عمد ہے جو موجب قصاص ہے تو اس کی توبہ قصاص کے ذریعہ سے اگر اس کو نہ جانتے ہوں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ ولی الدم کو اپنے کو پہچنوائے کہ میں نے قتل کیا ہے، اور اس کو اپنی جان کے معاملہ میں حکم بنا دے اگر وہ چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو قصاص میں اس کو قتل کر دے بغیر اسکے توبہ کرنے والے کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی، اور اس کے لئے جائز نہ ہوگا کہ اپنا جرم چھپائے رہے۔"

ذیل کے بعض بیانات سے واضح ہوگا کہ بعض حالات میں انسان کا نفس اس طرح مکدر ہو جاتا ہے کہ توبہ مفید نہیں ہوتی۔

احیاء العلوم ج ۳ ص ۹ ——— ولیس معنی التوبة ترکها فقط بل تمام التوبة بتدارک ما مضی وکل شهوة اتبعها الانسان ارتفع بها ظلمة الی قلبه، کما یرتفع عن نفس الانسان ظلمة الی وجه المرآة الصقیلة فان تراکمت الشهوات صار رینا کما یصیر بخار النفس فی وجه المرآة عند تراکمه خبثا کما قال تعالی کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون؟ فاذا تراکم الرین صار طبعا فیطبع علی قلبه کالخبث علی وجه المرآة اذا تراکم وطال زمانه غاص فی جرم الحدید وافسده وصار لا یقبل التصقیل بعده وصار کالمطبوع من الخبث ولا یکفی فی تدارک الشهوات ترکها فی المستقبل بل لابد من محو تلک الاریان التی انطبعت

فی القلب کمالا یکفی فی ظهور الصور فی المرآة قطع الانفاس والبخارات المسوّدة لوجھھا فی المستقبل مالم یشتغل بمحو ما انطبع فیھا من الادب

توبہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ فقطان معاصی کو ترک کر دے بلکہ توبہ اس وقت پوری ہوگی جب گذشتہ اعمال کا تدارک کرے ــــ جب انسان کسی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے تو اس کے اس فعل سے ایک تاریکی اٹھ کر اس کے قلب تک پہونچتی ہے جیسے انسان کی سانس سے صیقلدار آئینہ کی سطح پر اثر نمایاں ہوتا ہے اگر خواہشات کا اتباع تابڑ توڑ ہوتا رہے تو پھر ایک میل جم جاتا ہے جیسے پے درپے منھ کی بھاپ پڑنے سے آئینہ کی سطح پر میل جم جاتا ہے. چنانچہ جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "ہرگز نہیں بلکہ انھوں نے جو کچھ کیا ہو اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر میل جم گیا ہے" جب میل کی تہیں جمتی ہیں تو پھر وہ طبیعت بن جاتی ہیں اور قلب پر اس کی چھاپ اسی طرح بیٹھ جاتی ہے جیسے زنگ آئینہ پر جبکہ وہ پے درپے اور طولانی عرصہ تک لگتا رہے تو جرم میں پیر جاتا ہے اور اس کو فاسد کر دیتا ہے اور اور اب اس کو صیقل قبول کرنے کے لائق نہیں رکھتا اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے آئینہ طبعاً میل اور زنگ ہی سے بنا ہے. خواہشات نفس کی پیروی کا تدارک اس سے نہ ہوگا کہ اُن کو آیندہ ترک کر دے بلکہ ضروری ہے کہ ان تمام قسموں کے میلوں کو چھڑائے جو دل میں بیٹھ گئے ہیں، جیسے میلے آئینہ میں صورت دکھائی دینے کے لئے یہ کافی نہیں کہ آیندہ اس تک سانس اور بھاپ کا اثر نہ پہونچنے دیا جائے جو اس کی سطح کو سیاہ کرتا ہو جب تک کہ ان کثافتوں کو نہ چھڑائے جو اس میں پہلے سے بیٹھ چکی ہے.

صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں.

"فمن یتوھم ان التوبۃ تصح ولا تقبل کمن یتوھم ان الشمس تطلع والظلام لا یزول والثوب یغسل بالصابون والوسخ لا یزول الا ان یغوص الوسخ لطول تراکمہ فی تجاویف الثوب وخللہ فلا یقوی الصابون علی قلعہ فمثال ذلک ان تتراکم الذنوب حتی تصیر طبعا ورینا علی القلوب فمثل ھذا القلب لا یرجع ولا یتوب نعم قد یقول باللسان تبت فیکون ذلک کقول القصار بلسانہ قد غسلت الثوب وذلک لا ینظف الثوب اصلا مالم یغیر صفۃ الثوب باستعمال ما یضاد الوصف المتمکن بہ فھذا حال امتناع اصل التوبۃ وھو غیر بعید بل ھو الغالب علی کافۃ المستقبلین علی الدنیا المعرضین عن اللہ بالکلیۃ۔

"جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ توبہ صحیح واقع ہو کر بھی قبول نہیں ہوتی یہ اس شخص کی طرح ہے جو یہ توہم کرے کہ سورج نکلتا ہے مگر تاریکی دور نہیں ہوتی اور کپڑا صابن سے دھویا جاتا ہے مگر میل صاف نہیں ہوتا۔

اس کے بعد موصوف جو کچھ فرماتے ہیں وہ توجہ کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں ہاں ایسا اس وقت ہو سکتا ہے جب میل پے درپے پہونچتے رہنے کی وجہ سے کپڑے کے رگ وریشہ میں یوں سرایت کر جائے کہ اب صابن میں اس کو زائل کرنے کی طاقت نہ رہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دل تک پے درپے گناہوں کا اثر پہنچا کرے یہاں تک کہ اب وہ طبیعت بن جائیں اور دل پر میل بن کر جم جائیں ایسا دل پلٹا نہیں کھاتا اور نہ توبہ کرتا ہے ہاں کبھی زبان سے ایسا شخص کہتا ہے کہ میں نے

توبہ کرلی لیکن یہ ویسے ہی ہے جیسے دھوبی صرف زبان سے کہے کہ میں نے کپڑا دھو ڈالا لیکن زبانی کہنے سے کپڑا صاف تھوڑی ہو گا جب تک وہ کپڑے کی صفت میں تغیر نہ پیدا کرے ایسی چیزیں استعمال کر کے جو اس بیٹھے ہوئے میل سے تضاد رکھتی ہوں یہ حالت ایسی ہے جس میں توبہ ناممکن ہو جاتی ہے اور یہ بات بعید بھی نہیں ہے بلکہ اسی حالت کا غلبہ تمام ایسی مخلوق پر ہے جو ہمہ تن دنیا کی طرف رُخ کئے ہے اور خدا سے بالکل اعراض کئے ہے۔

کتب سیر و تاریخ سے یزید کی سیرت اور اس کے اعمال و افعال کا جو خاکہ تیار ہوا ہے اُسے نظر میں رکھیئے اور غزالی صاحب نے توبہ کی بحث میں جو افادات فرمائے ہیں ان کو ملاحظہ کریں۔ اور ایک ایک بات کو یزید کی ذات پر منطبق کر کے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا یزید کے لئے توبہ کا احتمال کوئی وقعت رکھتا ہے اور بفرض محال اگر اس نے زبانی توبہ کا اظہار بھی کیا ہو تو کیا اس کی توبہ مقبول ہو سکتی ہے؟

جبکہ اس کی ذات حقوق خدا اور حقوق بندگان خدا دونوں میں گرفتار تھی۔ اور اُس کی پوری زندگی ظالم بدکار، رند شرابخوار، زانی اور جواری کی حیثیت سے گذری۔

اور جبکہ وہ ابتداء عمر سے آخر عمر تک لذات و خواہشات نفس کی پیروی میں منہمک رہا۔ اور جبکہ خدا اور رسول پر جرأت، اور حرام خدا کو حلال کرنا اس کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا، اور پے در پے معاصی کی کثرت نے طول و امتداد زمانہ کے ساتھ اس کے دل پر تاریکیوں کی گہری تہیں چڑھا دی تھیں اور جبکہ اس کو موت بھی اس عالم میں آئی کہ اس کے مظالم کا سلسلہ جاری تھا اور حرم الٰہی کی بے حرمتی اس کے حکم سے کی جارہی تھی

اور جبکہ اُس کو اتنا وقفہ نہیں ملا جو توبہ اور ندامت کے بعد تدارک کیلئے
غزالی کی نظر میں ضروری ہے، اور جبکہ اُس نے ہر سیئہ کے بعد پے در پے
حسنات سے اُن سیئات کا اثر نہیں مٹایا اور جبکہ اُس کے حسنات کے دفتر میں
صفر ہی صفر نظر آتے ہیں اور جبکہ اُس کو اپنے اعمال و افعال و مظالم پر کسی قسم کی
ندامت نہیں ہوئی اور جبکہ اُس نے حقوق خدا کی تلافی کی بھی کوئی کوشش نہیں
شروع کی اور جبکہ اُس نے مظالم عباد کا بھی کوئی تدارک نہیں کیا نہ اُن نفوس
کے معاملات کو معاف کیا جو اُس کے حکم سے تہ تیغ کئے گئے تھے اور جب کہ
اُس نے قصاص کے لئے اپنے تئیں اولیاء مقتولین کے حوالہ نہیں کیا، اور جب کہ
وہ بالکل خدا سے اعراض کرنے والا اور دنیا کی طرف ہمہ تن متوجہ تھا۔ خلاصہ یہ
کہ حقوق خدا حقوق عباد میں سے کسی کا اس طرح تدارک نہیں کیا جو توبہ کے لئے ضروری تھا
اور جبکہ معاصی اس کی عادت ثانیہ بن کر اس کو اس منزل پر پہونچا چکے تھے جس کے بعد
غزالی کی نظر میں توبہ ناممکن ہو جاتی ہے۔

ناظرین توبہ کے متعلق غزالی کے بیان کردہ شرائط و بیانات بار بار پڑھیں
اور یزید کے حالات میں ان کو تلاش کریں — جو صاحب اس کی توبہ کا دعویٰ
کریں بار ثبوت ان پر ہے۔

اگر توبہ کی قسم کا کوئی انقلاب اس کی زندگی میں رونما ہوا ہوتا، تو ضرور عام نگاہوں
کو اس کا احساس ہوتا اور عامۃ المسلمین میں یہ امر بھی اس کی بدکاریوں کے ساتھ ہی ساتھ
مشہور ہو جاتا اور پھر اس کی سیرت کا دوسرا باب شروع ہوتا۔ ایک زاہد تارک الدنیا
پابند صوم و صلوٰۃ و تارک معاصی و محتاط و پرہیزگار کے عنوان سے اس کی زندگی

شروع ہوتی اور اس کے حمایتی خوب زور شور سے اس کے ڈنکے بجاتے اپنے اعمال و افعال کے تدارک میں خوف خدا و حقوق ناس کی ادائیگی میں وہ جو جو اقدامات کرتا وہ بھی منظر عام پر آ کر رہتے۔

سب سے بڑا انقلاب جو اس کی توبہ کے لئے ضروری تھا وہ یہ کہ بغض اہل بیت کے بجائے ان کی محبت کا دم بھرنے لگتا ان کے حقوق کا اعتراف کرتا، غاصبانہ قبضہ ہٹاتا حق کو اہل حق کے سپرد کرتا، قصاص خونِ حسینؑ و انصار حسینؑ کے لئے اپنی ذات کو وارثانِ کے حوالے کرتا۔ حالانکہ ان میں سے ایک بات بھی نہیں ہوئی۔

غزالی احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۰ پر حسب ذیل حدیث لکھتے ہیں

مَن سنّة سیئةً فعلیه وزرها و وزر من عمل بها لا ینقص من اوزارهم شیئاً"

" جو کسی برے طریقہ کی داغ بیل ڈالے تو اس پر اس فعل کا وبال ہوگا اور تمام ان لوگوں کا بوجھ ہوگا جو اس پر عمل درآمد کریں اور ان عمل کرنے والوں کے بوجھے میں سے بھی کچھ کم نہ ہوگا"!

چونکہ یزید نے آل محمد پر مظالم رائج کئے اس کا ذمہ دار ہوا اور جتنے ظالمین نے اس کے اتباع میں مظالم کئے ان کی بھی ذمہ داری اسی پر ہوئی۔

ص ۳۰ پر غزالی صاحب ایک روایت لکھتے ہیں اس کو بھی سابق کی حدیث سے ملا کر دیکھئے۔ فرماتے ہیں

ان عالماً کان یضل الناس بالبدعة ثم ادرکتہ التوبة فعمل فی الاصلاح دھراً فاوحی الله تعالیٰ الی نبیهم قل ان ذنبک

لو کان فیما بینی و بینک لغفرتہ لک، ولکن کیف بمن اضللت من عبادی فادخلتھم النار"

ایک عالم لوگوں کو بدعت کے ذریعہ گمراہ کرتا رہتا تھا، پھراس کو توبہ کی فکر ہوئی اس نے ایک عرصہ تک اپنی اصلاح کا کام جاری رکھا خداوند عالم نے اس زمانہ کے نبی پر وحی اتاری کہ اس عالم سے کہدو کہ اگر تیرا گناہ میرے اور تیرے درمیان کا ہوتا تو میں تجھے بخش دیتا لیکن میرے ان بندوں کا کیسے تدارک ہوگا جن کو تونے بہکایا تھا اور جنھیں تو آگ میں بھیج چکا۔

بفرض محال یزید عرصہ دراز تک اپنی اصلاح کی فکر میں بھی رہتا تب بھی اس کو یہی جواب دیا جاتا جو اس عالم کو دیا گیا۔ یزید نے ہزارہا بندگان خدا کو بہکا کر بغض و عداوت اہل بیت اور طرح طرح کی بدعتوں کے راستہ پر لگایا اور ان میں سے ہزارہا اشخاص اسی حالت پر مر گئے اس کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی تھی جبکہ تدارک کا موقع ہی باقی نہ رہا تھا۔ چہ جائیکہ اسے اپنی اصلاح کی کوئی فکر ہی نہ ہوئی۔ لہٰذا اس کے بکثرت آثار و علامات و قرائن قطعیہ موجود ہیں کہ یزید نے توبہ نہیں کی۔ اور پھر اس کے وجوہ بکثرت موجود ہیں کہ اگر یزید توبہ کرتا تو اس کی توبہ صحیح نہ ہوتی اور نہ توبہ قبول ہوتی کیونکہ تدارک کا محل فوت ہو چکا تھا اس کے گناہ انفرادی بھی تھے اور نوعی بھی اور حقوق عباد میں بھی گرفتار تھا جن کا تدارک نہیں ہوا۔

یہ سب گفتگو تو توبہ کے عام آداب و شرائط کے لحاظ سے تھی لیکن ہمیں اسکے کہنے کا موقع بھی حاصل ہے کہ یزید اگر واقعاً توبہ بھی کرتا اور تمام شرائط کی پابندی کرتا تب بھی اس کے جرائم درگذر کے قابل نہ تھے۔ خصوصاً ذریت رسول پر جو اس نے

مظالم کئے وہ ناقابل توبہ تھے ــــ اسی لئے خدا ورسول کی جانب سے قاتلان حسینؑ کے معذب بعذاب شدید ہونے کی پہلے سے خبر دیدی گئی تھی ــــ اور بطریق حتم وجزم ان کے انجام بد کو بتا دیا گیا تھا۔ آئندہ ایسے روایات لکھیں گے۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی اپنے فتاوی کی جلد سوم کی ابتدا ہی میں یزید کے توبہ کرنے کے احتمال کو اس طرح رد فرماتے ہیں اور معویہ بن یزید کے کلام سے احتجاج کرتے ہیں۔

"مخفی مباد کہ احتمال توبہ ورجوع از معاصی احتمالے است ورنہ آں بے سعادت اینچہ دریں امت کردہ ہیچ کس نہ کردہ باشد ولیسرش معویہ بر سر منبر دمشق حال پدر خود بیان کرد وبعض بے باکانہ لعن آں شقی تجویز می سازند از سلف واعلام امت امام احمد وامثال ایشان بروئے لعنت کردہ اند۔

وابن جوزی کہ بکمال عصبیت در حفظ سنت وشریعت می دارد در کتاب لعن ویرا از سلف منقول کردہ علامہ تفتازانی بکمال جوش وخروش بر وے وبر انصار واعوان وے لعنت کردہ اند"

مخفی نہ رہے کہ احتمال توبہ اور معاصی سے پلٹ جانے کا خیال صرف احتمال کی حد تک ہے (یعنی اصلیت نہیں ہے) ورنہ اس بے سعادت نے اس امت میں جو کچھ کیا کسی نے نہ کیا ہوگا۔ خود اس کا بیٹا معویہ بر سر منبر اپنے باپ کی برائیاں بیان کرتا ہے بعض تو بے باکانہ اس شقی پر لعنت کو جائز کہتے ہیں سلف اور اعلام امت میں سے امام احمد اور ان کے مثل دیگر بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے۔

ابن جوزی نے جو سنت وشریعت میں بڑی عصبیت رکھتے اس پر لعنت کو

سلف سے نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نے پورے جوش و خروش سے یزید اور اس کے اعوان و انصار پر لعنت کی ہے۔"

یزید سے ذمہ داریٔ قتل امام ہٹانے والوں یا یزید کی توبہ کا ادعا کرنیوالوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہ بھی ثابت کریں کہ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں قاتلان امام کو کیا کیا سزائیں دیں اور ان سے کس شدت سے باز پرس کی کیونکہ سب اُس کے ملازم۔ اس کی رعیت۔ اس کی حدود سلطنت میں لبنے والے تھے اور ایسا ثابت کرنا ناممکن ہے بلکہ اسلامی تاریخیں اس کے برعکس گواہی دیں گی کہ اس نے قاتلان حسینؑ کو انعام واکرام سے نوازا ہے ابن زیاد کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ اس کتاب میں کہیں لکھا جا چکا ہے۔

ابن تیمیہ کا خیال ہو ہو سکتا ہو کہ یزید کے حسنات نے اس کے سیئات کا تدارک کر دیا ہو۔

پہلے تو ہم یہ عرض کریں گے کہ یزید کے حسنات ثابت کرنے کا بار ثبوت آپ پر ہے مؤرخین تو اس کے سیئات کی طولانی فہرست لکھتے ہیں اور حسنات کا ذکر ہی نہیں کرتے اس کے علاوہ کسی کا عمل خیر اس وقت قابل لحاظ و موجب ثواب ہوتا ہو جب وہ مومن ہو یزید کا ایمان پہلے ثابت فرمایئے پھر اس کے حسنات گنوایئے اور نہ صرف حسنات بلکہ اتنے کثیر حسنات جن سے اس کے لاتنا ہی سئیات کا تدارک ہو سکے اور یہ سب ثابت کرنا نہ ابن تیمیہ کے بس میں ہو نہ غزالی کے نہ یزید کا کوئی اور حمایتی ایسا ثابت کر سکتا ہے پھر قرآن کی زبانی یہ بھی سن لیجئے بعض سئیات ایسے ہوتے ہیں جن سے اعمال خیر اگر ہوں بھی تو حبط ہو جاتے ہیں۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے — ان الذین یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ وما لھم من ناصرین —

"بے شک جو لوگ آیات الٰہی سے برابر کفر اختیار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور جو لوگ ایسے لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل کا حکم دیتے ہیں ان سب کو تکلیف دہ عذاب کی خبر دیدیجئے یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال حبط ہوگئے دنیا و آخرت دونوں میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے"

کیا یزید پر لعنت کر سکتے ہیں

گذشتہ مباحث میں آپ کئی علماء اسلام کے بیانات پڑھ چکے جنھوں نے یزید پر لعنت کی ہے۔ چند سطر پہلے مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا جو بیان پیش کیا گیا ہے اُس میں بھی لعنت کرنے والوں کے حوالے موجود ہیں۔

چونکہ ابن تیمیہ و غزالی وغیرہ اس پر لعنت کرنے کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں اس لئے ذیل میں یزید پر لعنت کیلئے کچھ لکھا جاتا ہے۔

سب سے پہلے مسئلہ لعنت کیلئے کلام مجید کی آیات کا مطالعہ کرنا چاہئے اگر قرآن اس کو ملعون قرار دیتا ہے تو پھر ہم کو بلا تامل قرآنی فیصلہ کو ماننا ہوگا۔

سورۂ بنی اسرائیل کی حسب ذیل آیت قابل توجہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

"والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن"

مفسرین کے بیانات دیکھئے تو شجرۂ ملعونہ کی تفسیر میں آپ کو صاف ملے گا کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں

تفسیر فخر رازی ج ۵ ص ٦٠٩ آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"قال سعید بن المسیب رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیہ ینزون علی منبرہ نزو القردۃ فساءہ ذلک وھذا قول ابن عباس فی روایۃ عطاء"

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں

دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اچک رہے ہیں تو آپ کو اس سے رنج پہونچا یہ قول ابن عباس کا ہو عطا کی روایت ہیں۔

اُس کے بعد انھوں نے اس تفسیر پر کسی کا یہ اعتراض ذکر کیا ہے کہ آیت مکی ہے۔ اور خواب رسول خدا نے مکہ میں دیکھا تھا وہاں آپ کا منبر کب تھا؟

پھر خود ہی فرماتے ہیں

"ویمکن ان یجاب عنہ بانہ لا یبعد ان رائی بمکۃ ان لہ بالمدینۃ منبرا یتداولہ بنو امیہ"

ممکن ہے کہ اس اعتراض کا جواب یہ دیا جائے کہ کیا بعید ہے کہ آپ مکہ ہی میں خواب میں دیکھ لیں کہ مدینہ میں جو آپ کا منبر ہوگا اس کو بنی امیہ یکے بعد دیگرے استعمال کر رہے ہیں۔

پھر اسی صفحہ میں فرماتے ہیں ـــــــ قال ابن عباس رضی اللہ عنہا الشجرۃ بنو امیہ"

ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں کہ شجرۂ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔ ص ۶۱۰ پر ابن عباس کی تاویل کی تائید میں فرماتے ہیں۔

"ومما یؤکد ھذا التاویل قول عائشۃ المروان لعن اللہ اباك وانت فی صلبہ فانت بعض من لعنہ اللہ"

اور اس تاویل کو مضبوط کرنے والا عائشہ کا قول ہے انھوں نے مروان سے کہا کہ خدا نے تیرے باپ پر اس وقت لعنت کی جب تو اس کی صلب میں تھا لہذا تو بھی اسی کا جزو ہے جس پر خدا نے لعنت کی ہے ـــــــ فخر رازی کے علاوہ بھی

دیگر مفسرین نے شجرہ ملعونہ کی تفسیر میں بنی امیہ لکھا ہے — اس آیت سے معلوم ہوا کہ پورا شجرہ یعنی خاندان کا خاندان — بنص کلام مجید ملعون ہے۔ اور یزید اسی خاندان کا ایک رکن ہے تو کیوں نہ قرآن کریم کی لعنت اس کو شامل ہو۔

ایک روایت میں ارشاد ہے — والذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک علیهم اللعنة ولهم سوء الدار۔

اور جو لوگ خدا کے عہد کو باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور ان روابط کو قطع کرتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور روئے زمین پر فساد برپا کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہو اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

اس آیت میں فساد کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے یزید کا فساد فی الارض ہونے اچھی طرح ثابت کر دیا لہٰذا وہ ملعون ہوا۔

خدا نے قرابتداران رسول سے علاقہ محبت و مودت قائم کرنے کا حکم دیا تھا یزید نے اس رشتۂ مودت کو قطع کیا۔ اس لحاظ سے بھی ملعون ہوا۔

ارشاد باری ہے۔

ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں اُن سب پر خدا نے دنیا و آخرت میں لعنت کی اور ان کے لئے رسوا کن عذاب فراہم کیا ہے۔

ثابت کیا جا چکا کہ یزید نے خدا و رسولؐ کو اذیت دی لہٰذا وہ دنیا و آخرت

دونوں میں ملعون ٹھہرا اور رسوا کن عذاب کا مستحق بنا۔ اس آیت سے علامہ ابن جوزی نے یزید پر لعنت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے۔

جو ہم اتحاف کے حوالے سے ص۵ پر نقل کر چکے ہیں۔

"فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم"

کیا ایسا نزدیک ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو روئے زمین پر فساد پیدا کروگے اور اپنی قرابت کے رشتوں کو کاٹ ڈالوگے یہ لوگ وہ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔

اس آیت سے جناب احمد ابن حنبل نے یزید پر لعنت کے جائز ہونے کیلئے استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کیا کوئی فساد قتل حسین ؑ سے زیادہ عظیم ہو سکتا ہے۔

حوالہ کیلئے اسی کتاب کا صفحہ ۲۴ ملاحظہ ہو جس میں صواعق ص۱۳۲ سے احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح کا بیان درج ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۷ پر علامہ آلوسی بغدادی کے بیان میں بھی احمد ابن حنبل کا استدلال مذکور ہے۔

علامہ ابن جوزی نے بھی اس آیت سے یزید پر لعنت کیلئے استدلال کیا ہے۔ جو ص۵ پر الاتحاف کے حوالہ سے گذر چکا۔

ارشاد ہے۔ ومن یقتل مومناً متعمداً فجزائہ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذاباً عظیما۔

اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر خدا کا غضب ہے اور خدا نے اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لئے عذاب عظیم

مہیا کیا ہے۔

یزید نے کتنے ہی مومنین کا عمداً خون بہایا ہے سید شباب اھل الجنۃ کے قتل کے احکام صادر کئے آپ کے اعوان و انصار جو صلحاء و اخیار و منتخب مومنین تھے ان سب کے قتل کا سبب ہوا ہزارہا صحابہ و تابعین کا خون اس کے حکم سے بہایا گیا۔ لہذا اس آیت نے بھی اُسے ملعون ہی قرار دیا۔

قرآن کریم میں منافقین پر لعنت کی گئی ہے۔ یزید منافق تھا نفاق کی سب بڑی علامت بغض و عناد جناب امیرؑ و ذریت نبیؐ کریم ہے جو اس میں بالاتفاق موجود تھی۔

ارشاد ہے۔ — وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم خالدین فیھا ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب عظیم

خدا نے وعدہ کیا ہے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا بس وہی ان کے لئے کافی ہے ان پر خدا نے لعنت کی اور ان کے لئے عظیم عذاب

یزید ظالم تھا۔ قرآن نے جابجا ظالموں پر لعنت کی ہے

ارشاد ہے — یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار

قیامت کے دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہ دے گی ان کے لئے لعنت ہے اور برا گھر ہے۔ دوسری آیت ہے — الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

آگاہ ہو کہ تمام ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

صحیح مسلم ج ۴ ص ۴۴۲ میں ابو ہریرہ سے حسب ذیل حدیث مروی ہے۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم —— المدینۃ حرم فمن احدث

فیہا حدثاً او آوی محدثاً فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس

اجمعین لا یقبل منہ یوم القیامۃ عدل ولا صرف

رسول خدا کا ارشاد ہے۔ کہ مدینہ حرم ہے جو کوئی اس میں کوئی حادثہ رونما کرے

یا کسی حادثہ کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ۔ ملائکہ اور انسانوں سب کی لعنت

ہو۔ قیامت کے دن اس سے کوئی امر قبول نہ ہوگا۔

یزید نے حرم مدینہ میں جو حوادث کئے وہ بیان کئے جا چکے۔ لہذا اس حدیث

کے لحاظ سے بھی وہ ملعون ہوا اور اس میں ایسے شخص پر لعنت کرنے کا تمام انسانوں

کو بھی حکم دیا گیا ہے۔

رسول خدا نے نام بنام کچھ لوگوں پر لعنت فرمایا کرتے تھے۔

بخاری جلد ۳ ص۸۱ میں سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے

خود سنا کہ رسول خدا جب فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو (قنوت

میں) فرماتے تھے اللھم العن فلاناً و فلاناً و فلاناً ـــــ خدایا فلاں،

اور فلاں اور فلاں پر لعنت کر۔ راوی نے اس خبر سے تین نام حذف کر کے ان کی جگہ پر

لفظ فلاں اور فلاں رکھ دیا ہے۔

بخاری جلد ۳ ص۱۴۲ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے گدنا گودنے والی اور گدانے

والی پر اور اسی طرح اور دوسری صنفوں پر لعنت کی یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت

کو پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ آئی اور اس نے عبداللہ ابن عمر سے کہا کہ

مجھے خبر دی گئی ہے کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے ابن عمر نے جواب دیا کہ میں اس پر کیوں نہ

لعنت کروں جس پر رسول خدا نے لعنت کی ہو۔ اور جو کتاب خدا میں ملعون ہو۔

اس عورت نے جواب دیا پورے قرآن کو میں نے پڑھا ہے مجھے تو اس طرح کی لعنت نہیں ملی جیسی لعنت آپ کر رہے ہیں۔ ابن عمر نے کہا اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو اس بات کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے "وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا" اور رسول تم کو جو دیدیں اُسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ"۔ اس عورت نے کہا یہ آیت تو پڑھی ہے ابن عمر نے کہا کہ رسول خدا نے گدنے سے منع کیا تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول خدا نے جس پر لعنت کی ہو اس پر لعنت کر سکتے ہیں رسول خدا نے مدینہ کو ڈرانے والے پر لعنت کی ہے مدینہ میں احداث کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ لہذا ہم کیوں نہ لعنت کریں ایسے شخص پر۔ رسول خدا نام لے کر لعنت فرمایا کرتے تھے ہم کیوں نہ مستحق لعنت پر نام لیکر لعنت کریں۔ جبکہ ہمیں مطلقاً آپ کی تاسی کا حکم دیا گیا ہے اور آپ کے اتباع سے ہم محبت الٰہی تک پہونچ سکتے ہیں۔

ارشاد ہے ــ "آپ کہدیجئے کہ اگر تم لوگوں کو اللہ سے محبت ہے تو تم سب میری پیروی کرو، خدا تم سے محبت کرے گا"

ذیل میں ابن ابی الحدید معتزلی کی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص۵۳ سے ص۵۶ سے کچھ افادات نقل کئے جاتے ہیں جن سے لعنت کے سلسلہ میں بہت سے شبہات کا ازالہ ہو جائے گا جو یزید کے بعض حامیوں کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

ابن ابی الحدید مغیرہ بن شعبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں ۶۱۱ھ میں بغداد میں ابو جعفر یحییٰ بن محمد علوی بصری نقیب کے یہاں حاضر تھا ان کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی ایک شخص ابو الفرج کی کتاب الاغانی پڑھ رہا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ کا ذکر آیا اور لوگوں نے اس کے متعلق بحث شروع کر دی کچھ نے اس کی مذمت کی کچھ نے اس کی تعریفیں کیں بعض لوگ ساکت رہے۔ اس موقع پر ایک فقیہ شیعہ نے کہا جن کو علم کلام میں بھی دخل تھا اشعری کی رائے کے مطابق تو صحابہ اور ان کی آپس کی نزاعوں کے متعلق بالکل سکوت اور توقف کرنا چاہئے کیونکہ ابو المعالی جوینی (عالم سنی) کہتے ہیں کہ رسول خدا نے اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میرے احباب میں جو نزاعیں ہوں ان سے تم باز رہو۔

اور فرمایا کہ میرے لئے اصحاب کو رہنے دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا بھی راہ خدا میں صرف کر ڈالے تو ان کے ایک مد بلکہ اس کے آدھے برابر بھی نہیں پہونچ سکتا اور آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرلوگے ہدایت پا جاؤگے اور آپ نے فرمایا ہے بہترین قرن وہ ہے جس میں خود میں ہوں پھر جو صدی اس سے متصل ہے پھر جو صدی اس کے بعد اس سے متصل ہے اور قرآن میں صحابہ و تابعین کی تعریفیں وارد ہیں اور رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے تمھیں کیا معلوم شاید خدا نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر کہا ہو کہ اب تم جو چاہے کرو میں نے تم کو بخش دیا اور حسن بصری سے مروی ہے کہ ان کے سامنے جمل اور صفین کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے کہا یہ وہ خون ہیں جن سے خدا نے ہماری تلواروں کو پاک رکھا ہے، تو ہم اس سے اپنی زبانوں کو آلودہ نہ کریں گے ــــ پھر وہ معاملات ہماری نگاہوں کے سامنے بھی نہ تھے اور ان کی واقعی خبریں بھی ہم سے دور ہیں لہذا مناسب نہیں کہ ہم ان کی بحث

میں پڑیں اور اگر ان میں سے کسی نے غلطی بھی کی ہو تو واجب ہے کہ رسول خدا کی حفاظت کی جائے ان کی بی بی عائشہ اور ان کی پھوپھی کے بیٹے زبیر کے بارے میں اور طلحہ کے بارے میں جنھیں نے اپنے ہاتھ کو رسول کی سپر بنایا تھا پھر ہم پر کہاں سے یہ واجب و لازم ہو گیا کہ ہم مسلمانوں میں سے کسی پر لعنت کریں یا اس پر تبرا کریں اور لعنت و تبری میں کون سا ثواب ہے خداوند عالم قیامت کے دن کسی مکلف سے نہ کہے گا کہ تو نے لعنت کیوں نہ کی بلکہ ہو سکتا ہے کہ کہے کہ تو نے لعنت کیوں کی؟ اگر کوئی انسان زندگی بھر ابلیس پر لعنت نہ کرے تو وہ گنہگار نہ ہوگا اور اگر لعنت کے بجائے انسان استغفر اللہ کہہ لیا کرے تو اس کے لئے بہتر ہو۔

پھر عوام کیلئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ خواص کے معاملات میں دخل دیں حالانکہ وہ لوگ اس امت کے امیر اور رقائد تھے اور آج ہم ان سے بہت پست طبقہ میں ہیں۔ تو پھر ہمارے لئے کب زیبا ہے کہ ہم ان کے اذکار چھیڑیں کیا رعیت کے لئے یہ بات بری نہیں ہے کہ وہ بادشاہی امور کی باریکیوں میں گھسے اور اس کے ان کے ایسے امور عیب ہیرے جو بادشاہ اور اس کے اہل اس کے چچازاد بھائیوں، اس کی عورتوں اور لونڈیوں سے متعلق ہوں، رسول خدا اور معویہ سے بھی رشتہ تھا معویہ کی بہن رسول کی بیوی تھیں لہذا تقاضائے ادب یہ ہے کہ ام حبیبہ جو ام المومنین تھیں ان کی رعایت کی جائے ان کے بھائی کے سلسلہ میں یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس پر لعنت کی جائے جس کے اور رسول کے درمیان خدا نے محبت قرار دی ہو کیا تمام مفسرین یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوسفیان اور اس کی آل کیلئے نازل ہوئی تھی جس میں ارشاد ہوتا ہے۔ "نزدیک ہے کہ خدا تمھاری اور ان کے درمیان جن سے تم سے عداوت تھی محبت کی بنا ڈالدے یہ بنائے محبت ابو سفیان اور رسول اللہ سے رشتہ دامادی ہو اور آپ نے ابوسفیان کی بیٹی سے

عقد فرمایا۔ اس کے علاوہ شیعوں سے جو کچھ صحابہ کے اختلافات اور جھگڑے نقل کئے جاتے ہیں وہ ثابت نہیں ہیں اور پوری قوم مثل ایک ماں کی اولاد کے متحد تھی اور کبھی ان میں سے کسی کا باطن اپنے ساتھی سے مکدر نہیں ہوا اور نہ کبھی ان میں اختلاف ہوا نہ نزاع ہوئی۔

یہاں تک ابو المعالی جوینی کا بیان ختم ہوا۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں ابو جعفر نقیب رحمۃ اللہ نے یہ کلام سن کر فرمایا کہ کچھ دن ہوئے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ابو المعالی جوینی کی رد میں بعض زیدیہ کا ایک کلام نقل کر کے رکھا تھا میں وہ تحریر آپ لوگوں کو دکھاتا ہوں جس میں غور کرنے کے بعد ان فقیہ نے جو کلام جوینی نقل کیا ہے اس کے لئے مزید بحث و مباحثہ کی ضرورت نہ رہے گی یہ کہہ کر نقیب نے لکھا ہوا ایک جز نکال کر دیا جسے ہم لوگوں نے اسی نشست میں پڑھ لیا اور تمام حاضرین نے اس جواب کو پسند کیا۔

پھر ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں اس مقام پر اس کا خلاصہ لکھتا ہوں چنانچہ وہ ص ۴۵۴ جلد چہارم شرح نہج البلاغہ میں کہتے ہیں۔

"اگر خداوند عالم نے اپنے دشمنوں کی دشمنی واجب نہ کی ہوتی جس طرح کہ اس نے اپنے دوستوں کی دوستی واجب کی ہے اور مسلمانوں کو اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں دی ہے۔ جبکہ عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے اور پروردگار عالم کی جانب سے خبر صحیح بھی اس پر دلیل ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: "تم نہ پاؤ گے کسی ایسی قوم کو جس کا اللہ اور روز آخر پر ایمان ہو کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتی ہو گی جو خدا و رسول سے عداوت رکھتے ہیں چاہے ان مومنوں کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا ان کے خاندان والے

ہوں۔

اور ارشاد ہے" اگر وہ اللہ اور نبی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ نبی پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ اُن (دشمنان خدا) کو اپنا دوست نہ بنائیں گے۔

اور فرمایا ——— "ایسی قوم کو دوست نہ بناؤ جن سے خدا غضبناک ہے"

اس کے علاوہ تمام اہل اسلام کا اجماع ہے کہ خدا نے اپنے دشمنوں کی عداوت اور اپنے دوستوں کی دوستی واجب کی ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ بغض فی اللہ اور حب فی اللہ واجب ہے۔

اگر یہ سب احکام نہ ہوتے تو ہم کبھی کسی سے دینی عداوت نہ رکھتے اور نہ کسی سے اظہار برأت کرتے اور پھر کسی سے ہماری عداوت بلا وجہ کہی جاتی۔

اگر ہم کو یہ گمان ہوتا کہ خداوند عالم ہمیں اتنا کہنے پر معذور سمجھے گا کہ پروردگار ان لوگوں کے معاملات ہماری آنکھوں کے سامنے نہ تھے۔ تو پھر جو امور ہماری نظروں سے غائب تھے اُن میں ہمارا دخل لایعنی ہوتا ——— اور ہم اس خیال پر اعتماد کر کے ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے لگتے۔

لیکن ہمیں تو یہ خوف ہے کہ خداوند عالم ہم سے جواب میں یہ فرمائے گا اگر اُن کے معاملات تمھاری نگاہوں سے غائب تھے تو کیا تمھاری عقلوں اور تمھارے کانوں سے بھی غائب تھے اور کیا تمھارے پاس اس سلسلہ میں ایسی صحیح خبریں نہیں پہونچی تھیں جیسی صحیح خبروں پر تم نے اعتماد کر کے اپنے کو اقرار بالنبیؐ کا پابند کیا اور ان سے دوستی کی جنھوں نے نبیؐ کی تصدیق کی اور ان سے دشمنی جنھوں نے نافرمانی کی اور اُن کا انکار کیا ——— تم کو قرآن میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس دین میں غور کرنے کا جو تمھارے

لئے رسول اللہ تھے تم کو اس کا خوف کیوں نہیں ہوا کہ کہیں کل تم اس آیت کے مصداق نہ ہو جاؤ۔" ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کی اطاعت کی، انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا" اب رہ گئی لفظ لعنت تو خدا نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کو واجب کیا ہے کیا تم نے اس فرمان باری کو دیکھا نہیں "اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللٰعنون" یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں" اس آیت میں لعنت کرنیوالی کی لعنت کی خبر دیکر دراصل لعنت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جیسے کہ آیہ" والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء" میں حکم بصورت خبر ہے۔

اور خدا نے نافرمانوں پر بھی لعنت کی ہے۔ ارشاد ہے۔

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود۔
بنی اسرائیل کے کافروں پر داود کی زبان سے لعنت کی گئی۔

اور ارشاد ہے ـــ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ــــــ بے شک جو لوگ خدا و رسول کو اذیت دیتے ہیں اُن پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت اور خدا نے ان کیلئے رسواکن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

اس آیت میں بھی خدا نے لعنت کی ہے۔ "ملعونین اینما ثقفوا اُخذوا وقتلوا تقتیلا" ــــــ وہ لوگ ملعون ہیں جہاں گئے پکڑے گئے اور خوب قتل کئے گئے

اور خداوند عالم ابلیس کیلئے فرماتا ہے" وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین"
ــــ اور تجھ پر میری لعنت ہو قیامت تک ــــ

اور فرمایا ہے "إن الله لعن الكافرين و اعد لهم سعيرا"

—— بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنم مہیا کر رکھا ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ لعنت کرنے میں کون سا ثواب ہے؟ اور خداوند عالم کسی مکلف سے یہ نہ کہے گا کہ تو نے لعنت کیوں نہ کی؟ اور یہ کہ اگر کسی پر لعنت کرنے کے بجائے اپنے لئے دعائے مغفرت کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص زندگی بھر ابلیس پر بھی لعنت نہ کرے تو اس سے اس کا مواخذہ نہ ہوگا ——

یہ سب باتیں ایسے جاہل کی معلوم ہوتی ہیں جو خود نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ لعنت کرنا بے شک طاعت الٰہی ہے اور اس پر ثواب کا استحقاق ہوگا اگر یہ لعنت صحیح طریقہ پر واقع ہو یعنی مستحق لعنت پر للہ اور فی اللہ لعنت کرے کسی تعصب کی وجہ سے یا اپنی نفسانی خواہش سے کسی پر لعنت نہ کرے۔ کیا اس شخص نے نہیں دیکھا کہ شریعت میں لعنت کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن بھی پکار رہا ہے۔ لعان کے سلسلہ میں بھی ارشاد ہے کہ (شوہر)

"پانچویں مرتبہ کہے گا کہ خود اس پر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹ بولنے والوں میں ہو" اگر خداوند عالم یہ نہ چاہتا کہ اس کے بندوں کی زبان پر لفظ لعنت جاری ہو اور وہ اسے بعنوانِ تعبد اختیار کریں تو پھر کیوں لعنت کو معالم شریعت میں قرار دیتا اور کیوں اپنی کتاب کی بہت سی آیتوں میں بار بار لعنت کی تکرار کرتا، اور قاتل کے حق میں نہ فرماتا کہ "خدا اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی" خدا کا فرمانا "خدا نے اس پر لعنت کی"، اس کا یہی مقصد ہے کہ ہم بھی اس پر لعنت کریں اور اگر اس کا مقصد نہ بھی ہو تب بھی ہمیں حق حاصل تھا کہ ہم اس پر لعنت کریں جس پر خدا نے لعنت

کی ہو کیا ایسا ہو سکتا ہو کہ خدا خود کسی پر لعنت کرے اور ہمیں اس پر لعنت کرنے کا حق نہ ہو عقل اسے باور نہیں کرتی — جس طرح عقل اسے جائز نہیں سمجھتی کہ خدا کسی بندے کی مدح فرمائے اور ہمیں اس کی مدح کا حق نہ ہو۔ اسی طرح خدا کسی کی مذمت نہ فرمائے گا مگر یہ کہ ہمیں بھی حق ہو گا کہ ہم اس کی مذمت کریں۔

ارشاد ہوتا ہے "ھل انبئکم بشر من ذالک مثوبۃً عند اللہ من لعنہ اللہ" اور ارشاد ہے "وقال ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا" اور ارشاد ہوتا ہے — "وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا"

کہنے والے نے یہ کیسے کہہ دیا کہ خدا کسی سے یہ سوال نہ کرے گا کہ تو نے لعنت کیوں نہ کی؟ کیا اس کہنے والے کو یہ نہیں معلوم خدا نے اپنے اولیاء سے دوستی اور اپنے اعداء سے دشمنی کا حکم دیا ہے تو جس طرح وہ سوال کرے گا کہ دوستوں سے دوستی کیوں نہیں کی؟ اسی طرح سوال کرے گا کہ دشمنوں سے تبرا کیوں نہیں کیا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ مثلاً ایک یہودی اگر اسلام لانا چاہے تو اس سے مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے اور کہے کہ میں ہر اس دین سے بیزار ہوں جو دین اسلام کے خلاف ہے لہذا اظہار بیزاری ضروری ہے کیونکہ اسی سے اسلام لانا مکمل ہوتا ہے کیا اس شخص نے کہنے والے کا یہ شعر نہیں سنا

تودّ عدوّی ثم تزعم انّنی صدیقک ان الرای عنک لعازب

یعنی تو میرے دشمن سے محبت کرتا ہے پھر بھی تجھے خیال ہے کہ تو میرا دوست ہے — صحت رائے تجھ سے الگ ہو گئی ہے۔

دوست کے دشمن سے محبت کے معنی یہ ہیں کہ دوست کی دوستی کو ختم کر دیا اور جب دوست کے دشمن سے محبت کرنا باطل تو پھر سوائے برأت کے اور کیا رہ جاتا ہے کیونکہ باجماع مسلمین یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان دشمنان خدا اور عاصیوں سے ایک بین بین درجہ رکھے کہ نہ تو ان سے محبت کرے اور نہ بیزاری۔

یہ جو کہا ہو کہ اگر لعنت کے عوض استغفر اللہ کہہ لیا تو اس کے لئے بہتر تھا تو جو شخص لعنت نہ کرے اور نہ لعنت کو واجب جانے اس کو استغفار کیا فائدہ دے گا کیونکہ وہ خدا کا نافرمان ہو اور حکم خدا کا مخالف ہو کیونکہ وہ ان لوگوں سے برأت نہیں کر رہا ہے جن سے برأت اور اظہار برأت کو خدا نے واجب کیا ہو اور جو شخص بعض معاصی پر مصر رہتا ہے تو بعض دوسرے معاصی سے اس کا استغفار نا قابل قبول ہوتا ہو۔

یہ بات کہ کوئی شخص زندگی بھر شیطان پر لعنت نہ کرے تو اس سے سوال نہ ہوگا کہ کیوں لعنت نہیں کی — اس کا جواب یہ ہو کہ اگر ایسا شخص اس خیال کا ہے کہ شیطان پر لعنت واجب نہیں ہو تو وہ کافر ہے اور اگر وہ لعنت کو ضروری تو سمجھتا ہے مگر عمداً اس کو ترک کئے ہے تو ایسا شخص گنہگار ہے — اس کے علاوہ شیطان پر لعنت نہ کرنے اور اس امت کے گمراہ کن افراد کے سرگروہوں پر لعنت نہ کرنے میں فرق ہو کیونکہ اگر کوئی فرد مسلم ابلیس پر لعنت نہیں کرتا تو اس کے لئے یہ خیال نہیں پیدا ہو سکتا کہ وہ ابلیس کے معاملہ میں کچھ شبہات رکھتا ہے یا شیطان کا حمایتی ہو لیکن امت کے ان گمراہ کن افراد کے معاملہ لعنت سے پرہیز ایسے شخص کو مشتبہ بنا سکتا ہے کہ کہیں یہ بھی تو اُن کا ہم خیال نہیں ہے۔ اور ایسی باتوں سے اجتناب لازم ہے جو کسی شخص کو دینی معاملات میں مشتبہ اور متہم بنا دیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ابلیس پر لعنت نہ کرنے اور ان لوگوں پر لعنت نہ کرنے میں فرق ہے۔

پھر مخالفین سے کہا جائے گا کہ اگر کوئی کہے کہ یزید بن معویہ اور حجاج بن یوسف کا معاملہ ہماری نگاہوں کے سامنے کا نہیں ہے لہذا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم ان کے معاملات میں دخل دیں یا ان سے دشمنی رکھیں اور اظہار برأت کریں تو کیا یہ قول اسی طرح کا نہیں ہے جیسا کہ مغیرہ وغیرہ کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے معاملات ہماری نگاہوں کے سامنے کے نہیں ہیں لہذا ہمارے لئے مناسب نہیں ہو کہ ہم ان میں دخل دیں اور اظہار برأت کریں ـــ اور جس کا جواب دیا جا چکا۔

پھر وہ فرماتے ہیں اے جمہور مسلمین اور نے حشویہ اور اہل حدیث تم لوگوں نے عثمان کے معاملہ میں کیسے دخل دیدیا حالانکہ ان کا واقعہ بھی تمھاری آنکھوں کا دیکھا نہ تھا پھر تم کیوں عثمان کے قاتلوں سے اظہار برأت کرتے ہو اور تم کو محمد بن ابی بکر کے لئے کیوں نہ خیال پیدا ہوا کہ ان کے سلسلہ میں ابو بکر کا لحاظ اور ان کی رعایت کرو کیونکہ ان کے نور نظر تھے ـــ پھر تم کیوں محمد بن ابی بکر پر لعنت کرتے ہو ان کو فاسق کہتے ہو۔ کیوں قاتلان عثمان سے اظہار بیزاری کرتے ہو ان کے معاملہ میں تم نے عائشہ ام المومنین کے حق کا بھی پاس نہ کیا۔ محمد ان ہی کے تو بھائی تھے۔

بس ہم کو روکتے ہو کہ ہم علیؑ. حسنؑ حسینؑ اور ان پر ظلم کرنے والوں ان کا حق غصب کرنے والوں کے معاملات میں دخل نہ دیں اور رسولؐ سے رشتہ داریوں کا خیال کریں، عثمان پر ظلم کرنے والوں پر لعنت کرنا سنت کیسے ہو گیا اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کے ظالموں پر لعنت کرنا بدعت کیوں ہو گیا۔

عائشہ کے معاملہ میں تو جمہور نے دخل دیا اور جمل میں ان کی طرف دیکھنے والوں اور ان سے یا حمیرا کہنے والوں پر لعنت شروع کر دی حالانکہ وہ واقعا حمیرا تھیں۔

اور ہم کو فاطمہؑ زہرا کے معاملات میں پڑنے سے روکا جا رہا ہے اور جو مظالم ان پر ان کے پدر بزرگوار کے بعد ہوئے ان میں دخل دینے کی ممانعت کی جا رہی ہے۔

اگر تم کہو کہ فاطمہؑ کے گھر میں لوگ جو گھسے اور ان کی جو بے پردگی کی گئی وہ نظام اسلامی کی حفاظت کیلئے تھی اور اس لئے تھی کہ امور اسلام میں انتشار نہ پیدا ہو اور مسلمان اپنی گردنوں سے طاعت حکومت کا پھندانہ اتار ڈالیں اور جماعت کا ساتھ دیں تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ عائشہ کی عماری کا پردہ بھی اس مصلحت کے ماتحت اٹھایا گیا۔ انھوں نے طاعت کی رسی کاٹ ڈالی تھی۔ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا تھا۔ ابھی علی بن ابی طالبؑ اپنا لشکر لیکر بصرہ پہونچے بھی نہیں تھے کہ عائشہ نے بصرہ میں عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلہ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے صلحاء و اخیار کا خون بہانا شروع کر دیا تھا، کتب سیر و تاریخ میں واقعات محفوظ ہیں۔ اگر فاطمہؑ کے گھر میں اس لئے گھسا جا سکتا ہے کہ انتشار امت کا فقط اندیشہ تھا اور ابھی کوئی امر ظہور پذیر نہیں ہوا تھا تو پھر عائشہ کی عماری کا پردہ بھی ہٹایا جا سکتا ہے جبکہ اُن کے ذریعہ سے انتشار امت و فسادات کا ظہور بھی ہو چکا تھا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ عائشہ کی بے پردگی ایسے کبائر میں کیسے ہو گئی کہ مجرمین ہمیشہ کیلئے جہنمی ہو گئے اور ان سے اظہار برارت واجب ہو گیا بلکہ ایمان کے مضبوط ترین رشتوں میں سے ہو گیا اور فاطمہؑ کی بے پردگی ان کے گھر کے اندر درانا چلے جانا ان کے دروازہ پر لکڑیوں کا انبار لگانا آگ لگا دینے کی دھمکی دینا (بلکہ آگ لگانا) جرم نہ قرار پایا بلکہ فاطمہؑ کے خلاف یہ اقدام ایمان کے مضبوط رشتوں میں ہو گیا اور دعائم سلام میں سے مستحکم ستون قرار پا گیا اور مسلمانوں کو اس اقدام سے عزت نصیب ہوئی اور اس سے فتنوں کی

آگ ٹھنڈی ہوئی. کم از کم دونوں حرمتوں کو ایک جیسا سمجھو دونوں کا پردہ ایک نظر سے تو لو۔ ہم تم سے یہ کہنا نہیں چاہتے (اگرچہ واقعہ ہے) کہ فاطمہؑ کی حرمت زیادہ عظیم ہے ان کی منزلت زیادہ بلند ہے اور ان کی حفاظت رسُول خدا کی قرابت کی وجہ سے زیادہ ضروری تھی کیونکہ فاطمہؑ بضعۃ النبی تھیں اور ان کے گوشت اور خون کا جزو تھیں ان کی برابری رسُول کی بیوی سے کیسے ہو سکتی ہے بیوی اجنبیہ جس سے کوئی نسبتی علاقہ بھی نہیں یہ رشتہ ایک مستعار رشتہ ہوتا ہے عقد نکاح مثل عقد اجارۂ منفعت کے ہے...

عائشہ یا رسُول کی دوسری بیوی کو فاطمہؑ کی منزلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے فاطمہؑ سے محبت رکھنے والے اور محبت نہ رکھنے والے سب کا بالاتفاق فیصلہ ہے کہ فاطمہؑ سیدۃ نساء عالمین ہیں۔

آج ہمیں رسُول کی رشتہ داروں کے نام پر ان کی بیوی ام حبیبہ کی قرابت کے نام پر ان کے بھائی کا لحاظ ضروری ہو جائے حالانکہ خود صحابہ نے اپنے اوپر یہ پابندی عائد نہیں کی اور انھوں نے رسُول خدا کی حرمت کا کوئی لحاظ ان کے اہلبیت کے بارے میں نہ کیا اور نہ صحابہ نے اپنے کو رسول کی رشتہ داری کی حفاظت کا پابند بنایا۔ ان کے داماد اور اُن کے چچازاد بھائی عثمان بن عفان کے متعلق سب نے مل کر ان کو قتل کیا اُن پر لعنت کی اور بہت سے اصحاب رسُول ان پر لعنت کرتے تھے حالانکہ وہ خلیفہ تھے منجملہ لعنت کرنے والوں کے خود عائشہ ہیں وہ کہا کرتی تھیں "نعثل کو قتل کر دو وہ کافر ہو گیا ہے"۔ "لعن اللہ نعثلا" اور منجملہ ان کے عبداللہ بن مسعود ہی بھی ہیں۔

معویہ نے علیؑ بن ابی طالبؑ ان کے دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ پر ان کی زندگی

---

۵ یہ لفظ عامہ کے مسلمات کے عنوان سے استعمال کیا گیا ہے۔

میں لعنت کی یہ سب عراق میں تھے اور معویہ اُن پر شام کے منبروں پر لعنت کرتا تھا او
نماز کے قنوت میں اُن پر لعنت کرتا تھا۔

عمر و ابو بکر نے سعد بن عبادہ کی زندگی میں اُن پر لعنت کی اُن سے برائت کا اظہار
کیا اُن کو مدینہ سے نکلوا کر شام بھیجدیا۔

عمر نے خالد بن ولید پر لعنت کی جبکہ اس نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ لعنت کرنا عام طور سے مسلمانوں میں رائج تھا جبکہ وہ کسی انسان کی ایسی معصیت
معلوم کر لیتے تھے جو لعنت اور برائت کا موجب ہوتی تو ایسا کیا کرتے تھے۔

اگر یہ بات، مان لی جائے کہ مثلاً زید کا خیال عمرو کی وجہ سے کیا جانے لگے تو پھر سعد بن
ابی وقاص کا خیال کرتے ہوئے اس کے بیٹے عمر بن سعد پر لعنت نہ کی جائے جو قاتل حسینؑ تھا
اور معویہ کا پاس کر کے یزید پر لعنت نہ ہو جو واقعہ حرہ کا سبب تھا اور حسینؑ کا قاتل تھا
اور اہل مسجد الحرام کو خائف کرنے والا تھا۔

اسی سلسلہ کی حسب ذیل عبارت بھی قابل توجہ ہے (ص۶۱ جلد چہارم شرح ابن
ابی الحدید)

تعجب ہو کہ حشویہ اور اصحاب حدیث ایک طرف تو انبیاء کے گناہوں کو ثابت
کرنے میں مجادلہ کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ انبیاء نے خدا کی نافرمانی کی اور
جو کوئی اس کا انکار کرے اسے مطعون کرتے ہیں کہ قدری ہے، معتزلی ہے کبھی کبھی اس کو ملحد
تک کہدیتے ہیں اور قرآنی نصوص کا مخالف قرار دیتے ہیں ہم نے ایک نہیں سو نہیں بلکہ ہزار
اشخاص دیکھے ہیں جو اس مسئلہ میں جھگڑتے ہیں کبھی کہتے ہیں معاذ اللہ جناب یوسفؑ عزیز مصر
کی بیوی کے پاس اس نشست سے بیٹھ چکے تھے جس طرح مرد عورت سے مقاربت کرنیکو

بیٹھتا ہے کبھی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ جناب داؤد نے اوریا کو اس لئے مار ڈالا کہ اس کی بیوی سے شادی کر لیں اور کبھی کہتے ہیں معاذ اللہ رسول اللہ نبوت کے قبل گمراہ تھے۔ کبھی زینب بنت جحش اور فدا یوم بدر کا قصہ لے بیٹھتے ہیں۔ جناب آدمؑ کی معصیت ثابت کرنا اور جو لوگ معصیت آدمؑ کے منکر ہیں ان سے مناظرہ تو ان کی عادت بن گیا ہے ــــــ

اور دوسری طرف اگر کوئی شخص عمرو عاص معاویہ (یزید بن معویہ وغیرہ) کے لئے گفتگو کرتا ہے اور ان کی جانب معصیت کی نسبت دیتا ہے تو ان کے چہرے سُرخ ہو جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں بدعتی ہے رافضی ہے صحابہ کو گالیاں دیتا ہے سلف صالحین کو برا کہتا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ معاصی انبیاء کے گنواتے میں ہم آیات کلام کا اتباع کرتے ہیں قرآن میں خود انبیاء کی لغزشیں مذکور ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ گناہگاروں سے اظہار برأت اور ان پر لعنت میں بھی نصوص قرآن کا اتباع کرو۔ قرآن کریم نے کھل کر فرمایا ہے

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ۔

نہ پاؤ گے اُس قوم کو جس کا ایمان اللہ اور روز آخر پہ ہو کہ وہ ان کو دوست رکھے گی جو خدا اور رسُول کے دشمن ہیں۔

اور ارشاد ہے ــــ اگر ایک جماعت دوسرے سے بغاوت کرے تو جو بغاوت کرے اُس سے جنگ کرو یہاں تک کہ باغی جماعت امر الٰہی کی طرف واپس آجائے۔

ــ اس آیت میں تو باغی سے جنگ تک کرنے کا حکم ہے۔ برأت اور لعنت تو جنگ سے بہت کم ہے ــــ

ابن ابی الحدید نے ان تمام دلیلوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہو کہ تمام حاضرین نے

ان جوابات کو پسند کیا۔ ہمارے خیال میں جو کچھ اس افادۂ عالیہ — میں کہا گیا ہے اس سے یزید کی حمایت کرنے والوں کے تمام دلائل کا ابطال تشفی بخش طریقہ پر ہو گیا۔ پھر بھی مزید اطمینان کے لئے کچھ اور لکھا جاتا ہے۔

غزالی احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف میں ابن عباس سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ "رسول خدا نے فرمایا ہر گز کسی ایسے کے پاس نہ ٹھہرنا جو کسی مظلوم کو قتل کر رہا ہو، کیونکہ آسمان سے اُس شخص تک پر لعنت اترتی ہے جو اس موقع پر موجود ہو کیونکہ اُس نے مظلوم کی جانب سے مدافعت نہیں کی — اور ہر گز ایسے شخص کے پاس نہ ٹھہرنا جو کسی مظلوم کو مار رہا ہو کیونکہ جتنے اس وقت موجود ہوتے ہیں ان پر لعنت آسمان سے اترتی ہے —

معلوم ہوا کہ — لعنت آسمانی نہ صرف ظالم بلکہ ظالم کے فعل پر سکوت کرنے والوں تک پر بنص رسول آسمان سے اترتی ہے۔

احیاء العلوم میں بیان "بغض فی اللہ" میں تحریر کرتے ہیں۔

وکلھم اتفقوا علی اظھار البغض للظلمۃ والمتبدعۃ وکل من عصی اللہ بمعصیۃ متعدیۃ منہ الی غیرہ والاسباب المقتضیۃ للعن ثلثۃ الکفر والبدعۃ والفسق

سب کا اتفاق و اجماع ہے کہ ظالموں، بدعتیوں، سے اظہار بغض کرنا چاہئے اور ہر ایسے نافرمان سے جو خدا کی نافرمانی اس طرح کرے کہ اس کا اثر دوسرے تک بھی پہونچے۔

کیا غزالی کو نہیں معلوم کہ یزید ظالم، بدعتی اور ایسے معاصی کا مرتکب تھا کہ اُن کا اثر ہزاروں اشخاص تک پہونچا تو پھر کیوں نہ یزید سے اظہار نفرت و بیزاری کیا جائے۔

فرماتے ہیں لعنت کا سبب تین صفتیں ہیں۔ کفر، بدعت، فسق۔

ہم کہتے ہیں یہ تینوں صفتیں یزید میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ وہ کافر، بدعتی اور فاسق تھا لہذا بتصریح غزالی ملعون ہوا۔

اسی لئے اکثر علماء اسلام نے یزید کو ملعون قرار دیا ہے اور اس میں کسی قسم کا توقف نہیں کیا ہے یہ علماء بھی اپنے مذہب میں بڑے کٹر تھے، محتاط کہلاتے ہیں، محقق کہے جاتے ہیں کیا وہ بلاوجہ یزید پر لعنت کرتے ہیں۔ لاعنین یزید کی فہرست بہت طولانی ہے ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ کچھ علماء کا تذکرہ کرتے ہیں۔

پہلے تو آپ ہماری کتاب کے صفحات (۱۷) (۲۳) (۲۴) (۲۷) (۲۹) (۳۴) (۳۵) (۳۷) (۳۸) (۴۰) (۴۴) (۴۷) (۵۱) (۵۳) (۵۴) (۵۷) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۷۶) (۷۷) (۹۷) (۱۰۴) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۶) (۱۲۲) (۱۲۵) ملاحظہ فرمائیں ان میں آپ کو معلوم ہوگا کہ حسب ذیل علماء و محققین نے یزید پر لعنت کی ہے اور لعنت کا فتویٰ دیا ہے

امام احمد بن حنبل[1]، علامہ ابن جوزی[2]، ابو یعلی[3]، کیا الکہراسی[4]، علامہ تفتازانی[5]، علامہ قسطلانی[6]، علامہ ابن حجر مکی[7]، مولانا ابو شکور سلمی[8]، علامہ سیوطی[9]، علامہ سبط ابن جوزی[10]، ابن جوزی[11] ابن عقیل[12]، شیخ عبداللہ شبراوی[13]، علامہ جاحظ[14]، شیخ صبان مصری[15]، شیخ اسماعیل نبہانی[16]، مولانا عبدالحی فرنگی محلی[17]، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی[18]، علامہ آلوسی بغدادی[19]، شاہ عبدالعزیز دہلوی[20] مولانا سلامت اللہ دہلوی[21]، صاحب حبیب السیر[22]، مرزا محمد بدخشی[23]، ملک العلماء دولت آبادی[24]،

شاہ عبدالحق محدث دہلوی[۲۵] اساتذہ مولانا سلامۃ اللہ دہلوی[۲۶] علما کی ایک بڑی جماعت[۲۷] ان حضرات کی تصریحات کے سامنے صرف غزالی اور ابن تیمیہ وغیرہ کی لعنت یزید سے ممانعت کیا وقعت رکھتی ہے جبکہ ان میں سے اکثر نے استدلالی فتویٰ دیا ہے اور بعض نے غزالی وغیرہ کے استدلال کو رد بھی کیا ہے۔

سب سے زیادہ زور دیکر جو بات لعنت کی مخالفت کرنے والوں کی طرف سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کا نام لیکر لعنت کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے ہم سابق میں اشارہ کر چکے ہیں، رسول اسلام نے خود بھی نام لے کر لعنت کی ہے اور شرح ابن ابی الحدید کے بیان سے واضح کر چکے کہ اصحاب رسول نے بھی نام لیکر لعنتیں کی ہیں۔ ذیل میں دو ایک حدیثیں پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں جن سے رسول خدا کا بصراحت لعنت کرنا واضح ہوتا ہے۔

قال رسول اللہ یوم احد اللھم العن ابا سفیان اللھم العن سھیل بن عمرو اللھم العن صفوان بن امیہ۔ (تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۷۱)

رسول خدا نے بروز احد فرمایا خدا ابو سفیان پر لعنت کر خدایا سہیل بن عمرو پر لعنت کر خدایا صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔

حیواۃ الحیوان لغت وزغہ ج دوم ص ۳۹۶

وروی الحاکم فی کتاب الفتن والملاحم من المستدرک عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ انہ قال کان لا یولد لاحد مولود الا اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فید عولہ فادخل علیہ مروان ابن الحکم فقال الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون ثم قال صحیح الاسناد۔

وروی بعدہ بیسیر عن محمد بن زیاد قال لما بایع معویہ لابنہ یزید
قال مروان سنۃ ابی بکر و عمر فقال عبد الرحمن بن ابی بکر
سنۃ ہرقل وقیصر فقال لہ مروان انت الذی انزل اللہ فیک
والذی قال لوالدیہ اف لکما فبلغ ذلک عائشہ فقالت کذب
واللہ ماھو بہ ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن ابا مروان
ومروان فی صلبہ۔ ثم روی الحاکم عنہ عمرو بن مرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ
وکانت لہ صحبۃ قال ان الحکم بن ابی العاص استاذن علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نعرف صوتہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ائذنوا
لہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی من یخرج من صلبہ الا المومن وقلیل
ماھم یشرفون فی الدنیا ویضعون فی الآخرۃ ذو مکر وخدیعۃ
یعطون فی الدنیا وما لھم فی الآخرۃ من خلاق

(ترجمہ) مستدرک کے کتاب الفتن و الملاحم میں عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت
کی ہے کہ جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ نبیؐ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا تھا آپ
اس کے لئے دعا کرتے تھے اسی سلسلہ میں جب مروان بن حکم پیدا ہوا تو آپ کی خدمت
میں لایا گیا آپ نے فرمایا وہ چھپکلی کا بچہ چھپکلی ہے ملعون کا بچہ ملعون ہے۔ حاکم نے کہا ہے
کہ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

مذکورہ روایت کے تھوڑے سے فاصلہ پر حاکم نے محمد بن زیاد سے روایت کی ہے
کہ جب معویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی تو مروان نے کہا۔ یہی ابوبکر و عمر کی سنت ہے،
تو عبد الرحمٰن بن ابو بکر نے کہا نہیں بلکہ یہ ہرقل و قیصر کی سنت ہے۔ مروان نے ان سے

جواب میں کہا تمھارے لئے تو قرآن کی یہ آیت اتری ہے "اور وہ شخص جس نے اپنے والدین سے کہا تمھارے لئے اُف ہو" — مروان کی یہ بات عائشہ تک پہونچی تو انھوں نے کہا خدا کی قسم مروان جھوٹ بولا آیت سے مراد میرا بھائی عبدالرحمن نہیں ہے — لیکن یہ واقعہ ہو کہ رسُول خدا نے مروان کے باپ پر اُس وقت لعنت کی تھی جبکہ مروان اپنے باپ کی صلب میں تھا — پھر حاکم نے عمرو بن مرۃ جھنی سے روایت کی ہو — اور ان کو بھی شرف صحبت حاصل تھا — کہ (مروان کے باپ) حکم بن ابی العاص نے رسُول کی خدمت میں اذن باریابی طلب کیا، رسُول نے اس کی آواز پہچان لی اور آپ نے فرمایا اس کو آنے کی اجازت دیدو اس پر خدا کی لعنت ہو اور ان پر بھی جو اس کی صلب سے پیدا ہوں — سوائے مومنین کے اور وہ بھی بہت کم ہوں گے — ان کو دنیا میں تو شرف دیا جائے گا لیکن آخرت میں ضایع ہوں گے وہ لوگ صاحبان مکر و فریب ہوں گے ان کو دنیا ملے گی لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا —

کنز العمال ج ۶ ص ۹۱ میں بھی ابن کعب قرظی سے مروی ہے۔

قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم وما ولد الا الصالحین وھم قلیل

رسُول خدا نے حکم اور اس کی اولاد پر صالحین کو مستثنیٰ کر کے لعنت کی تھی اور صالحین اس کی اولاد میں بہت کم ہیں۔

حبیب السیر ج ۲ ص ۳ — و این قطعہ باوزی منسوب است بعد از سخن مذکور در آں کتاب مسطور است۔

د استنان پسر ہند مگر نشنیدی — کہ ازیں دو سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید

جناب عائشہ کا یہ ارشاد تفسیر فخر رازی ج ۵ ص ۱۰۹ میں بھی موجود ہے۔

پدر او لب و دندان پیمبر بشکست مادر او جگر عم پیمبر بمکید

او بناحق حق داماد پیمبر بگرفت پسر او سر فرزند پیمبر ببرید

برچنین قوم تو لعنت نہ کنی شرمت باد لعن اللہ یزیداً و علی آل یزید

(ترجمہ اشعار) کیا پسر ہند کی داستان تم نے نہیں سنی کہ ان دو تین اشخاص سے پیغمبرؐ کو کیا صدمے پہونچے، اس کے باپ نے پیغمبر کے دندان مبارک توڑے لبہائے مبارک زخمی کئے اس کی ماں نے پیغمبرؐ کے چچا کا کلیجہ چبایا خود اُس نے داماد پیغمبر کے حق پر ناحق قبضہ کیا۔ اس کے بیٹے نے فرزند پیغمبرؐ کا سر کاٹا، ایسی قوم پر لعنت نہیں کرتے شرم کی بات ہے خدا یزید پر اور اس کی آل پر لعنت کرے۔

صاحب حبیب السیر نے تو ان اشعار کی نسبت انوری شاعر معروف کی طرف دی ہو لیکن حبیب السیر کے حاشیہ پر محمد تقی الشوستری نے لکھا ہے کہ "یہ قطعہ دیوان انوری میں میری نظر سے نہیں گذرا لیکن محمد صالح حسینی متخلص بہ کشفی نے مناقب مرتضوی میں لکھا ہے کہ ان اشعار کے نظم کرنے والے ملا سعد الدین تفتازانی ہیں"

جناب فردوس مآبؒ نے عبقات الانوار میں بھی اس قطعہ کو علامہ تفتازانی کے نام سے تحریر فرمایا ہو اور جناب ممدوح کا قول خود سند ہے،

ناظرین مولوی حیدر علی فیض آبادی کے نام سے تو ضرور واقف ہیں آپ ہی نے مذہب شیعہ کی رد میں منتہی الکلام اور ازالۃ الغین جیسی مشہور کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

آپنے اپنی کتاب ازالۃ الغین میں یزید پر لعنت کرنے والے علماء و محدثین و محققین اہل سنت کی ایک طولانی فہرست لکھی ہے جسے ہم یہاں ملخصاً نقل کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں۔ جان لو کہ یزید پر لعنت کرنے والوں اور اسکو کافر کہنے والوں میں

حسب ذیل حضرات ہیں[ع]

(۱) بقیتہ المجتہدین طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری ان کی تصنیف خلاصۃ ال
اس کی گواہ ہے۔

(۲) امام زاہد قوام الدین صفاری جو بے باکانہ یزید پر لعنت کیا کرتے تھے۔

(۳) افضل متاخرین حافظ الدین محمد کردی۔ آپ نے کتاب وجیز میں یزید پر لعنت
کو جائز کیا ہے۔

(۴) جوزی جنھوں نے اپنے بیٹے کے سوال کے جواب میں فتویٰ دیا تھا کہ یزید پر لعنت جائز
(۵) محمد بن سلیمان کفوی جو اپنی کتاب اعلام الاخبار من فقہاء مذہب النعمان المختار
میں فرماتے ہیں۔

"والحق ان لعن یزید بناءً علی اشتهار کفره وتواتره وظهور سره علی
ما عرف تفاصیله والا فاللعن علی الشخص وان کان فاسقا لا یجوز بخلاف
اللعن علی الجنس کقوله تعالیٰ لعنة الله علی الظالمین"

حق یہ ہو کہ یزید پر لعنت اس بنا پر جائز ہے کہ اس کا کفر مشہور ہے متواتر ہے
اور اس کے دل کے راز بالکل ظاہر ہو گئے تھے جیسے کہ اس کی تفصیلیں معروف میں
ورنہ (اس کے علاوہ) کسی معین آدمی پر چاہے وہ فاسق ہی ہو لعنت کرنا جائز نہیں ہے
اس کے برخلاف جنس پر لعنت جائز ہے جیسا قول باری تعالیٰ "ظالمین پر خدا کی لعنت ہو"

(۶) قدوۃ المتقین احمد بن سلیمان

[ع] تمام ناموں کے ساتھ جو القاب ہیں وہ خود حیدر علی صاحب نے لکھے ہیں
اور وہی ذمہ دار ہیں ——— ہم صرف ناقل ہیں ۔

(۷) دمیری صاحب حیواۃ الحیوان

(۸) امام الفقہاء والمحدثین احمد بن حنبل

(۹) سند المحدثین والمتقدمین ابوالفرج ابن جوزی ۔

(۱۰) عبداللہ بن یوسف قرملی

(۱۱) قاضی ابو یعلی موصلی

(۱۲) حماد بن النعمہ

(۱۳) مولانا جلال الدین بخاری

(۱۴) مؤلف کتاب دستور چنانچہ ان سے یہ کلام منقول ہے ۔

"قال المعتمدون انہ کان راضیاً بحرب الحسینؑ وامر بقتلہ واھان راسہ واھل بیتہ بانواع الاھانۃ وھو مشھور بتفاصیل مختلفۃ فلا یمتنع اللعن علیہ ومن اعانہ لانہ کفر باللہ حین امر بقتل الحسینؑ وحربہ واھانۃ اھل البیت والائمۃ اجتمعت والائمۃ اتفقت علی کفرہ واللعن علی امرہ وقاتلہ لان الامر والراضی بالکفر یکفر قبل ان یفعل المامور ___

معتمد حضرات کہتے ہیں کہ وہ (یزید) حسینؑ سے لڑائی پر راضی تھا اور اس نے ان کے قتل کا حکم بھی دیا ۔ اور اس نے آپکے سر کی اور آپ کے اہل بیت کی طرح طرح سے توہین کی جو بالکل مشہور ہے مختلف تفصیلوں کے ساتھ ___ لہذا اس پر لعنت کی ممانعت نہیں کی جاسکتی اور نہ اس پر جس نے اس کی اس امر میں اعانت کی کیونکہ یزید اسی وقت کافر ہو گیا جبکہ اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا اور

ن سے لڑنے اور اہانت اہلبیتؑ کے احکام دیئے امت کا اجماع ہے اور تمام
ئمہ کا اتفاق ہے کہ وہ کافر تھا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ جس نے حکم قتل دیا اور جس نے
قتل کیا اس پر لعنت کی جائے کیونکہ کفر کا حکم دینے والا اور کفر پر راضی رہنے والا،
ر" کافر ہو جاتا ہے خواہ ابھی جس کو حکم دیا گیا ہے وہ اس بات کو بجا بھی نہ لایا ہو۔
ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر امر میں اجماع مسلمین کا احترام کیا جاتا ہے لیکن کے کو یزید
دہ کی لعنت پر عامہ مسلمین اور علماء و ائمہ مذہب کے متفقہ فیصلہ کو غزالی اور ابن تیمیہ
ر ان کے ایسے دو ایک کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔ اجماع کا اعتبار ہے تو ہر جگہ
ونا چاہئے اور نہیں ہو تو کسی موقع پر معتبر نہ ہونا چاہئے۔

(۱۵) ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی

(۱۶) سعد الملۃ والدین تفتازانی

(۱۷) ابو الحسن بن محمد بن علی الطبری ملقب بہ عماد الدین فقیہ شافعی مدرس مدرسہ نظامیہ
نھوں نے یزید شقی پر لعنت کا استدلالی و برہانی فتویٰ لکھا ہے اور اس فتویٰ کو
ضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے

ممدوح کیا ہراسی کے لقب سے مشہور ہیں اور ثانی غزالی کہے جاتے ہیں،
پ کا فتویٰ ہم نے وفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۳۷ سے اپنی کتاب کے ص ۲۹ پر نقل کیا ہے،

(۱۸) فقہ اکبر کے بعض شارحین۔

(۱۹) جلال الدین سیوطی

آپ کا فتویٰ بھی ہم اس کتاب میں سابقاً نقل کر چکے ہیں

(۲۰) محمد بدخشی

(۲۱) خواجہ نصیر الملۃ والدین مشہور بہ خواجہ نصر اللہ کابلی گنگاکی و مدنی اصلاً مولف صواقع محرقہ و بوارق موبقہ و نہج السلامۃ و فضائح الروافض

(۲۲) نصر اللہ کابلی کے فرزند دلبند مولف سواطع مشرقہ شرح صواقع محرقہ

(۲۳) مصنف السیف المسلول

(۲۴) شیخ عبد الحق دہلوی

(۲۵) محدث دہلوی مذکور کے فرزند نور الحق دہلوی۔

(۲۶) مولوی اکرم الدین دہلوی

(۲۷) حضرت اسوۃ المحدثین المتبحرین قدوۃ العرفاء السالکین شاہ ولی اللہ دہلوی

(۲۸) حجۃ اللہ علی البریۃ صاحب تحفہ اثنا عشریہ

(۲۹) اُن کے ارشد تلامذہ مولانا محمد رشید الدین (صاحب ایضاح لطافۃ المقال)

(۳۰) مولانا بحر العلوم العقلیۃ والاصولیۃ مولوی عبد العلی۔

اس کے بعد ممدوح نے کتابوں کی فہرست مہم دی ہے جن میں یہ فتاوٰے مذکور ہیں جس کو بہ نظر اختصار ترک کیا گیا (ازالۃ الغین ص ۱۳۴)

اس فہرست کے ساتھ ان ناموں کو بھی شامل کر لیجیے جن کا ہم پہلے حوالہ دے چکے ہیں۔ یہ سب یزید کو بالاتفاق ملعون کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اہلبیتؑ طاہرینؑ کا اُس کے ملعون اور قاتل حسینؑ ہونے پر اجماع قائم ہے۔ اور جملہ شیعیان اہلبیتؑ جو اصول عقائد و فروع میں اہلبیتؑ کے پیرو ہیں یزید کو شقی و ملعون و قاتل ذریت طاہرہ جانتے ہیں۔ وکفیٰ بذالک حجۃً و برھاناً۔

ع ۵ یہ وہی صواقع ہے جس کو فارسی میں نقل کر کے شاہ عبد العزیز دہلوی نے اس کا نام تحفہ اثنا عشریہ رکھ لیا

یزید کیلئے رسول خدا کے ارشادات

اہل اسلام کی کتابوں میں ایسی حدیثیں جابجا ملتی ہیں جن میں سے بعض میں صراحتہً یزید کا نام لیا گیا ہے اور بعض میں نام نہیں ہے مگر وہ حدیث دیگر قرائن کی وجہ سے اسی کی ذات پر منطبق ہوتی ہے۔

(۱) ابو یعلی کی روایت۔ عن ابی عبیدہ قال قال رسول اللہ صلعم لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید

ابو عبیدہ کہتے ہیں رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا معاملہ برابر عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ ایک مرد بنی امیہ کا ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔

یہ روایت تاریخ الخلفاء ص ۲۰۸ اور صواعق محرقہ ص ۱۳۲ میں مروی ہے۔ مگر اس کی سند کو ضعیف کہا ہے لیکن ذیل کی روایات سے اس کی تقویت ہوتی ہے اور ضعف منجبر ہوجاتا ہے۔

(۲) اخرج الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء سمعت النبی صلعم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید

رویانی نے اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کی ہے۔ انھوں نے نبی سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ پہلا شخص جو میری سنت کو بالکل تبدیل کر دیگا ایک مرد ہوگا

بنی امیہ میں سے جس کو یزید کہا جائے گا۔

خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۷ اور صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۲ میں

یہ حدیث مروی ہے اور اس کو ضعیف بھی نہیں کہا ہے۔

(۳) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹ میں سیوطی نے واقعہ حرہ کے سلسلہ میں مدینہ کی بے احترامی اور تباہی و بربادی کا ذکر کرکے بلا فاصلہ حسب ذیل حدیث لکھی ہے اور اس طرح اس کو یزید کی ذات پر منطبق کیا ہے۔

قال صلعم من اخاف اهل المدينة اخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين رواه مسلم۔

رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے جو اہل مدینہ کو ڈرائے اس کو خدا ڈرائے اور اس پر خدا، ملائکہ اور انسانوں سب کی لعنت ہو۔ اس کی مسلم نے روایت کی ہے

(۴) رسول خدا نے فرمایا - يزيد لا بارك الله في يزيد الطعان اللعان اما انه نعى الى حبيبي وسخيلي حسينؑ اتيت تيربته ورايت قاتله اما انه لا يقتل بين ظهرانى قوم فلا ينصرونه الا عمهم الله بعقاب۔ (کنزالعمال ج ۶ صفحہ ۲۳۲)

یزید - خدا یزید کو برکت نہ دے۔ بڑے طعن کرنیوالا بڑی لعنتیں کرنیوالا آگاہ ہو کہ میرے حبیب اور میرے بچے حسینؑ کی سنائی مجھے سنائی گئی میرے پاس اس کی خاک (مدفن) بھی لائی گئی ہو اور میں نے اس کے قاتل کو بھی دیکھا۔ آگاہ ہو کہ جس قوم کے سامنے اُسے قتل کیا جائے گا۔ اور وہ اس کی مدد نہ کرے گی تو خداوند عالم کا عمومی عذاب اس پر نازل ہوگا۔ یہی روایت کتاب ثبت بالسنۃ صفحہ ۱۲

یں جناب عائشہ سے مروی ہے۔

(۵) مولوی وحید الزماں صاحب حیدرآبادی کی کتاب انوار اللغۃ پارہ ۱۸ ص ۱۳
میں رسول خدا کا ارشاد مذکور ہے " اوّہ لفراخ محمد من خلیفۃ یستخلف
عتریف مترف یقتل خلفی وخلف الخلف "
ہائے افسوس محمدؐ کے بیٹے کے ان مظالم پر جو ایک ایسے خلیفہ کی طرف سے ہوں گے
جس کو لوگوں کی طرف سے خلیفہ بنایا جائے گا جو ظالم اور عیش پسند ہوگا جو میرے بیٹے
اور ان کی ذریت کو قتل کرے گا۔

(۶) مناقب السادات تالیف ملک العلماء دولت آبادی (نسخہ قلمی) متواتر
احادیث سے ثابت ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ارشاد
فرمایا کہ معاویہ کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ اس کے
ہاتھوں میرے فرزند کو تکلیفیں پہونچیں گی"

(۷) شرح بخاری للعسقلانی ج ۱۰ ص ۱۶۳

راوی کا بیان ہے کہ وہ ابو ہریرہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا وہاں مروان
بھی موجود تھا ابو ہریرہ نے کہا میں نے صادق مصدق کی زبانی سنا ہے آپ نے فرمایا
" ھلاک امتی علی یدی غلمۃ من قریش "
میری امت کی ہلاکت قریش کے کچھ لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔
یہ حدیث سن کر مروان نے کہا۔ خدا ان لڑکوں پر لعنت کرے۔ ابو ہریرہ نے
کہا اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ لڑکے بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں ——
اور ابن ابی شیبہ کے نزدیک دوسری طرح سے یوں مروی ہے۔

کہ ابوہریرہ کہتے تھے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں بچوں کی حکومت سے اور یہ بھی کہا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو تو ہلاک ہو جاؤ یعنی دینی اعتبار سے اور اگر ان کی نافرمانی کرو تو وہ تم کو ہلاک کر ڈالیں دنیاوی لحاظ سے تمھاری جان لے کر یا مال پر قبضہ کرکے یا دونوں طرح سے۔

اور ابن ابی شیبہ کے نزدیک یہ بھی ثابت ہو کہ ابوہریرہ بازاروں میں یہ کہتے ہوئے چلتے تھے: "اللھم لا تدرکنی سنۃ ستین ولا امارۃ الصبیان"

خدا مجھے سنہ ۶۰ھ تک زندہ نہ رکھنا نہ بچوں کی حکومت تک۔

لوگ سوال کیا کرتے تھے کہ بچوں کی حکومت سے کیا مراد ہے؟ خدا نے ابوہریرہ کی دعا مستجاب کی اور وہ اسکے ایک سال پہلے مرگئے۔ فتح الباری میں ہے کہ اس واقعہ سے اس کا اشارہ ہوتا ہے کہ رسول خدا نے جن لڑکوں کا ذکر کیا ہے ان کا پہلا لڑکا سنہ ۶۰ھ میں حاکم ہوا اور ایسا ہی ہے بھی کیونکہ یزید بن معویہ اسی سال خلیفہ بنا ہے اور سنہ ۶۴ھ تک زندہ رہ کر مرگیا ــــ (شرح بخاری کا ترجمہ ختم ہوا) ان احادیث کے علاوہ بار بار رسول خدا نے اپنے فرزند کے قتل ہونے کی جو خبر دی ہے ان میں سے اکثر میں ظالمین کا بھی تذکرہ ہے جس میں بہرحال یزید بھی شامل ہے۔

یزید کے متعلق بعض اصحاب رسول و تابعین کے خیالات

اس عنوان کے ماتحت کچھ لکھنے کی اب ضرورت نہیں باقی رہی مختلف مباحث
میں اس کے لئے کافی حوالے گذر چکے ہیں واقعہ حرہ کے ذیل میں آپ کو معلوم ہو چکا
کہ جملہ اہل مدینہ اس کو فاسق جانتے تھے انھیں نے اس کی بیعت بھی توڑ ڈالی تھی
ابن غسیل الملائکہ اور پورے وفد کا بیان بھی گذر چکا جو انھوں نے یزید کے پاس
سے واپس آکر دیا تھا ـــــ مدینہ اس وقت صحابہ اور تابعین سے چھلک رہا تھا
عبداللہ بن زبیر یزید کو کیسا سمجھتے تھے ان کے اقدام ہی سے واضح ہے۔ منذر بن
زبیر نے بصرہ سے واپسی پر جو کہا وہ بھی لکھا جا چکا ـــــ جناب عائشہ تو ایک
حدیث کی راوی ہیں جس میں یزید کی مذمت ہو۔ اور اسی قسم کی حدیث ابو عبیدہ
ابو درداء بھی نقل کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ کا خیال بھی آپ کو معلوم ہو چکا۔
حسن بصری کی رائے بھی لکھی جا چکی۔ ابن عباس کی رائے بھی آپ کو معلوم ہو چکی۔
خود امام حسین علیہ السلام یزید کو کیسا سمجھتے تھے اس خط میں گذر چکا جو آپ نے معویہ کو
لکھا تھا اور پھر آپ کے انکار بیعت اور مظلومانہ مقابلہ سے تو بالکل واضح ہو گیا کہ
آپ یزید کو کیسا سمجھتے تھے۔

یزید کے متعلق ہماری کتاب کو غور سے پڑھئے اور پھر دیکھئے کہ یہ افسوسناک حقیقت بھی اپنی جگہ
پر ہے کہ بقول ابن خلدون "صحابہ کی اکثریت یزید کے ساتھ تھی۔ اور اس کے خلاف خروج کو جائز
نہیں سمجھتی تھی" حالانکہ بقول ابن خلدون حسین سے زیادہ ان کے زمانہ میں کون عادل ہو سکتا ہے؟ (مقدمہ ۱۸۵)

حدیث مغفرت یزید

بسلسلۂ جنگ قسطنطنیہ

اختتام کلام پر صرف ایک بات پر اور روشنی ڈالنا ہے اور وہ ہے فتح قسطنطنیہ والی حدیث جس میں رسول خدا کی زبانی کہلوایا گیا ہے کہ پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر چڑھائی کریگا اس کی مغفرت ہو چکی اور بعض علماء اہل سنت اس کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور اُس سے یزید کی فضیلت نکالتے ہیں۔

اولاً تو ہم اس حدیث کو موضوع سمجھتے ہیں، بنی امیہ کے خوشامدیوں نے ان کو خوش کرنے کے لئے گڑھی ہے کرائے کے راویوں کی کمی نہ تھی ابوالحسن مدائنی کی کتاب الاحداث نے اس سازش پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے[ع۵] اور پھر عامہ کے طرق سے مروی حدیث ہمارے لئے حجت کب ہوسکتی ہے۔ ہم نے شروع سے آخر تک یزید کے لئے، اپنے مذہب کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور یہی مقام مناظرہ میں ہونا ہے ہر شخص کو اس کے مسلمات سے قائل کیا جاتا ہے آپ ہمارے مقابلہ میں یزید کی مغفرت ثابت کرنے کے لئے اپنی بخاری کی اس حدیث کو کیسے پیش کر سکتے ہیں اور ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ پھر حدیث مذکور کے متعلق ہم آپ ہی کی کتابوں سے اصلیت بھی پیش کئے دیتے ہیں اور یہ کہ آپ کے علماء اس میں یزید کو شامل سمجھتے ہیں یا نہیں؟

ع۵ اس کے لئے ہماری کتاب حدیث مدینۃ العلم کا دیباچہ ملاحظہ ہو۔

ابن تیمیہ صاحب نے منہاج السنۃ میں اور بعض دیگر علماء اہل سنت نے یزید کی مغفرت کے لئے استدلال کیا ہے اور صحیح بخاری کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا "پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گا اس کی مغفرت ہوگی"۔

وہ کہتے ہیں کہ صحابہ یزید کیساتھ غزوات میں شرکت کرتے تھے چنانچہ یزید نے اپنے باپ کی زندگی میں قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ لشکر میں ابو ایوب انصاری بھی تھے اور یہ لشکر پہلا لشکر ہے جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا لہٰذا حدیث مذکور کی روشنی میں یزید کی مغفرت ہوگئی۔

ابن تیمیہ نے پہلا تصرف اس حدیث میں یہ کیا ہے کہ قسطنطنیہ کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا صحیح بخاری میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم" میری امت کا جو لشکر "شہر قیصر" پر پہلے پہل حملہ آور ہوگا اسکی مغفرت ہوگی"۔۔۔۔ بخاری میں بجائے قسطنطنیہ کے "مدینہ قیصر" ہے لہٰذا قسطنطنیہ ہی پر حملہ کرنیوالوں کیلئے یہ حدیث ہے نہیں کہا جا سکتا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدینۂ قیصر سے اگر قسطنطنیہ نہیں مراد ہے تو پھر کونسا شہر مراد ہو سکتا ہے اس عقدہ کو صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری نے اس طرح حل کیا ہے کہ بعض علماء نے یہ تجویز کیا ہے کہ مراد مدینہ قیصر سے وہ شہر ہو جس میں قیصر اس زمانہ میں تھا جب یہ حدیث ارشاد فرمائی گئی تھی اور وہ شہر حمص تھا جو اس وقت اس کا پایہ تخت تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۹۲)

پھر مدینہ قیصر میں اس کی خصوصیت کیا ہے کہ وہ اس شہر میں مقیم ضرور ہو اس کی سلطنت کا ہر شہر اسی کا شہر کہلائے گا اور اس لحاظ سے جو لشکر سب سے پہلے سلطنت روم کے شہر پر چڑھائی کرئے وہ اس حدیث کا مصداق ہو جائے گا تاریخ اس کی نشان دہی کرے گی۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۵۰ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"ثم کانت غزوۃ موتہ وھی اول الغزوات بین المسلمین والروم"

پھر غزوہ موتہ ہوا اور یہ پہلا غزوہ ہے جو مسلمانوں اور روم میں واقع ہوا ـــــ روم ہی کے بادشاہ کا لقب قیصر ہے لہذا پہلا غزوہ جس کے لیے مغفرت کی بشارت دی گئی ہے وہ ہوا جس کو غزوہ موتہ کہتے ہیں اور جو زید بن حارثہ وغیرہ کی سرکردگی میں بحکم رسول خدا ہوا تھا اب ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ شارحین بخاری اس حدیث کی شرح میں کیا فرماتے ہیں؟ اور کیا وہ اس پر راضی ہیں کہ بشارت مغفرت یزید کو بھی شامل ہو ـــــ

عمدۃ القاری میں ہے "رسول خدا کا یہ فرمانا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر حملہ آور ہوگا ـــــ اس میں مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ ذکر کیا گیا ہے کہ یزید بن معویہ نے بلاد روم پر چڑھائی کی یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا اس کے ساتھ سریہ اور وہ صحابہ کی ایک جماعت بھی تھی جن میں ابن عمر، ابن عباس، ابن الزبیر، ابو ایوب انصاری بھی تھے ابو ایوب انصاری کی وفات وہیں قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس واقع ہوئی ان کی قبر بھی وہیں ہے جس کے واسطے سے اہل روم قحط کے موقع بارش طلب کیا کرتے ہیں صاحب مرآۃ نے کہا ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ۵۲ھ میں یزید بن معویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ معویہ نے ایک لشکر سفیان بن عوف کی سرداری میں قسطنطنیہ

بھیجا تھا جو بلاد روم میں در آیا اس لشکر میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابو ایوب
بھی تھے ابوایوب نے زمانہ حصار ہی وفات پائی اس کے بعد صاحب عمدۃ القاری
فرماتے ہیں مشہور تر یہ ہے کہ صحابہ کے یہ سربرآوردہ حضرات اسی سفیان بن عوف کے
ساتھ تھے یزید کے ساتھ نہ تھے کیونکہ وہ اس کا اہل نہ تھا کہ یہ سردار لوگ اس کی خدمت
میں یعنی ماتحت ہوتے۔ مہلب کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں معاویہ کی فضیلت نکلتی
ہے کیونکہ انھیں نے سب سے پہلے دریا کے ذریعہ چڑھائی شروع کی اور اس میں انکے
بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے شہر قیصر پہ حملہ کیا مہلب
کا یہ قول نقل فرمانے کے بعد صاحب عمدۃ القاری فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس میں
یزید کی کیا منقبت ہے اس کا حال تو بالکل مشہور ہے اگر تم کہو کہ اس لشکر کے حق میں
رسول خدا نے فرمایا ہے "اس کی مغفرت ہو گی" تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ اگر
یزید اس حدیث کے عموم میں داخل بھی ہو تو یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی خاص دلیل
کے ذریعہ وہ اس عموم سے نکل نہ سکے اہل علم میں اس بات میں بالکل اختلاف
نہیں ہے کہ حضرت نے جو فرمایا ہے کہ اس لشکر کی مغفرت ہو گی اس میں یہ شرط ضرور
ہو گی کہ انھیں کی مغفرت ہو گی جو اس مغفرت کے اہل ہوں چنانچہ اگر کوئی شخص جو اس
غزوہ میں شریک تھا اگر بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ اس مغفرت کے عموم میں داخل
نہ ہو گا لہٰذا معلوم ہوا کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس لشکر والوں میں
سے شرط مغفرت جس میں موجود ہو بس اس کی مغفرت ہو گی۔ (عمدۃ القاری ج ۶ صفحہ ۴۹
بخاری کی دوسری شرح فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں حسب ذیل افادہ
درج ہے۔

"حضرت کا قول" جو لشکر شہر قیصر پر چڑھائی کرے گا" اس سے مراد قسطنطنیہ ہے مہلب کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں معاویہ کے لیے منقبت ہے کیونکہ سب سے پہلے انھوں نے غزوات میں دریائی مہم شروع کی اور اس کے لڑکے یزید کی بھی فضیلت ہے کیونکہ پہلے اسی نے مدینہ قیصر پر چڑھائی کی تھی مہلب کے اس قول پر ابن التین اور ابن المنیر نے یہ انتقاد کیا ہے کہ کسی کے اس حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اس سے کسی خاص دلیل کی وجہ سے خارج نہ ہو سکے کیونکہ اہل علم میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت کا یہ فرمانا کہ اس لشکر کی مغفرت ہوگی اس میں یہ شرط ضرور لگے گی کہ مغفرت انھیں کی ہوگی جو مغفرت کے اہل ہوں چنانچہ اگر کوئی اس غزوہ میں شریک ہونیوالا بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ اس حدیث کی بشارت میں بالاتفاق داخل نہ ہوگا لہٰذا یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ان میں سے وہی بخشے جائیں گے جن میں شرط مغفرت موجود ہو .... بعض لوگوں نے تجویز کیا ہے کہ مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جس میں قیصر اس زمانہ میں تھا جب حضرت نے حدیث ارشاد فرمائی تھی اور وہ شہر حمص تھا جو اس وقت اس کا پایہ تخت تھا۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۹۲) مزید تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ جو لشکر بھیجا گیا ہے یزید اس کا سردار نہ تھا بلکہ سفیان بن عوف کی سرداری میں وہ لشکر گیا تھا۔

چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۸۱ ملاحظہ ہو اس میں ہے کہ

"وفی ھذہ السنۃ وقیل سنۃ خمسین سیّر معٰویۃ جیشاً کثیفاً الی بلاد الروم مع سفیان بن عوف"

اور اس سال اور کہا گیا ہے کہ سنہ ۵۰ھ میں معویہ نے ایک بڑا لشکر بلاد روم پر چڑھائی کے لیے روانہ کیا اور اس کا امیر سفیان بن عوف کو قرار دیا۔

مورخ ابن خلدون بھی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں "پھر معویہ نے سنہ ۵۰ھ میں ایک بڑا سا لشکر سفیان بن عوف کی ہمراہی میں بلاد روم کے لیے بھیجا (تاریخ ابن خلدون ج ۳ صفحہ ۹)

اسی کے بعد لکھا ہے کہ اس میں لڑنے کے لیے یزید کو بھی نامزد کیا لیکن اس نے سستی کی منہ چرانے لگا لہذا اس کو ترک کر دیا۔ اس لیے ثابت ہوا کہ اس لشکر کی روانگی کے وقت یزید شامل نہ تھا روانگی سفیان بن عوف کی سرداری میں عمل میں آئی اور جنگ بھی شروع ہو گئی البتہ ابن خلدون نے اتنا ضرور لکھا ہے کہ یزید بعد میں روانہ کیا گیا۔ اگر اسی لشکر کے لیے بغرض محال اس حدیث کی بشارت کو مان بھی لیا جائے جب بھی یزید اس میں شامل نہ ہوگا کیونکہ اسے اولیت نہیں حاصل ہوئی وہ دوسرے لشکر کے ساتھ گیا۔

تاریخ ابوالفدا ج ۱ صفحہ ۱۹۷ میں بھی قسطنطنیہ کے لشکر کا ذکر ہے مگر اس میں یزید کا بالکل ذکر ہی نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں "وفی ہذہ السنۃ سیّر معویہ جیشاً کثیفاً مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیہ فاوغلوا فی بلاد الروم وحاصروا القسطنطنیۃ وکان فی ذلک الجیش ابن عباس ابن عمر وابن زبیر وابو ایوب الانصاری وتوفی فی مدۃ الحصار ابو ایوب الانصاری" اور اس سال یعنی سنہ ۴۸ھ میں معویہ نے ایک بڑا لشکر سفیان بن عوف کی ہمراہی میں قسطنطنیہ روانہ کیا وہ لوگ بلاد روم میں گھس گئے اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس لشکر میں ابن عباس ابن عمر ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری بھی تھے ابو ایوب کا مدت حصار ہی میں انتقال ہو گیا۔

یہ حقیقت بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ جتنے مورخین کے بیانات ہم نے

نقل ہوئے ہیں ان میں کسی نے یہ ظاہر نہیں کیا ہو کہ اس لشکر میں سردار جوانان جنت یعنی ..... امام حسین نے بھی شرکت فرمائی بعض شارحین بخاری تو اس پر بھی راضی نہیں ہیں کہ جس لشکر میں ابن عباس ابن عمر ابن زبیر ابو ایوب ایسے صحابہ شامل ہوں اس کی سرداری یزید نے کی ہو۔ لہذا یہ من گڑھت افسانہ وہ کیسے قبول کریں گے کہ فرزند رسول نے یزید کی ماتحتی میں جنگ روم میں شرکت کی ہو تاریخی شواہد اس کے بھی خلاف ہیں کہ یزید نے اس پہلے لشکر میں شرکت کی۔ ابن خلدون ایسے محقق عامہ نے صراحت کی ہے کہ شروع میں یزید نے کاہلی کی اور پہلے لشکر میں شامل نہیں ہوا اس کی روانگی بعد میں عمل میں آئی۔

بلکہ بعض غیر مسلم مؤرخین نے یزید کے قسطنطنیہ جانے کے سبب کو بے نقاب کر دیا ہے جسے پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ اسے اسلامی جہاد کا شوق قسطنطنیہ نہیں لے گیا بلکہ آپ اپنا فطری شوق پورا کرنے کی غرض سے گئے تھے پہلے تو کاہلی فرمائی تھی لیکن کسی کے حسن کا شہرہ جب سن لیا تو جذبۂ عشق نے حدی خوانی کی اور آپ تیز روی سے روانہ ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے نہیں بلکہ فی سبیل العشق والہوی

فلپ ھٹی تاریخ عرب کے صـ۲۰۱ میں لکھتے ہیں

"افسانوں میں فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں یزید کی بہادری کو بہت سراہا گیا ہے اور اسکو فتی العرب کا لقب دیا گیا ہے جس کا ایک سبب یہ بھی بنایا جاتا ہے کہ جبلہ بن الایہم کی لڑکی کے حسن کی تعریف سن کر یزید کی آتش شوق بھڑک اٹھی تھی"

ہم مذکورہ بالا حوالہ اور دیگر انگریزی کتابوں کے بیانات کیلئے قوم شیعہ کے مایۂ ناز وسیع النظر اور با علم و عمل عالم جناب مہاراجکمار محمود آباد دام اقبالہم اللہ کے بیحد ممنون ہیں جنکی توجہ سے ہم غیر مسلم مؤرخین کے بیانات پیش کر سکے یزید کیلئے ابھی بہت کچھ پیش کیا جا سکتا تھا لیکن مجبوریاں حائل ہیں کتاب کو اس سے زیادہ ضخیم کر کے چھپوانا فی الحال امکان میں نہ تھا۔

"غدیر سے کربلا تک حصہ دوم تمام ہوا۔ اسکے آگے کے لئے خدا اسباب فراہم فرما دے اور ہمیں توفیق بھی کرامت فرمائے۔ لیلۃ القدر۔ رمضان ۱۳۸۲ھ بنجاری ٹولہ لکھنؤ

خلیفہ رسول سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض تو اس کو نبوت کا درجہ دیتے ہیں اس پر طرہ یہ کہ اس کی بدکرداری کے واقعات اور اس کے کفریات سے بھی اہل اسلام کی کتابیں پُر ہیں۔ اور ریحانۃ الرسول کے خون ناحق سے بھی اس کا دامن داغدار ہے عام طور پر یزید مسلمانوں کے لیے سانپ کی منھ کی چھچھوندر بن کر رہ گیا ہے نہ اس سے عقیدتیں وابستہ کرتے بنتا ہے نہ اس سے علٰحدگی اختیار کرتے بنتا ہے اگر اسے نہ مانیں تو اپنے اصول خلافت سے دست کش ہوں، مانیں تو پھر امام حسینؑ کے متعلق کیا خیال قائم کریں جبکہ وہ بنص رسولؐ سید شباب اہل الجنۃ ہیں۔ خامس اصحاب کسا اور فرزند رسولؐ ہیں۔

اس گومگو میں ایک جماعت نے اپنے اصول مذہب کو کلیجہ سے لگایا، یزید کی خلافت کو مانا اور اس کی صفائی کی کوشش کی۔ اس کو قتل امام سے بری الذمہ ثابت کرنا چاہا۔ کسی نے اس کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے امام کو معاذ اللہ باغی بتایا اور ان کے قتل کو مذہبی فرائض میں شمار کیا۔ کسی نے اس کی خلافت ہی سے انکار کیا اور قتل امام کو اس کا جرم عظیم بتایا حالانکہ انکے اصول کے تحت اس کی خلافت جائز تھی کسی نے خلیفہ بھی مانا اور اس کے کفر و فسق کو بھی مانا اور پھر یہ سب اختلاف ایک ہی مذہب کے ماننے والوں میں ہیں یعنی وہی لوگ جو خلافت کے لیے نص خدا و رسول کو ضروری نہیں سمجھتے۔ جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے وہ سب امام حسینؑ کو منصوص من اللہ تیسرا امام اور یزید کو باغی و غاصب سمجھتے ہیں۔

یزید کے خلیفہ ہونے کی تصریحات

جماعت المسلمین کے علامہ جلال الدین سیوطی اپنی مشہور کتاب "تاریخ الخلفاء"
میں سنہ ۶۰ھ کے بیان میں یزید بن معاویہ کی خلافت کا تذکرہ کرتے ہیں اس کے حالات
بھی تحریر کرتے ہیں ملاحظہ ہو کتاب مذکور کا ص۲۰۵ جبکہ وہ کتاب کے شروع میں
یہ صراحت بھی فرماتے ہیں" وانما ذکرت الخلیفۃ المتفق علیٰ صحۃ
امامتہ وعقد بیعتہ" میں نے ایسے ہی خلیفہ کا ذکر کیا ہے جس کی صحت امامت
اور عقد بیعت پر اجماع ہے (صہ تاریخ الخلفاء)۔ پھر موصوف صہ۹ پر فرماتے ہیں
"ثم اجتمع النّاس علیٰ معٰویۃ بعد صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ
یزید ولم ینتظم للحسینِ امرٌ بل قُتِلَ قبل ذالک" پھر صلح حسنؑ کے بعد
لوگوں کا اتفاق رائے معٰویہ پر ہوگیا پھر اس کے لڑکے یزید پر اتفاق رائے ہوا
حسینؑ کے لیے امر خلافت مکمل نہ ہو سکا بلکہ اس کے پہلے ہی وہ قتل کر ڈالے گیے۔

رسول خداؐ کی ایک مشہور حدیث ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء یا امیر ہوں گے
اس سلسلہ میں یزید کو بھی رکھا گیا ہے چنانچہ تاریخ الخلفا صہ۲۱ میں ابن عمر سے جو
بارہ خلفاء کے نام گنوائے گئے ہیں ان میں ایک یزید بھی ہے اس کو پانچویں نمبر پر
رکھا گیا ہے۔

علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان جلد اوّل ص۱۰۵ پر خلافت یزید بن
معاویہ کی سُرخی قائم کرتے ہیں اس کے ذیل میں یزید کے حالات اور اسکی بیعت خلافت
کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور لوگوں میں شررؔ صاحب نے دلگداز میں

سنہ ۱۹۲۰ء کے خاتمہ پر ایک مضمون تاریخ خلافت پر لکھا تھا جسے سنہ ۱۹۲۶ء میں منیجر دلگداز نے علیحدہ کتابی صورت میں چھپوا کر شایع کیا تھا۔ کتاب مذکور کے صہ ۵ پر شرر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"جناب معٰویہ کی ذات سے خلافت بنی امیہ کی بنیاد پڑی جنھوں نے ۲۰ سال حکومت کرکے، جب سنہ ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کی وصیّت کے مطابق ان کا بیٹا یزید سریر خلافت پر بیٹھا۔ یہ واقعہ کہ رسول اللہ صلعم کے دوسرے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کے عہد میں سخت ترین مظلومی و بیکسی کے ساتھ شہید ہوئے دنیا کو کبھی نہ بھولے گا۔ یزید تین سال سات مہینے خلافت کرکے ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ کو مرگیا۔"

شرح فقہ اکبر طبع دہلی صہ ۸۲ میں یزید کو بارہ خلفاء کا چھٹا قرار دیا گیا ہے سیرۃ النبی (ج ۳ صہ ۴۸۲ مطبوعہ اعظم گڈھ) میں ندوی صاحب بارہ خلفاء والی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ":

"حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ کی بناء پر خلفاء راشدین اور بنی امیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گنانتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امّت کا اجماع رہا یعنی ابوبکرؓ[1]، عمرؓ[2]، عثمانؓ[3]، علیؓ[4]، امیر معٰویہ[5]، یزید[6]، عبدالملکؒ[7]، ولیدؒ[8]، سلیمانؒ[9]، عمر بن عبدالعزیزؒ[10]، یزید ثانی[11]، ہشام[12]۔ شیعہ فرقہ تو اس حدیث کی تشریح میں اپنے بارہ اماموں کو پیش کردے گا۔

ابن تیمیہ منہاج السنۃ ج ۲ طبع مصر صہ ۲۴۶ میں کہتے ہیں کہ "لوگ یزید کے متعلق تین طرح کے خیالات رکھتے ہیں۔ ایک اِس طرف ایک اُس طرف اور ایک

وسط۔ ایک قوم کا اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ میں تھا یا خلفاء راشدین مہدیین میں تھا یا انبیاء میں تھا"

وصیتہ کبریٰ (طبع مصر ص۱۰) میں ہے "کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ (یزید) امام عادل، ہادی، مہدی تھا اور صحابہ میں تھا بلکہ اکابر صحابہ میں تھا اور اولیاء الٰہی میں تھا اور کچھ کا اعتقاد تو یہ ہے کہ وہ انبیاء میں سے تھا"

یزید کے ساتھ عقیدتوں کا حال آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب ہمارا یہ کہنا درست ہوا کہ یزید کو مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت میں مذہبی حیثیت حاصل ہے —

جوش عقیدت میں ابوسعید خدری جیسے مشہور صحابی کی زبانی یزید کو امام حسینؑ کا بھی امام کہلوادیا ہے۔

العقد النبوی میں اس کے مولف شیخ عبداللہ عیدروس یمنی فرماتے ہیں کہ

"ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حسینؑ میرے اوپر غالب آگئے اور یزید کے خلاف خروج کیا۔ میں اُن سے کہتا رہا کہ اپنی جان کے متعلق خدا سے ڈریے اپنے گھر میں بیٹھے رہیے اپنے امام کے خلاف خروج نہ کیجیے"۔

اہل سنت کے مشہور علامہ ابن خلدون جن کی جلالت قدر عام مسلمانوں کی نظر میں ایک مسلمہ حیثیت رکھتی ہے یزید کی ولیعہدی اور اس کی خلافت کے برحق ہونے پر اپنا پورا زور صرف کرتے ہیں ان کی کتاب "مقدمہ تاریخ" (ص۱۸۲ مطبوعہ بہیہ مصر) میں ایک پوری فصل یزید کی ولیعہدی کے متعلق ہے جس کا ذیل میں ترجمہ لکھا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں:

"تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اس کے پہلے امامت کے بارے میں گفتگو کرچکے ہیں

اور یہ کہ امام بنانا شرعاً جائز ہے کیونکہ اس میں مصلحت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ امت کے دینی اور دنیوی مصالح میں نظر کی جائے، امام مسلمانوں کا ولی اور ان کا امین ہوتا ہے۔ اپنی زندگی میں وہ مصالح مسلمین پر نظر رکھتا ہے۔ اسی کے تابع یہ امر بھی ہے کہ وہ اپنے مرنے کے بعد بھی مصلحت کا لحاظ کرے اور ان کے لیے کسی ایسے کو قائم کر جائے جو ان کے امور کا متولی ہو جیسا کہ یہ امام اپنی زندگی میں ان کا ولی تھا، مسلمان اس معاملہ میں بھی اس کی رائے پر وثوق رکھیں گے جیسا کہ انھوں نے اس کی زندگی میں اس پر بھروسا کیا۔ یہ بات کہ امام اپنا ولی عہد بنائے شرعاً ثابت ہے کیونکہ اس کے جواز اور انعقاد پر امت کا اجماع ہے، اس لیے کہ یہی ولیعہدی ابوبکر کی جانب سے عمر کے حق میں واقع ہوئی صحابہ کی موجودگی میں اور ان سب نے اسے جائز رکھا اور اپنے اوپر عمر کی اطاعت لازم کرلی۔ یہی بات یعنی ولایت عہد کا بندوبست اپنے بعد کے لیے عمر کی جانب سے بھی ہوا شوریٰ کی صورت میں کہ انھوں نے چھ کو جو عشرہ مبشرہ کا بقیہ تھے اس امر کا ولی بنایا اور ان کو اس کا حق دیا کہ وہ مسلمانوں کے لیے امام منتخب کرلیں۔ اس حق کو ایک نے دوسرے کے حوالے کیا اور نتیجۃً وہ حق اختیار عبدالرحمٰن بن عوف تک پہونچا اور انھوں نے کوشش کی مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کیا تو انھیں یہ معلوم ہوا کہ سب اہل اسلام علیؑ اور عثمان پر متفق ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس کے لیے عثمان کی بیعت کو اختیار کیا کیونکہ عثمان نے عبدالرحمٰن کی موافقت کی اس بات پر کہ وہ جملہ معاملات میں شیخین کی اقتدار کو لازم رکھیں گے، اپنے ذاتی اجتہاد

پر عمل نہ کریں گے۔ اسی وجہ سے خلافت عثمان کا معاملہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا
اور لوگوں نے انکی اطاعت کو واجب و لازم کرلیا۔ صحابہ کے سربرآوردہ پہلی دفعہ
بھی اور دوسری دفعہ بھی موجود تھے اور ان میں سے کسی نے اس پر اعتراض
نہ کیا اس بات نے بتادیا کہ وہ سب اس عہد کی صحت پر متفق تھے اور اسکے
جائز ہونے کو جانتے تھے۔ اور اجماع حجت ہے جیساکہ یہ بھی معلوم ہے کہ
وہ سب امام کو خلافت کے لیے کسی کو نامزد کرنے کا بہرحال حق دیتے تھے
چاہے وہ امام اپنے باپ کو یا اپنے بیٹے کو اپنے بعد کے لیے نامزد
کرے کیونکہ جب وہ اپنی زندگی میں مصالح مسلمین کے لیے قابل وثوق ہے
تو پھر بطریق اولیٰ یہ خیال کرنا ہوگا کہ وہ وفات کے بعد کا بھی انتظام ٹھیک
ہی کرے گا اور اپنے اوپر کسی مواخذہ کا بار نہ لے جائے گا۔ یہ فیصلہ ہم اُن
لوگوں کے خلاف کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ امام اگر اپنے بیٹے یا باپ کو ولیعہد
بنائے تو متہم سمجھا جائے گا یا یہ کہتے ہیں کہ صرف بیٹے کو ولیعہد نامزد کرنے
میں متہم سمجھا جائے گا کیونکہ امام ان تمام صورتوں میں بدگمانی سے بلند و برتر
ہے خصوصاً جبکہ کوئی خاص سبب ہو جو اس کو اپنے باپ یا بیٹے کو ولیعہد
بنانے کا داعی ہو۔ مثلاً کسی مصلحت کا لحاظ ہو یا کسی مفسدہ سے بچنا مقصود
ہو ایسے موقع پر تو بدگمانی کا بالکل محل نہ ہوگا جیساکہ معاویہ کے لیے یزید کو
ولیعہد بنانے میں ہوا۔ اگرچہ اس سے قطع نظر کرنے کے بعد بھی معاویہ کا
فعل اور تمام لوگوں کے اتفاق کے ساتھ اس معاملہ میں خود حجت ہے۔
دوسروں کے علاوہ اپنے بیٹے کو ولیعہد بنانے کا ... [illegible]

کہ انھوں نے مصلحت کا لحاظ کیا۔ لوگوں کا اتفاق بھی اسی پر تھا ان کی خواہش بھی تھی، بنی امیہ کے اہل حل وعقد اسی پر متفق تھے کیونکہ اس وقت بنی امیہ اپنے سوا کسی کو پسند نہ کرتے تھے۔ وہ اس وقت قریش کا جتھا تھے وہی کل اہل ملّت تھے، اہل غلبہ انھیں میں تھے، اسی لئے معٰویہ نے یزید کو منتخب کیا اور کسی ایسے کو منتخب نہیں کیا جس کے لیے یزید سے بہتر ہونے کا گمان ہوتا۔ فاضل کو چھوڑ کر مفضول کو اسی لیے اختیار کیا کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق باقی رہے جس کا لحاظ شارع کے نزدیک اہم اور ضروری ہے، اس کے علاوہ کسی اور بات کا گمان بھی معٰویہ کے متعلق نہیں ہو سکتا ان کی عدالت اور ان کی صحابیت کسی اور خیال سے روکتی ہے۔ ایسے موقع پر اکابر صحابہ کی موجودگی، ان کا ساکت رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ صحابہ ایسے لوگ نہیں تھے جو حق کے معاملہ میں سستی کرتے اور نہ معاویہ ان لوگوں میں تھے جن کو قبول حق میں تامل ہوتا ہے ان کی شان اس خیال سے بلند ہے۔ یہ تمام صحابہ اس خیال سے بلند و برتر ہیں اور ان کی عدالت بدگمانی سے مانع ہے۔"

پھر صـ۱۸۵ پر موصوف ہی فرماتے ہیں کہ:

"صحابہ کی اکثریت یزید کے ساتھ تھی اور اس کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتی تھی۔"

اب ذرا ان کے دیگر افادات بھی ملاحظہ ہوں کہ علامہ صاحب اس سلسلہ میں کیسی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ کبھی ان کی تحریر یزید کی طرف جھکتی ہے کبھی حسینؑ کی طرف

کبھی بے ساختہ زبان قلم پر حق آجاتا ہے اور کبھی عصبیت پھر بیدار کر دیتی ہے۔ غرضکہ آخر تک اسی الجھن میں مبتلا نظر آئیں گے۔ ذیل میں ان کی استدلالی قلابازیاں ملاحظہ ہوں؛

ص ۱۸۴ پر فرماتے ہیں :-

"جب یزید میں فسق پیدا ہوا تو صحابہ کی رائے میں اس کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا کچھ کی رائے تو یہ ہوئی کہ اس کے خلاف خروج کرنا چاہیے اور اس وجہ سے اسکی بیعت توڑ دینا چاہیے جیسا کہ حسینؑ عـــہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا۔ اور ان لوگوں نے جنھوں نے ان دونوں کا اتباع کیا۔ کچھ لوگوں نے اس بات سے انکار کیا کیونکہ ایسا کرنا فتنوں کو ہیجان میں لانے اور کثرت قتل کا سبب تھا اور جبکہ خروج کا پورا حق ادا کرنے سے عاجزی بھی تھی کیونکہ اس زمانہ میں یزید کی شوکت و طاقت بنی امیہ کے جتھے کے ذریعہ سے تھی اور قریش کے جمہور اہل حل و عقد کے ذریعہ سے تھی جن کے ساتھ تمام قبائل مضر کی عصبیت بھی تھی اور یہ طاقت و شوکت ہر طاقت و شوکت سے زیادہ عظیم تھی جس کی مقاومت کی سکت نہ تھی لہذا یہ لوگ ان وجوہ سے یزید کے خلاف اٹھنے سے باز رہے اور بس بیٹھکر اسکی ہدایت اور اس سے راحت ملنے کی دعائیں کرتے رہے۔ جمہور مسلمین نے یہی رویہ اختیار کیا یہ سب مجتہد تھے ان دونوں فریقوں سے کسی کے فعل پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کے مقاصد بالکل معروف ہیں کہ وہ نیک تھے اور حق ہی کے درپے رہا کرتے تھے۔ خدا ہم کو ان کی پیروی کی توفیق دے (نہ معلوم دونوں فریقوں میں کس کی پیروی کی دعا کی ہے)۔

عـــہ امام حسینؑ نے کب یزید کی بیعت کی تھی اس کا ثبوت ابن خلدون کے ذمہ باقی ہے

ص۱۸۲ پر پھر اختلاف صحابہ وتابعین کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب یزید کا فسق اس کے تمام اہل عصر پر واضح ہوگیا تو حسینؑ کو کوفہ کے شیعیان اہل بیت نے لکھا کہ وہ ان کے یہاں آئیں اور ان کے امر کے ساتھ قائم ہوں (یعنی حاکم بنیں) تو حسینؑ کی رائے یہ ہوئی کہ یزید پر خروج کرنا ہی متعین ہے کیونکہ وہ فاسق ہے خصوصاً ایسے شخص کے لیے خروج کرنا اور ضروری ہے جس کو اس پر قدرت ہو۔ ان کو اپنے متعلق اپنی اہلیت اور شوکت پر نظر کر کے یہی گمان ہوا کہ وہ اس بات پر قادر ہیں کہ خروج کر سکیں جہاں تک اہلیت کا تعلق ہے وہ تو ان میں تھی اس طرح جیسا کہ انکو گمان تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی لیکن طاقت و شوکت تو خدا حسینؑ پر رحمت نازل کرے اس معاملہ میں انھوں نے (معاذ اللہ) غلطی کی ....

اب تم پر واضح ہوگیا کہ حسینؑ نے (معاذ اللہ) غلطی کی لیکن یہ غلطی دنیوی امر میں ہوئی جس میں غلطی کرنا ان کے لیے مضر نہیں ہو۔ لیکن حکم شرعی میں انھوں نے غلطی نہیں کی کیونکہ حکم شرعی تو ان کے گمان سے وابستہ تھا اور ان کو گمان یہ تھا کہ ان میں مقابلہ کی قدرت موجود ہے۔ ابن عباس، ابن زبیر، ابن عمر، ابن حنفیہ وغیرہ سب نے ان کی ملامت کی سفر کوفہ کے معاملہ میں اور ان سب کو معلوم ہوگیا کہ آپ اس معاملہ میں غلطی کر رہے ہیں لیکن حسینؑ اپنے ارادہ سے باز نہیں آئے کیونکہ خدا کا ارادہ یہی ہو چکا تھا۔ حسینؑ کے علاوہ اور صحابہ جو حجاز میں تھے اور جو یزید کے ساتھ شام میں تھے اور عراق میں تھے اور جو تابعین تھے ان کی رائے یہ ہوئی کہ یزید کے خلاف خروج باوجودیکہ وہ فاسق ہے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے فساد ہوگا خون بہے گا لہذا وہ سب اس سے باز رہے نہ تو

انھوں نے حسینؓ کا ساتھ دیا اور نہ ان پر اعتراض کیا نہ ان کو گنہگار کیا کیونکہ حسینؓ خود مجتہد تھے بلکہ وہ تو مجتہدین کے لیے لائق تاسی تھے۔ تم کہیں ایسی غلطی نہ کرنا کہ ان تمام صحابہ و تابعین کو گناہگار قرار دیدو کہ انھوں نے حسینؓ کی رائے کی مخالفت کی اور ان کی نصرت ترک کر کے بیٹھ رہے ان کو اس لیے گناہگار نہیں کہہ سکتے کہ ان میں صحابہ کی اکثریت تھی اور وہ سب یزید کے ساتھ تھے اور ان کی رائے نہیں تھی کہ اس پر خروج کیا جائے۔ حسینؓ کربلا میں لڑتے جاتے تھے اور اُن صحابہ کو اپنے فضل پر اور اپنے حق پر شاہد بنائے جاتے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، انس بن مالک، سہل بن سعد، زید بن ارقم اور ان کے مثل دیگر صحابہ سے دریافت کرو لیکن حسینؓ نے ان صحابہ پر اعتراض نہیں کیا کہ وہ ان کی نصرت چھوڑ کر بیٹھ رہے اور نہ انھوں نے ان سے کچھ تعرض کیا کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ صحابہ کا یہ طرز عمل ان کے اپنے اجتہاد سے تھا جیسا کہ خود حسینؓ کا طرز عمل اپنے اجتہاد کے مطابق تھا۔ اسی طرح تم یہ بھی غلطی نہ کرنا کہ تم ان کے قتل کو برحق کہدو اس وجہ سے کہ اگر حسینؓ کا اقدام مطابق اجتہاد تھا تو انکا قتل بھی ان کے قاتلوں کے اجتہاد کا نتیجہ تھا اور یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ شافعی اور مالکی حنفی کو نبیذ پینے پر حد جاری کرنے کے قابل سمجھتے ہیں (حالانکہ حنفی اس کو حلال سمجھتا ہے) لیکن یہ جان لو کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اور ان سے جنگ ان کے مخالفین کے اجتہاد کے نتیجہ میں نہ تھی اگرچہ ان کی مخالفت،

اور اس کے ساتھیوں نے کی۔ تم ہرگز یہ بھی نہ کہو کہ یزید گرچہ فاسق تھا مگر چونکہ ان لوگوں (صحابہ وتابعین) نے اس کے خلاف خروج جائز نہیں سمجھا تھا اس لیے اس کے افعال ان حضرات کی نظر میں صحیح تھے بات یہ ہے کہ فاسق کے اعمال وہی قابل نفاذ ہیں جو جائز اور مشروع ہوں اور ان (صحابہ وتابعین) کی نظر میں باغیوں کے ساتھ قتال کی شرط یہ ہے کہ وہ امام عادل کی ہمراہی میں واقع ہو اور یہ شرط ہمارے مسئلہ میں مفقود ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ یزید کے ہمراہ ہو کر حسینؑ سے جنگ کرنا ان لوگوں کے لیے جائز نہ تھا اور نہ خود یزید کے لیے جائز تھا بلکہ یہ کا یہ اقدام تو اس کے ایسے افعال میں سے تھا جو اس کے فسق کو اور قوی کرتے ہیں اور حسینؑ اس معاملہ میں شہید اور مستحق ثواب ہیں اور وہ حق پر تھے اور اجتہاد پر تھے۔ اور جو صحابہ یزید کے ساتھ تھے وہ بھی حق پر تھے اور اجتہاد پر تھے اور قاضی ابوبکر بن عربی مالکی نے اس معاملہ میں غلطی کی ہے کہ اپنی کتاب "العواصم والقواصم" میں وہ بات کہدی جسکا ماحصل یہ ہے کہ "حسینؑ اپنے نانا کی شریعت کے ذریعہ سے قتل کیے گئے" یہ بات غلط ہے اصل میں ان سے غفلت ہوئی اور وہ یہ نہ سمجھے کہ باغی سے جنگ کرنیکی شرط امام عادل کی ہمراہی ہے حسینؑ سے زیادہ کون عادل تھا اُن کے زمانہ میں"

(ابن خلدون کی عبارت ختم ہوئی)

اس عبارت سے تصویر کے کئی رخ آپ کے سامنے آگئے ہوں گے۔ یزید کی حمایت میں امام حسینؑ کے قتل کو ان کے نانا کی شریعت کے سر تھوپنے تک کی جراٴت کی جاچکی ہے۔ یہ تو امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کا وزن ہے کہ ابن خلدون جیسے شخص کے قلم سے یہ نکل گیا کہ

"حسین اس معاملہ میں شہید اور مستحق ثواب ہیں" اور یہ کہ "وہ تو مجتہدوں کے لیے لائق تاسی تھے"
اور یہ کہ حسینؑ سے زیادہ عادل کون تھا ان کے زمانہ میں؟ "اور یہ کہ وہ حق پر
تھے" اور ان کی یہ تصریح بھی یادداشت میں لکھنے کے قابل ہے کہ "یزید کا
فسق اس کے تمام اہل عصر پر واضح ہو گیا" ۔۔۔ ایک بات پر ہم کو ضرور تعجب
ہے کہ جب امام حسینؑ حق پر تھے اور یہ کہ "وہ مجتہدین کے لیے قابل تاسی تھے تو پھر
ان کے اقدام کو غلط کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ بہرحال علامہ صاحب کے مذکورہ بالا
افادات میں جو باتیں رد کرنے کے قابل ہیں ان کا جواب اس کتاب میں
آپکو اطمینان بخش طریقہ پر مل جائے گا۔

خیالات کے تضاد کی چند مثالیں

ذیل میں بعض مشاہیر علماء اہلسنت کے بیانات درج کئے جاتے ہیں جنھیں
پڑھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ "یزید بن معویہ" کی ذات نے علماء عامہ کو کیسی الجھن
میں مبتلا کر دیا ہے استدلالی قوتوں کو صرف کرنے کے بعد بھی ناکامیوں کی صورت
دیکھنا پڑتی ہے اور کسی صورت سے امام حسینؑ اور یزید دونوں سے عقیدتیں وابستہ
کرتے نہیں بن پڑتا۔ ایک ہی عالم اپنی ایک کتاب میں کچھ لکھتا ہے پھر دوسری کتاب
میں اس کے خلاف کہنے لگتا ہے۔

ابن حجر مکی اور یزید

اب ذرا دوسرے مشہور علامہ اہلسنت ابن حجر مکی کے بھی خیالات ملاحظہ فرمائیے کہ وہ یزید کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور دوسروں کے کیا خیالات نقل کرتے ہیں اور کیسی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

موصوف کی دو کتابیں اس وقت ہمارے سامنے ہیں ایک تو ان کی مشہور کتاب صواعق محرقہ اور دوسری انکی وہ معروف کتاب جو انھوں نے بوصیری کے قصیدۂ ہمزئیہ کی شرح میں تحریر فرمائی ہے۔ دونوں ہی کی بعض عبارات کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

شرح قصیدہ طبع میمنیہ ص۲۰۰ میں کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ تعجب ہے اور بالکل تعجب ہے کہ یزید نے حسینؑ کے دندان (مبارک) پر تازیانہ مارا اور آل نبیؐ کو اونٹوں کے پالانوں پر رسوں میں بندھا ہوا اٹھایا جبکہ عورتوں کے چہرے اور سر کھلے ہوئے تھے ـــــ یہ لکھنے کے بعد خود تبصرہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یزید فسق کے قبائح میں مبتلا ہو کر تقوٰی کے قیود سے آزادی کی اس منزل پر پہنچا ہوا تھا کہ اس سے ان تمام قبائح کے صدور کو زیادہ نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ احمد بن حنبل تو اس کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم و ورع دونوں اس فیصلہ کے لیے کافی ہیں کہ انھوں نے یہ فتوٰی ان کھلم کھلا واقعات کی وجہ سے دیا ہے جو اس کے کفر کو واضح کرتے ہیں اور جو ان کی نظر میں ثابت تھے۔ خواہ وہ ان کے غیر کی نظر میں ثابت نہ ہوں جیسے کہ غزالی ہیں کہ انھوں نے بہت طولانی گفتگو کی ہے ان بہت سی چیزوں کے رد کرنے میں جو یزید کی طرف منسوب کی گئی ہیں جیسے قتل حسینؑ کہ غزالی کہتے ہیں کہ بطریق صحیح یہ ثابت نہیں ہے کہ یزید نے ان کو قتل کیا یا ان کے قتل کا

حکم دیا پھر اس کے بعد غزالی نے بڑی کوشش کی ہے کہ یزید کو برا کہنا اور اس پر لعنت کرنا حرام ہے اور جیسے کہ ابن عربی مالکی ہیں کہ ان سے تو ایسی بات نقل کی گئی ہے۔ جس سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ "یزید نے حسینؑ کو ان کے نانا ہی کی تلوار سے قتل کیا تھا" یعنی اس کے اعتقاد باطل میں یہ تھا کہ وہ خود خلیفہ ہے اور حسینؑ نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے اور پہلے یزید کی بیعت ہو چکی تھی اور بیعت کے لیے اہل حل وعقد میں سے کچھ ہی لوگ کافی ہیں اور یہ یزید کے معاملہ میں ہوا تھا کیونکہ بہتیروں نے اس کی بیعت پر اقدام کیا تھا اس کو بخوشی اختیار کرتے ہوئے یہ اس وقت کہنے کی ضرورت ہے جب اس پر نظر نہ کی جائے کہ اس کے باپ نے اس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اور اگر اس کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر اہل حل وعقد میں سے کسی ایک کی بھی موافقت حاصل کرنیکی ضرورت نہیں ہے یہ خیال نقل کرنے کے بعد ابن حجر اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس کی رو میں کہا جائے گا کہ یہ حکم اسوقت کا ہے جب احکام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں اور اجماع منعقد ہو جائے کہ صاحب جور امام کے خلاف خروج ناجائز ہے لیکن اس اجماع کے پہلے والے زمانہ میں تو حکم اجتہاد کے فیصلہ پر مبنی تھا اور حسینؑ کا اجتہاد یہ ہوا کہ یزید کے خلاف خروج جائز ہے یا واجب ہے اس کے ظلم اور اس کی برائیوں کی وجہ سے ایسی برائیاں کہ جن کو سن کر کان بہرے ہوئے جاتے ہیں لہذا وہ یعنی حسین رضی اللہ عنہ بلحاظ اس اقدام کے حق پر تھے خصوصاً جبکہ اس کے کفر کے متعلق بھی وہی رائے ہو گی جو امام احمد بن حنبل کی ہے۔

اسی کتاب کے صـ ۲۰۲ میں حسب ذیل شعر کی شرح کرتے ہوئے۔

مادعی فیھما ذمامک مرؤس   وقد خان عھدك الرؤسا ؏

شاعر رسول خدا سے خطاب کرتا ہے کہ آپ کے عہد و پیمان کا آپ کے دونوں نواسوں کے متعلق نہ تو مرؤس یعنی رعیت نے کوئی لحاظ کیا اور نہ روسا یعنی حکام نے بلکہ انھوں نے آپ کے پیمان میں خیانت کی یعنی اُسے توڑ ڈالا۔

لکھتے ہیں کہ روسا سے مراد وہ ظالم طاغی اور متمرد مراد ہیں جن کا لوگوں نے اتباع کیا جیسے یزید کیونکہ وہ رسولؐ کے دونوں نواسوں کے قتل کا سبب بنا لیکن وہ دونوں شہادت عظمیٰ پر فائز ہوئے اور یزید سزا وار رسوائی دنیا و آخرت ہوا۔ پھر فرماتے ہیں اور بعض لوگوں کا یہ کہنا قابل اعتبار نہیں ہے کہ "قاتلان حسینؑ کو ملامت نہیں کی جا سکتی اس لیے کہ ان لوگوں نے تو حسینؑ کو ان کے نانا کی تلوار سے قتل کیا جس کے متعلق انھوں نے حکم دیا تھا کہ باغیوں کے خلاف کھینچی جائے اور ان سے جنگ کی جائے" ——— کیونکہ یزید کی بیعت حسینؑ کی نظر میں منعقد نہیں ہوئی تھی اور نہ حسینؑ کے علاوہ ان لوگوں کی نظر میں جنھوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور جن لوگوں نے اس کی بیعت کی تھی وہ جبریہ تھی جیسا کہ معروف و مشہور ہے زیادہ سے زیادہ جو طرفداری میں کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک ظالم و فاسق تھا جس نے زبردستی غلبہ حاصل کر لیا۔ اب رہ گیا وہ اجماع جو اسبات پر قائم ہے کہ امام جائر کے خلاف خروج کرنا حرام ہے تو اس کا موقع اس وقت ہے جب امور کو استقرار حاصل ہو چکا ہو اور وہ اگلے زمانے گزر چکے ہوں لیکن ان اگلے زمانوں میں تو لوگ مجتہد تھے اور وہ دوسرے کی رائے کے ماتحت نہیں تھے اسی لیے یزید کے خلاف ابن زبیر نے بھی خروج کیا اور اس کی بیعت کی پرواہ نہیں کی اور نہ اس کو کسی شمار میں لائے اسی طرح دوسری جماعت اور بھی ہے جو اس کی بیعت سے باز رہی اور بھاگ نکلی .... ابن سکن نے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے

فرمایا کہ "میرا یہ بیٹا سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا تم لوگوں میں جو شخص اس وقت ہو اسے چاہیے کہ وہ حسینؑ کی مدد کرے" اور اس حدیث سے اس قول کی رد ہو جائے گی جس کا سابق میں ذکر ہوا (کہ حسینؑ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے) اور ان انقلابات (ارضی و سماوی) سے بھی یہ قول رد ہو جائیگا (جو بعد شہادت حسینؑ رونما ہوئے) جن کا ذکر سابق میں گزر چکا شرح قصیدہ میں توکلی صاحب سب کچھ لکھ گئے اب ان کی دوسری کتاب کے افادات ملاحظہ ہوں۔

صواعق محرقہ میں یہی ابن حجر مکی (ص ۱۳۱ مطبع میمنیہ مصر) لکھتے ہیں "جان لو کہ اہل سنت نے معویہ کے بیٹے اور ولیعہد یزید کو کافر قرار دینے میں اختلاف کیا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے کیونکہ سبط ابن جوزی اور ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ جب حسینؑ کا سر آیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور چوب خیزراں سے اُن کے سر مبارک سے بے ادبی کرنے لگا اور ابن الزبعری کے یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا (جس کا پہلا مصرع یہ ہے لیت اشیاخی ببدر شھدوا۔ اور اس نے ان اشعار میں اپنی طرف سے دو شعر بڑھا دیے جن میں کھلے ہوئے کفر کی صراحت ہے اور ابن جوزی نے جیسا کہ ان کے سبط نے ان کی جانب سے نقل کیا ہے کہا ہے کہ اس پر تعجب نہیں کہ ابن زیاد نے حسینؑ سے جنگ کی بلکہ تعجب اس پر ہے کہ یزید نے حسینؑ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری اور آل رسول کو اسیر کرکے پالان شتر پر سوار کیا پھر انھوں نے یزید کی بہت سی خراب باتیں نقل کی ہیں جو اس کے متعلق مشہور ہیں اور یہ کہ اس نے سر حسینؑ کو مدینہ اس طرح واپس کیا کہ...... ان سب باتوں سے اسکا مقصد سوائے رسوا کرنے کے اور کچھ نہ تھا کیا ایسا طرز عمل باغیوں اور خارجیوں کے ساتھ جائز ہے ان کو بھی کفن دیا جاتا ہے اُن پر

بھی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور وہ بھی دفن کر دیے جاتے ہیں اگر یزید کے دل میں جاہلیت کے زمانہ کی عداوت اور بدر والے کینے نہ ہوتے تو وہ ضرور سر کا احترام کرتا جب سر اسکے پاس پہنچا تھا اور اس کو کفن دیکر دفن کر دیتا اور آل رسول کے ساتھ احسان کرتا۔

اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ یزید کافر نہیں تھا کیونکہ جو اسباب کفر ہیں وہ ہماری نظر میں اس کے یہاں ثابت نہیں ہیں اور اصل یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر باقی تھا جب تک ہمیں ایسی بات ثابت نہ ہو جائے جو اُسے اسلام سے خارج کر دے اور یہ سابق میں جو اس کا طرز عمل گزرا اور یہ کہ وہ مشہور ہے تو اس کا معارضہ اس حکایت سے کیا جائے گا کہ جب یزید کے پاس حسینؑ کا سر پہنچا تو اس نے کہا "اے حسینؑ خدا تم پر رحم کرے تم کو ایک ایسے شخص نے قتل کیا ہے جو حق قرابت کا عارف نہ تھا وہ ابن زیاد پر بگڑا بھی اور کہا کہ اس نے ہر نیک و بد کے دل میں میری عداوت کا بیج بو دیا ہے اور اس نے حرم حسینؑ اور ان کی بقیہ اولاد کو مدینہ واپس بھیجا تا کہ وہاں سر دفن کر دیا جائے اور تم با خبر ہو کر ان دونوں جماعتوں کے قول میں کسی ایک کو ترجیح دینے کا سبب موجود نہیں ہے اور اصل یہ ہے کہ وہ مسلم تھا لہذا ہم اسی اصل کو لے لیں گے جب تک کہ ہماری نظر میں ایسی بات نہ ثابت ہو جائے جو اس کو اسلام سے خارج کرنے کا سبب ہو۔

اسی لیے اہل تحقیق کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ثابت اور سیدھا راستہ اس کے متعلق یہ ہے کہ اس کے معاملہ میں توقف کیا جائے اور اس کے معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دیا جائے کیونکہ وہ دلوں کے بھید کو جاننے والا ہے لہذا ہم اس کو کافر کہنے کے درپے بالکل نہیں ہیں کیونکہ یہ زیادہ مناسب اور سالم تر راستہ ہے۔

ابن حجر صاحب یہ سب کچھ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں " اور اس کو مسلمان کہنے کی صورت

میں بھی وہ فاسق، شریر، نشہ باز اور ظالم ہی قرار پائے گا۔ جیسا کہ رسول خدا نے خبر دی تھی ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں بسند ضعیف ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کا امر عدل پر مبنی رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا بنی امیہ میں ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔"

اور رویانی نے اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے سنا کہ پہلا شخص جو ان کی امت کے امر میں رخنہ ڈالے گا اور ان کی سنت کو تبدیل کر دیگا وہ یزید ہوگا .... ابو ہریرہ کے پاس بھی رسول کی جانب سے یزید کے متعلق علم موجود تھا کیونکہ ابو ہریرہ دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان یعنی خدایا میں تجھ سے سنہ ۶۰ھ اور بچوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں ——— خدا نے ابو ہریرہ کی دعا قبول کر لی اور اُن کو سنہ ۵۹ھ میں اٹھا لیا اور معویہ کی موت اور اس کے لڑکے یزید کی حکومت سنہ ۶۰ھ میں ہوئی چنانچہ ابو ہریرہ کو سنہ ۶۰ھ میں یزید کی حکومت کا علم تھا اسی لیے وہ اس سے خدا کی پناہ مانگتے تھے کیونکہ اُن کو اس کے بُرے اعمال کا علم نبی کریم کے بتانے کے ذریعہ سے حاصل تھا۔

نوفل ابن ابی الفراۃ ناقل ہے کہ میں عمر ابن عبد العزیز کے یہاں موجود تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ لفظ امیر المومنین بھی استعمال کیا تو عمر ابن عبد العزیز نے اس سے کہا تو اس کو امیر المومنین کہتا ہے؟ اور پھر حکم دیا اور اس کے بیس کوڑے مارے گئے۔

اور چونکہ وہ معاصی میں حد سے گزرا ہوا تھا اہل مدینہ نے اس کو خلع کر دیا تھا۔